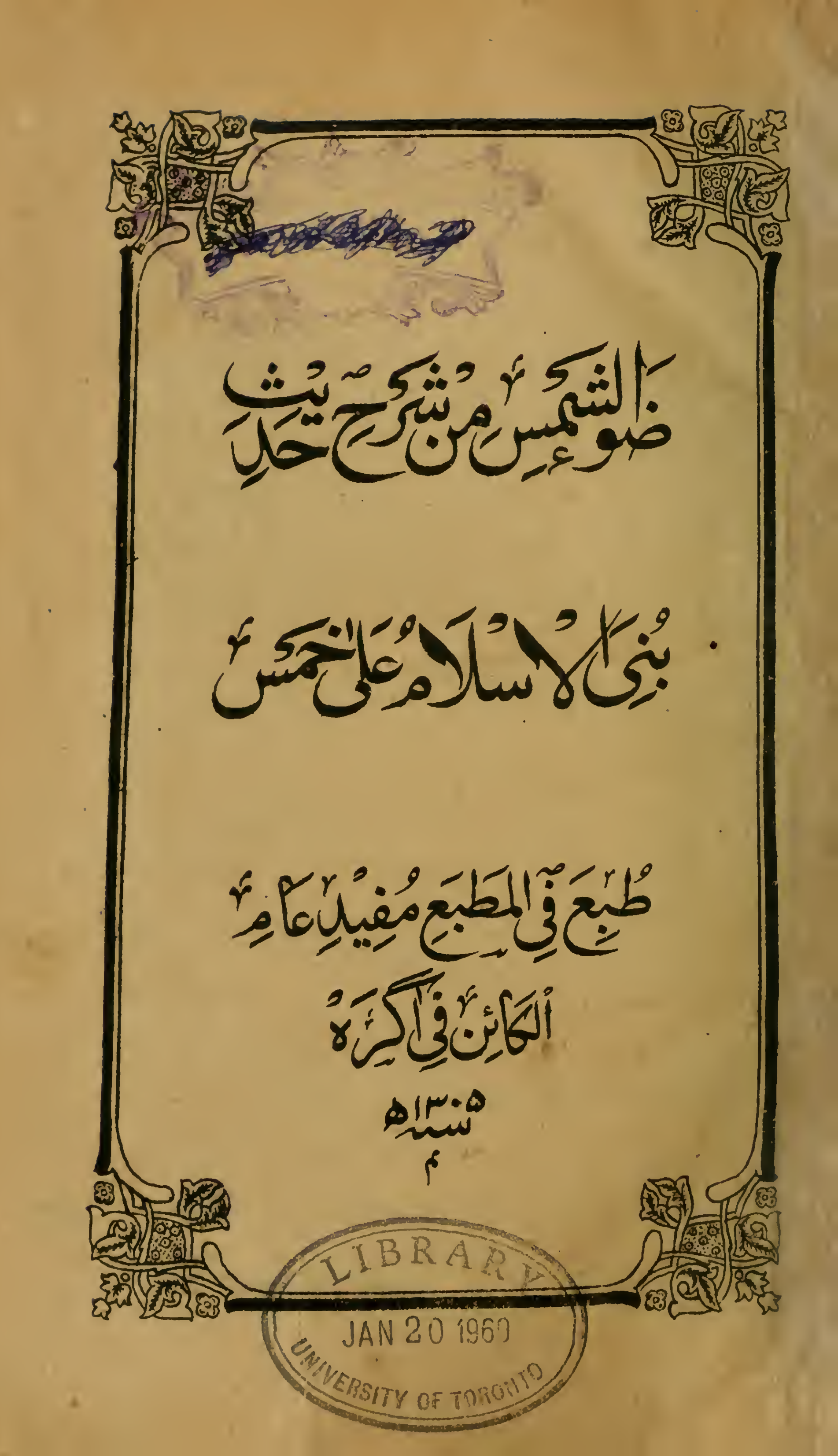


ضوء الشمس من شرح حديث

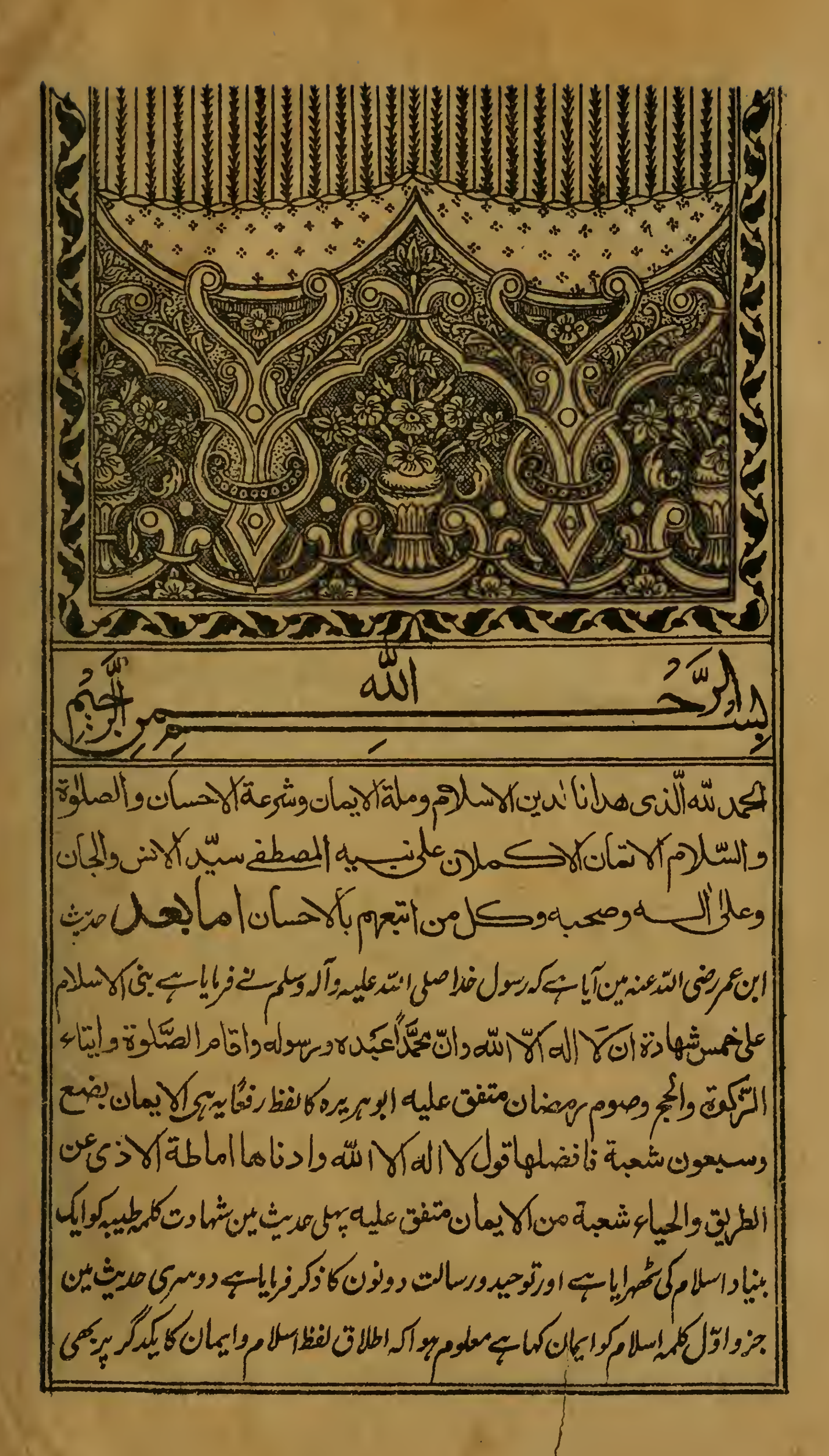
بني الاسلام على خمس

طبع في المطبع مفيد عام

الكائن في آگره

سنه ۱۳۰۵ھ

م



بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الذی ہدانا لدین الاسلام وملة الایمان وشرعة الاحسان والصلوة والسلام الاتمان الاکملان علی نبیه المصطفی سید الانس والجان وعلی آله وصحبه وکل من اتبعهم بالاحسان **اما بعد** حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہ مین آیا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے بنی الاسلام علی خمس شہادة ان لا اله الا الله وان محمدا عبده ورسوله واقام الصلوة وایتاء الزکوة والحج وصوم رمضان متفق علیه ابو ہریرہ کا لفظ رفعًا یہ ہی الایمان بضع وسبعون شعبة فافضلها قول لا اله الا الله وادناها اماطة الاذی عن الطریق والحیاء شعبة من الایمان متفق علیه پہلی حدیث مین شہادت کلمہ طیبہ کو ایک بنیاد اسلام کی ٹھہرایا ہے اور توحید ورسالت دونون کا ذکر فرمایا ہے دوسری حدیث مین جزو اوّل کلمہ اسلام کو ایمان کہا ہے معلوم ہوا کہ اطلاق لفظ اسلام وایمان کا یکدگر پر بھی

آتا ہے فقط اتنا فرق ہے کہ اسلام عبارت ہے انقیاد ظاہر سے اور ایمان عبارت ہے تصدیق
باطن سے جسطرح کہ احسان عبارت ہے اخلاص دل سے تفصیل اس اجمال کی خواہان طول ہے
اسجگہہ صرف بیان کرنا بنیاد پنجگانۂ اسلام کا منظور ہے نہ ضبط کرنا مراتب ایمان و مدارج احسان
کا حدیث باب مشتمل ہے پانچ اساس پر ایک گواہی دینا توحید و رسالت کی زبان سے یعنی ہمراہ تصدیق
جنان کے دوسری نماز پڑھنا ساتھہ اداء فرائض و ارکان کے پانچون وقت بلا ترک کے عمداً
تیسری دینا زکوۃ کا اوس مال سے جسپر زکوۃ واجب ہے بعد حولان حول کے چوتھی حج کرنا خانۂ
کعبہ کا تمام عمر مین ایکبار پانچوین روزہ رکھنا رمضان مین یہ حدیث صحیح بخاری و صحیح مسلم مین
بالاتفاق آئی ہے باعتبار غایت صحت کے اعلےٰ درجۂ قبول مین واقع ہے دلیل صریح ہے
اسبات پر کہ ان پانچون باتون کا وجوب و اداء مین شرعاً ایک ہی حکم ہے بلا تفاوت یعنی جسطرح
کہ بے شہادت کلمۂ طیبہ کے کوئی بشر مسلمان نہین ہوسکتا ہے اور اقرار کرنا ساتھہ اس کلمۂ مبارک
کے فرض ہے اسیطرح نماز روزہ و حج و زکوۃ بھی فرض عین ہے ہر بشر عاقل بالغ مکلف پر اور
ترک کرنا ہر ایک رکن کا ان ارکان اربعہ سے عمداً بلا کسی عذر شرعی کے کفر ہے بلا تفاوت اس
عدم تفاوت کا بیان آیات قرآن و حدیث شریف سے رسالۂ **وسیلۃ النجاۃ** مین کیا گیا ہے
اس جگہہ بیان کرنا ان ارکان خمسہ کے اسرار کا مقصود ہے تاکہ یہ اعمال بر وجہ کمال واقع ہون اور
عامل ان پر مستحق اجر جزیل و ثواب جمیل کا ٹھیرے کیونکہ کوئی ظاہر بدون صلاح باطن کے لایق
قبول کے نہین ہوتا ہے اگرچہ ظاہر مین قائل و عامل انکا معصوم المال والدم ہوجاتا ہے حدیث
ابو ہریرہ مین فرمایا ہے ان اللہ لا ینظر الی اجسامکم ولا الی صورکم ولکن ینظر
الی قلوبکم رواہ مسلم معلوم ہوا کہ اللہ جسم کو نہین دیکھتا ہے کہ موٹا ہے یا دبلا اور نہ صورت
کو دیکھتا ہے کہ کالی ہے یا گوری بلکہ دل کو دیکھتا ہے کہ دل مخلص ہے یا ریاکار کیونکہ جب دل
درست ہوتا ہے تو سارا بدن درست ہوجاتا ہے اور جب دل خراب ہوتا ہے تو سارا بدن
خراب ہوجاتا ہے غرضکہ صلاح و فساد جسم کا موقوف ہے صلاح و فساد قلب پر و لہذا وارد

اعمال کا نیت پر ٹھیرا ہے کیونکہ نیت عمل ہے قلب کا حدیث عمر بن خطاب مین مرفوعاً آیا ہی
انما الاعمال بالنیات وانما لکل امرء مانوی الحدیث بطوله رواه الشیخان
اس بنا پر جب نیت دل کی درست ہو گی تو تھوڑا سا عمل نیک بھی اپنا کام کر جائیگا جسطرح کہ حدیث
معاذ بن جبل مین آیا ہی کہ جب وہ طرف یمن کے جانے لگے کہا ای رسول خدا مجھکو کچھہ وصیت کرو
فرمایا اخلص دینک یکفیک العمل القلیل رواه الحاکم اور حدیث ابو امامہ مین فرمایا ہے
ان اللہ لا یقبل من العمل الا ما کان خالصا وابتغی به وجهه رواه ابوداؤد
اور اگر نیت خالص نہین ہی تو بہت سا عمل بھی بیکار رہی کما قال تعالیٰ عاملة ناصبة اور حدیث
معاذ مین فرمایا ہی الیسیر من الریا شرک رواه ابن ماجة والحاکم الحاصل جب یہ بات ٹھیر گئی
کہ اسلام کے پانچ رکن ہین اور ہر رکن کا ماننا اور بجالانا واجب ہی اور اوسکے بجالانے مین اخلاص شرط
ہے تو اب دریافت کرنا مراتب اخلاص کا ادا کرنے مین ان واجبات کے ضرور ہوا یہ مراتب اہل معرفت
وعلماء باللہ نے لکھے ہین جسطرح کہ مراتب ظاہر فقہاء نے ضبط کئے ہین صورت صحیحہ اعمال اسلام
کا بیان رسالہ فتح المغیث ونہج مقبول و روضہ ندیہ مین مطابق نصوص کتاب عزیز وسنت مطہرہ
کے کیا گیا ہے اور دلائل اثبات رسالہ وسیلة النجاة مین مذکور ہین اس رسالہ مین جسکا نام ضوء الشمس
من شرح حدیث بنی الاسلام علی خمس ہے بیان ان اعمال کے حقایق کا کیا جاتا ہے
یہ رسالہ مشتمل ہے ایک مقدمہ پانچ باب ایک خاتمہ پر ختم اللہ لنا بالحسنی واذاقنا حلاوة
رضوانه الاسنی۔

مقدمہ بیان مین علم کی ربّ زدنی علما

اس مقدمہ مین چند فوائد ہین فائدہ فضیلت علم کی قرآن کریم سے ثابت ہے اللہ تعالیٰ
نے فرمایا ہے شهد الله انه لا اله الا هو والملائكة واولوا العلم قائما بالقسط یعنی اللہ
پاک نے اپنا ذکر کیا ہے کہ مین خود اس بات کی گواہی دیتا ہون کہ سوا میرے کوئی معبود نہین ہے

پھر دوسرے مرتبہ مین فرشتون کا ذکر کیا کہ وہ بھی اسی کے شاہد ہین تیسرے مرتبہ مین ذکر علماء کا فرمایا شرف وفضل وکرامت واصالت علم کے لیئے اتنا ہی کافی وافی شافی ہے کہ اہل علم ہمراہ خداوند وملائکہ کے ایک سلک شہادت حقہ مین منسلک کیئے گئے ہین ۹

نے الجملہ نسبتے بتو کافی بود مرا		بلبل ہمین کہ قافیہ گل شود بس ست	

وقال تعالیٰ یرفع اللہ الذین اٰمنوا منکم والذین اوتوا العلم درجات ابن عباس نے کہا علما کے درجے اہل ایمان پر سات سو درجے ہونگے دو درجون کا فاصلہ پانسو برس کی راہ ہوگی وللہ الحمد وقال تعالیٰ ھل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون اس آیت مین عالم کو جاہل پر فضیلت دی ہے اور فرمایا انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء یہ خشیت خاص ہے ساتھ اہل علم کے جو جرأت جاہل کو معصیت پر ہوتی ہے وہ عالم کو غالباً نہین ہوتی کیونکہ منشاء عصیان کا جہل ہوتا ہے اور جہل اکثر خلق پر غالب ہے اور فرمایا قل کفی باللہ شہیدا بینی وبینکم ومن عندہ علم الکتاب اس جگہہ عالم بالکتاب کو دوسرا گواہ ہمراہ اپنے ٹھیرایا ہے زہی سعادت وخہی کرامت مراد کتاب سے یہان کتاب آسمانی ہے معلوم ہوا کہ یہ مرتبہ خاص واسطے عالم کتاب اللہ کے ہے وللہ الحمد وقال تعالےٰ قال الذی عندہ علم من الکتاب انا اٰتیک بہ اسمین تنبیہ ہے اسبات پر کہ وہ تخت کے لانے پر بزور علم قادر ہوا وقال تعالیٰ وقال الذین اوتوا العلم ویلکم ثواب اللہ خیر لمن اٰمن وعمل صالحا یہ دلیل ہے اسبات پر کہ قدر آخرت کی بزرگی علم سے معلوم ہوتی ہے اور آخرت کو دنیا پر وہی اختیار کرتا ہے جو عالم ہوتا ہے جاہل سے یہ کام نہین بنتا اور فرمایا وتلک الامثال نضربھا للناس وما یعقلھا الا العالمون معلوم ہوا کہ عقلمند لوگ وہی ہین جنکو علم حاصل ہے مثال کو وہی سمجھہ جاتے ہین نہ سارے لوگ اور فرمایا ولو ردوہ الی الرسول والی اولی الامر منھم لعلمہ الذین یستنبطونہ منھم اپنے حکم کو معاملات مین علما کے اجتہاد کی طرف راجع کیا اور اونکے رتبہ کو حکم خدا کے معلوم کرنے مین انبیاء کے رتبہ کے ساتھہ ملایا شیخ احمد ولی اللہ

محدث دہلوی رح نے تفہیمات مین فرمایا ہی الرائی فی الشریعة تحریف وفی القضاء مکریة انتہی وقال تعالیٰ یابنی ادم قد انزلنا علیکم لباسا یواری سوأتکم وریشا ولباس التقوی ذالك خیر بعض اہل علم نے کہا ہی کہ مراد لباس سے اسجگہ علم ہی اور ریش سے یقین اور لباس تقوی سے حیا۔ اسمین اشارہ ہی اہل علم کو کہ وہ متلبس بہ یقین وتقوی رہین یہ بھی ثابت ہوا کہ علم ساتر عیوب ہوتا ہی یہ عالم کے لیے مثل جامہ کے ایک سبب زینت کا ہی اور فرمایا ولقد جئناهم بکتاب فصلناه علی علم اور فرمایا فلنقصن علیهم بعلم اور فرمایا بل هو اٰیات بینات فی صدور الذین اوتوا العلم اور فرمایا خلق الانسان علمه البیان اسکو محل امتنان مین ذکر کیا ہی اور حدیث معاویہ مین فرمایا ہی من یرد الله به خیرا یفقهه فی الدین وانما انا قاسم والله یعطی متفق علیه یعنی جسکے ساتھ الله کچھ بھلائی کرنا چاہتا ہی تو اوسکو علم دیتا ہے مین قاسم علم ہون اور الله دینے والا فہم کا ہی علم مین حدیث ابو الدرداء مین مرفوعًا آیا ہی العلماء ورثة الانبیاء رواه الترمذی وابوداود وابن ماجة والدارمی واحمد یعنی اہل علم وارث ہین پیغمبرون کے ظاہر ہی کہ کوئی رتبہ نبوت کے درجے سے بڑھکر نہین ہے اِن سے معلوم ہوا کہ اس رتبہ کی وراثت سے بھی بڑھکر کوئی اور شرف وفضل نہین ہے حدیث ابو امامہ باہلی مین یہ بھی آیا ہے ان الله وملائکته واهل السموات والارض حتی النملة فی جحرها وحتی الحوت لیصلون علی معلم الناس الخیر رواه الترمذی اس سے بڑھکر کونسا منصب ہوگا جس منصب والے کے لئے آسمان الله پاک اور آسمان وزمین کے فرشتے اور چونٹی ومچھلی تک دعا کرین وہ تو اپنے نفس مین مشغول رہتا ہے اور یہ اوسکی مغفرت چاہنے مین مشغول رہتے ہین ابو الدرداء کا لفظ مرفوع یون ہے ان العالم یستغفر له من فی السموات ومن فی الارض حتی الحیتان فی جوف الماء رواه احمد واهل السنن ابو الدرداء رفعًا کہتے ہین کہ قیامت کے دن علماء کی سیاہی شہیدون کے خون سے تولی جایگی رواه ابن عبد البر ابو ہریرہ کہتے ہین حضرت نے فرمایا ہے خصلتان لا یجتمعان فی

منافق حسن سمت ولا فقه فی الدین رواہ الترمذی یعنی دو خصلتین ہین کہ منافق
مین جمع نہین ہوتین ایک خلق وسیرت وطریقۂ نیک دوسری فقہ دین مین غزالی رح نے کہا ہی
تمکو اس حدیث مین بعض فقہاء وقت کا نفاق دیکھکر شک کرنا نچاہیئے اسلئے کہ مراد حضرت کی فقہ
سے وہ علم نہین ہے جسکو تم فقہ خیال کرتے ہو ادنی درجہ فقیہ کا یہ ہے کہ اسبات کا یقین رکھتا ہو
کہ آخرت دنیا سے بہتر ہے یہ بات جب فقیہ مین جو کس و غالب ہو جاتی ہے تو اوسکو نفاق و نمود
سے بری کر دیتی ہے حدیث ابو الدرداء مین فرمایا ہے ان فضل العالم علی العابد کفضل القمر لیلة
البدر علی سائر الکواکب رواہ احمد واهل السنن ابو امامہ کا لفظ رفعًا یہ ہے فضل
العالم علی العابد کفضلی علی ادناکم رواہ الدارمی اِن حدیثون مین فضیلت دی ہے علم کو
عبادت پر اسلئے کہ نفع علم کا متعدی ہوتا ہے اور نفع عبادت کا لازمی ہے جو عمل کہ علم سے خالی ہے اُسکے
رتبے کو کیسا گھٹایا ہے حالانکہ عابد جس عبادت کو ہمیشہ کرتا ہے اوسکا علم تو رکھتا ہی ہے اگر اوسکا علم
نہو تو عبادت نہو گی حدیث عثمان رض مین رفعًا آیا ہے یشفع یوم القیامة ثلثة الانبیاء ثم العلماء
ثم الشهداء رواہ ابن ماجة اس سے بہت بڑا رتبہ علم کا ثابت ہوا کیونکہ علم نبوت کے بعد اور
شہادت کے اوپر ہے حالانکہ فضل شہادت مین بہت کچھہ آیا ہے حدیث انس مین فرمایا ہے علم کے ساتھہ
تہوڑا سا عمل کار آمد ہوتا ہے اور جہالت کے ساتھہ بہت سا عمل سب بے سود ہے رواہ ابن عبد البر
ابو موسی رفعًا کہتے ہین قیامت کے دن اللہ تعالی بندون کو اوٹھاویگا پھر علماء کو اوٹھا کر فرمائیگا —
ای گروہ علما مینے جو تم مین اپنا علم رکھا تھا تو تمکو کچھہ جانکر ہی رکھا تھا اور مینے تم مین اپنا علم اسلئے نہین
رکھا تھا کہ تمکو عذاب دون جاؤ مینے تمکو بخشدیا رواہ الطبرانی بسند ضعیف علی مرتضی نے
کمیل سے کہا تھا کہ علم مال سے بہتر ہے علم تیری حفاظت کرتا ہے اور تو مال کی علم حاکم ہے مال محکوم علیہ
ہے علم خرچ کرنیسے بڑہتا ہے مال خرچ کرنے سے گہٹتا ہے عالم افضل ہے صائم قائم مجاہد سے —
ابو الاسود کہتے ہین علم سے زیادہ کوئی چیز عزت والی نہین ہے بادشاہ لوگون پر حاکم ہوتے ہین علماء
بادشاہون پر حاکم ہین حضرت سلیمان کو حکم ہوا تھا کہ مال لو یا علم اونہون نے علم لیا اوسکے ساتھہ

مال وحکم بھی عطا ہوا وہ خاصہ جس سے انسان چوپایون سے ممتاز ہے یہی علم ہے انسان جب ہی تک
انسان کہلاتا ہے کہ جس بات سے اوسکو شرف ہو وہ چیز اوسمین موجود ہو کیونکہ شرافت انسان کی
نہ تو جسم کے زور سے ہے اسلیئے کہ مثلاً اونٹ زور مین اوس سے زیادہ ہے اور نہ بڑے جثہ کے ہونے سے
کیونکہ ہاتھی اوس سے بہت بڑا ہے نہ شجاعت کے سبب سے کیونکہ درندے اوس سے بھی زیادہ شجاع
ہین نہ کھانے کی جہت سے اسلیئے کہ بیل کا پیٹ اوس سے کہین زیادہ ہے نہ صحبت کی وجہ سے
کیونکہ ادنی چڑیا جماع مین اوس سے بہت بڑھکر ہے بلکہ اوسکو شرف ہے تو فقط علم کے سبب سے ہے
وہ اسی علم کے لئے پیدا ہوا ہے بعض حکمانے کہا ہے کوئی یہ بتاوے کہ جسکو علم نہ ملا اوسکو اور کیا ملا اور
جسکو علم ملا اوس سے اور کیا باقی رہا فتح موصلی کہتے ہین جب بیمار کو تین دن کھانا پانی دوا نہ دیجای
تو کیا وہ مر نجائیگا کہا ہان بیشک مرجائیگا فرمایا یہی حال دل کا ہے کہ جب اوس سے علم و حکمت
کو تین دن روکدیا جاتا ہے تو وہ مرجاتا ہے یہ اسلیئے کہا کہ دل کی غذا علم و حکمت ہے انہین دونون
سے اوسکی زندگی ہے جسطرح کہ بدن کی غذا کھانا ہے سو جس شخص کو علم میسر نہین ہے اوسکا دل بیمار ہے
اور موت اوسکو لازم یہ اور بات ہے کہ اوسکو اپنے دل کی بیماری و موت کی خبر نہین ہوتی اسلیئے کہ
دنیا کی محبت و شغل کاروبار سے اوسکی حس جاتی رہی ہے جیسے حالت غلبہ خوف و نشے مین درد زخم کا معلوم
نہین ہوتا اگرچہ واقع مین درد ہوتا ہے لکن جسوقت کہ موت اثقال و علائق دنیا کو اوتار دیتی ہے تب
وہ اپنے دل کی موت کو جانتا ہے اور سخت افسوس کرتا ہے مگر کیا فائدہ جسطرح کہ بعد زوال حالت
خوف و سکر کے درد زخم کا خائف و مست کو معلوم ہونے لگتا ہے ہم اللہ سے پناہ مانگتے ہین اوس
دن سے کہ حقیقت حال کُھلے کیونکہ اکثر لوگ سوتے ہین جب مرینگے تب جاگین گے کوئی مان کے
پیٹ سے عالم پیدا تو ہوتا ہی نہین ہے سیکھنے سے ہی علم آتا ہے ابن عباس نے کہا علم کا تذکرہ
تھوڑی سی رات مین کرنا میرے نزدیک تمام رات کے جاگنے سے اچھا ہے یہی بات ابو ہریرہ
و امام احمد سے بھی مروی ہے حسن بصری نے تفسیر آیت مین کہا ہے کہ مراد حسنۂ دنیا سے علم و عبادت
ہے اور حسنۂ آخرت سے جنت و مغفرت امام شافعی نے کہا علم کا شرف ایک یہ ہے کہ جس کسیکو

ادنی بات مین طرف اوسکے نسبت کرو وہ خوش ہوتا ہے اور جسکو اوس سے الگ کرو وہ رنجیدہ ہوتا ہے عمر رضی اللہ عنہ نے کہا ہے ای لوگو تم علم کے پیچھے پڑو اللہ کے پاس ایک چادر ہے محبت کی جو کوئی کسی باب علم کا طالب ہوتا ہے اللہ تعالی وہ چادر اوسکو اوڑہاتا ہے پھر اوس شخص سے اگر کوئی گناہ ہوجاتا ہے تو اللہ اوس سے اپنی رضاجوئی کرالیتا ہے پھر اگر دوبارہ خطا ہوئی تب بھی اوس سے طالب رضاجوئی ہوتا ہے پہر اگر سہ بارہ خطا ہوئی تب بھی ایسا ہی معاملہ کرتا ہے غرض اس ہر بار کے رضاجوئی کرانے سے یہ ہوتی ہے کہ وہ چادر اوس سے نہ چھینے اگرچہ اوسکا گناہ بڑہتے بڑہتے موت تک پہنچ جاسے احنف نے کہا جس عزت کی مضبوطی علم سے نہو تو اوسکا انجام ذلت ہوتا ہے زبیر بن ابی بکر کو اونکے باپ نے عراق مین خط لکھا کہ تو علم کے پیچھے پڑ کیونکہ اگر تو مفلس ہوجائیگا تو یہ تیرا مال ہوگا اور اگر تو غنی ہے تو یہ تیرے لئے زینت ہوگا - **فائدہ** فضیلت مین طلب علم کے اللہ نے فرمایا ہے فلولا نفر من کل فرقۃ منہم طائفۃ لیتفقہوا فی الدین یعنی ہر فرقہ مین سے ایک گروہ کو دین کی سمجھ پیدا کرنے کے لئے گہر سے باہر نکلنا چاہئے اور فرمایا فاسئلوا اہل الذکر ان کنتم لا تعلمون مراد ذکر سے اسجگہہ قرآن کریم ہے اور حدیث ابو ہریرہ مین فرمایا کہ من سلک طریقا یلتمس فیہ علما سہل اللہ لہ بہ طریقا الی الجنۃ رواہ مسلم ابوالدرداء کا لفظ رفعا سمعا یون ہے من سلک طریقا یطلب فیہ علما سلک اللہ بہ طریقا من طرق الجنۃ وان الملائکۃ لتضع اجنحتہا رضا لطالب العلم الحدیث بطولہ رواہ احمد واہل السنن الا النسائی یعنی جو کوئی طلب علم مین کسی رستہ پر چلتا ہے تو اللہ اوسکو ایک راہ جنت پر چلاتا ہے اور فرشتے واسطے طالب علم کے خوش ہوکر اپنے بازو بچھاتے ہین **ع**

باغ مین گل کھلے جاتے ہین کہ وہ آتے ہین	انگلیان سر او ٹھاتے ہین کہ وہ آتے ہین	

ابو سعید کہتے ہین حضرت نے فرمایا ہے ان رجالا یاتونکم من اقطار الارض یتفقہون فی الدین فاذا اتوکم فاستوصوا بہم خیرا رواہ الترمذی یہ حدیث حضرت کا معجزہ باہرہ ہے کہ جیسا فرمایا تھا ویسا ہی ایک مدت دراز تک پایا گیا ایک جہان نے اپنے اہل واوطان سے

رحلت کی اور بلاد دور دست تک جا جا کر علم دین یعنی قرآن و حدیث حاصل کیا اور ایک خلق کو بحکم بلغوا عنی ولو آیۃ رواہ البخاری عن ابن عمرو وہ علم پہنچایا اگر یہ گروہ مفسرین و محدثین کا نہوتا تو آج ہم علم دین سے بالکل محروم ہوتے جزاھم اللہ عنا خیرًا ودو قا تا ضیرا انس رضی اللہ عنہ نے رفعًا کہا ہے من خرج فی طلب العلم فھو فی سبیل اللہ حتی یرجع رواہ الترمذی والدارمی مرقات مین نیچے اس حدیث کے کہا ہے کہ جو کوئی نکلا طلب علم مین اوسکو اجر ہے برابر اوس شخص کے جو نکلا جہاد کرنے کو یہانتک کہ پھر کر اپنے گھر آئے اسلیئے کہ وہ احیاء دین و اذلال شیطان و اتعاب نفس مین مثل مجاہد کے ہے انتھی سنجرہ ازدی کہتے ہین رسول خدا نے فرمایا ہے من طلب العلم کان کفارۃ لما مضی رواہ الترمذی وضعفہ والدارمی معلوم ہوا کہ منجملہ کفارات ذنوب کے ایک طلب کرنا علم کا بھی ہے ابو سعید خدری کا لفظ مرفوعًا یون ہے لن یشبع المومن من خیر یسمعہ حتی یکون منتہاہ الجنۃ رواہ الترمذی مراد خیر سے اسجگہہ علم ہے علما نے کہا ہے سیکھنا ایک باب علم کا ہزار رکعت نفل پڑہنے سے بہتر ہے بعض نے کہا دنیا و ما فیہا سے افضل ہے علم ایک خزانہ ہے اوسکی کنجی سوال ہے سوال سے چار شخصون کو اجر ملتا ہے سائل عالم سامع محب علم کو ابوذر نے کہا حضور مجلس علم بہتر ہے ہزار رکعت تطوع سے اور ہزار بیمارون کی عیادت سے اور ہزار جنازون پر جانے سے حسن نے کہا جو مرے اور وہ احیاء اسلام کے لئے علم سیکھتا ہو تو اوسکا اور انبیاء کا درجہ جنت مین ایک ہوگا رواہ الدارمی مرسلاً عنہ ابن مسعود مرفوعًا کہتے ہین نضر اللہ امرء سمع منا شیئا فبلغہ کما سمعہ فرب مبلغ اوعی لہ من سامع رواہ الترمذی وابن ماجۃ یہ دعا ہے سرسبزی کے واسطے سامع علم کے ابراہیم عذری کا لفظ مرفوع یون ہے یحمل ھذا العلم من کل خلف عدولہ ینفون عنہ تحریف الغالین وانتحال المبطلین وتاویل الجاھلین رواہ البیہقی فی کتاب المدخل مرسلاً اس حدیث مین حامل علم کو عدل فرمایا ہے انجام اس حمل کا ارشاد کیا ہے سو مصداق اس شرف کا وہی عالم و طالب علم ہے جسکے اندر اوصاف مذکورہ موجود ہونگے وا ذلیس فلیس

واثلہ بن الاسقع رفعاً کہتے ہین من طلب العلم فادرکہ کان لہ کفلان من الاجر فان لم یدرکہ کان لہ کفل من الاجر رواہ الدارمی اس سے زیادہ اور کیا شرف علم کا ہوگا کہ اگر باوجود طلب کے میسر نہوا تو بھی ایک اجر طلب کا ملیگا اور اگر بعد طلب کے حاصل ہوگیا تو پھر دگنا اجر ہے وللہ الحمد آور ہمراہ عمل کے دس گنا ہو سکتا ہے بلکہ بقدر اخلاص سات سو گنے تک بہی حسب ضوابط شرع پہنچ سکتا ہے اللھم ارزقنا حدیث مرفوع ابو ہریرہ مین منجملہ صالحات باقیات کے فرمایا ہے علما علمہ ونشرہ رواہ ابن ماجۃ والبیھقی فی الشعب عائشہ کا لفظ سمعاً رفعاً یہ ہے ان اللہ عزوجل اوحی الی انہ من سلک مسلکا فی طلب العلم سھلت لہ طریق الجنۃ رواہ البیھقی فی شعب الایمان علمانے کہا ہے کہ وقت طلب علم کا مہد سے لحد تک ہے سو جب یہ بات ٹھیری تو سلوک تمام عمر طالب علم کا طریق جنت مین ہوا آب سوا موت کے کوئی حائل اوسکو دخول بہشت سے انشاء اللہ تعالی نہوگا تمام عمر تک طلب کرنیکا مطلب یہی ہے کہ بعد تحصیل علوم دین کے ہمیشہ اوقات حیات کو مطالعہ و درس و تالیف و اشاعت مین مشغول رکھے کتب تفاسیر و شروح احادیث کو جا بجا سے حاصل کرکے اونپر عبور کرتا رہے اسمین علم اوسکا ہمیشہ ترقی پذیر رہیگا اور وہ مصداق طالب علم کا تا آخر عمر ٹھیرے گا و لہذا حدیث انس بن مالک مین مرفوعاً آیا ہے منھومان لا یشبعان منھوم فی العلم لا یشبع منہ و منھوم فی الدنیا لا یشبع منھا رواہ البیھقی فی شعب الایمان یعنی دو حریص ہین ایک علم مین دوسرا دنیا مین دونون سیر شکم نہین ہوتے ابن مسعود کا لفظ یہ ہے کہ منھومان لا یشبعان صاحب العلم و صاحب الدنیا و لا یستویان اما صاحب العلم فیزداد رضا الرحمن و اما صاحب الدنیا فیتمادی فی الطغیان رواہ الدارمی یعنی علم کا انجام رضامندی خدا ہے اور دنیا کا انجام استمرار ہے سرکشی مین ع

علم دادند با دریس و بقارون زر و سیم	شد یکے فوق سماک و دگری تحت سمک

حدیث ابن مسعود مین فرمایا ہے تعلموا العلم وعلموہ الناس تعلموا الفرائض وعلموھا الناس تعلموا القرآن وعلموہ الناس

رواه الدارمي والدارقطني پہلے حکم تعلم مطلق علم کا دیا پھر نام علم فرائض کا لیا اسلیئے کہ یہ سخت
محتاج الیہ ہے اور ہمیشہ اوسکی حاجت رہتی ہے پھر خاص تعلم وتعلیم قرآن پاک کا حکم دیا صیغہ امر
کا اصل وضع مین واسطے وجوب کے ہے اور یہان کوئی صارف موجود نہین لہذا یہ حدیث دلیل
صریح ونص صحیح ہے وجوب طلب علم کتاب وسنت پر علی الخصوص علم میراث پر لیکن اب علماء کتاب
وفرائض ایک عمر دراز سے منقرض ہو گئے ہین ابن عمرو کا لفظ رفعاً یون ہے العلم ثلثة آیة
محکمة او سنة قائمة او فریضة عادلة وما کان سوی ذلك فهو فضل رواه ابوداؤد
وابن ماجة لام لفظ العلم مین واسطے عہد کے ہے یعنی علم دین تینہی ہین علم قرآن علم حدیث علم میراث
اسکے سوا جو اور کوئی علم ہے وہ زائد وفضول ہے اوسکی کچھہ ضرورت نہین ہے معلوم ہوا کہ جو کچھہ کتاب وسنت
مین دربارۂ شرف وفضل علم وعالم وطالب علم آیا ہے مراد اوس سے یہی ہر سہ علم ہین پس بعض
حکما نے کہا ہے مجکو جیسا ترس دو شخصون پر آتا ہے ویسا کسی اور پر نہین آتا ایک تو اوسپر جو کہ علم کا
طالب ہے اور سمجھتا نہین دوسرا وہ جو کہ علم کو سمجھتا ہے اور اوسکو طلب نہین کرتا ابو الدرداء نے کہا
عالم وطالب علم شریک خیر ہین باقی سارے آدمی مچنگے ہین اونمین کچھہ خیر نہین ہے ع

تأملتہم ثم تأملتہم	فلاح لی ان لیس فیہم فلاح

یہ بھی کہا ہے کہ تو عالم ہو یا طالب علم یا سامع علم ان تینون کے سوا چوتھا مت ہو ورنہ ہلاک
ہو جائیگا عطا نے کہا ایک مجلس علم ستر مجالس لہو کی کفارہ ہوتی ہے عمر رضی اللہ عنہ نے کہا ہے
ہزار عابدونکا جو صائم الدہر قائم اللیل ہون مرجانا ایسے عالم کی موت سے کم ہے جو اللہ کے حرام حلال
کا ماہر ہو ابو الدرداء نے کہا جس شخص کی یہ تجویز ہو کہ طلب کرنا علم کا جہاد نہین ہے تو وہ اپنی عقل
وتجویز مین ناقص ہے **فائدہ** فضیلت تعلیم کی بھی مثل فضیلت تعلم کے بہت ہے **قال تعالی**
ولینذروا قومهم اذا رجعوا الیهم لعلهم یحذرون مراد انذار سے اسجگہہ بحسب تصریح غزالی رح
تعلیم وارشاد وغیرہ ہے **وقال تعالی** واذ اخذ الله میثاق الذین اوتوا الکتاب لتبیننه
للناس ولا تکتمونه اسمین تعلیم کا واجب ہونا مذکور ہے اور کتمان سے منع فرمایا ہے دوسری

آیت مین کہا ہے وان فریقا منہم لیکتمون الحق وہم یعلمون اسمین ذکر تحریم کتم علم کا
کیا ہے اور فرمایا ومن احسن قولا ممن دعا الی اللہ وعمل صالحا اس مین مدح ہے معلم عامل
کی اور فرمایا ادع الی سبیل ربک بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ اس مین ارشاد ہے طرف دعوت
وموعظت خلق کے اور فرمایا ویعلمہم الکتاب والحکمۃ اور حضرت نے جب معاذ کو طرف یمن کے
بہیجا تہا تو فرمایا تہا لان یہدی اللہ بک رجلا واحدا خیر لک من الدنیا وما فیہا رواہ
احمد لکن صحیحین مین یون ہے کہ یہ بات حضرت نے علی مرتضی سے کہی تہی اس لفظ سے بروایت سہل
بن سعد لان یہدی اللہ بک رجلا خیر لک من حمر النعم ابن عمرو رفعا کہتے ہین بلغوا عنی
ولو آیۃ رواہ البخاری یہ حدیث دلیل ہے تعلیم پر ابن مسعود کا لفظ رفعا یہ ہے کہ نہین ہے حسد
مگر دو شخصون مین ایک وہ مرد جسکو اللہ نے مال دیا پہر اوسکو اوسکے خرچ کرنے پر مسلط کیا دوسرا وہ شخص
جسکو حکمت بخشی وہ موافق اوس حکمت کے حکم کرتا ہے اور اوس حکمت کو سکہاتا ہی متفق علیہ
اسمین فضیلت ہے تعلیم حکمت یعنی علم سنت وحدیث کی تشقیق کہتے ہین ابن مسعود ہر پنجشنبہ کو تذکیر
کرتے ایک شخص نے کہا ہم چاہتے ہین کہ تم ہر دن تذکیر کیا کرو کہا مجہکو تمہارا ملول ہونا اس کام سے
روکتا ہے مین خبر گیری کرتا ہون تمہارے ساتہہ موعظت کی جسطرح خبر گیری کرتے تہے حضرت
ہمارے ڈر سے ہماری ملالت وسامت کی متفق علیہ تذکیر وموعظت ایک نوع ہے تعلیم وارشاد کی
حدیث ابو مسعود انصاری مین فرمایا ہے من دل علی خیر فلہ مثل اجر فاعلہ رواہ مسلم
معلوم ہوا کہ معلم تعلیم پر ماجور ہوتا ہے برابر متعلم کے اور حدیث ابو امامہ مین فرمایا ہے ان اللہ و
ملائکتہ واہل السموات والارض حتی النملۃ فی جحرہا وحتی الحوت لیصلون علی
معلم الناس الخیر رواہ الترمذی یہ فضیلت تعلیم کی سب سے بڑہکر ہے اور ابو ہریرہ نے
رفعا کہا ہے من سئل عن علم ثم کتمہ الجم یوم القیامۃ بلجام من نار رواہ احمد
وابوداؤد والترمذی ورواہ ابن ماجۃ عن انس معلوم ہوا کہ کتمان علم وعدم تعلیم
گناہ کبیرہ ہے ابو ہریرہ مرفوعا کہتے ہین ان اللہ عزوجل یبعث لہذہ الامۃ علی راس کل

مائة سنة من يجدد لها دينها رواه ابو داؤد مراد تجدید سے تعلیم علم دین ہے حسن نے
مرسلا کہا ہے حضرت سے سوال کیا دو مرد کا جو بنی اسرائیل مین تھے ایک عالم تھا نماز فرض پڑہکر بیٹھتا
لوگونکو تعلیم خیر یعنی علم کی کرتا دوسرا دن بہر روزہ رکھتا رات بہر نماز پڑہتا کہ انمین کون افضل ہے
فرمایا فضل اس عالم کا جو نماز فرض پڑہکر بیٹھتا ہے اور لوگون کو خیر سکہاتا ہے اوس عابد پر جو صائم النہار
وقائم اللیل ہے مثل میرے فضل کے ہے تمہارے ادنی شخص پر رواہ الدارمی یعنی عالم معلم کا درجہ
عابد پر ویسا ہی ہے جیسا کہ پیغمبر کا درجہ ایک ادنی امتی پر ہوتا ہے اس سے زیادہ اور کیا شرف تعلیم
کا ہوگا وللہ الحمد تعلیم منجملہ باقیات صالحات کے ہے اجر اوسکا بعد موت کے باقی وجاری رہتا ہے
ابن عمرو کہتے ہین حضرت کا گزر مسجد مین دو مجلسون پر ہوا فرمایا یہ دونون خیر پر ہین ایک انمین کا افضل ہے
اپنے صاحب سے یہ لوگ اللہ کو پکارتے ہین اللہ کی طرف راغب ہین وہ چاہے اونکو دے اور
چاہے ندے اور یہ لوگ فقہ یا علم سیکہتے ہین اور جاہل کو سکہاتے ہین سو یہ افضل ہین وانما بعثت
معلما پھر انمین بیٹھ گئے رواہ الدارمی اسمین فضیلت ہے تعلم وتعلیم علم کی حدیث انس بن مالک
مین فرمایا ہے تم جانتے ہو بڑا اجواد کون ہے کہا اللہ ورسول جانین فرمایا اللہ تعالی بڑا اجواد ہے پھر مین
اجود بنی آدم ہون اور اجود بنی آدم بعد میرے وہ شخص ہے جسنے علم سیکہا پھر اوس علم کو پہیلایا آئیگا وہ
دن قیامت کو ایک امیر ہو کر یا ایک امت ہو کر رواہ البیہقی فی شعب الایمان اسمین فضیلت ہے
نشر علم کی یہ نشر کبھی تعلیم زبان سے ہوتا ہے اور کبھی ارشاد و بیان سے اور سب سے زیادہ نشر تالیف سے ہوتا
ہے تعلیم لسانی تا حیات فانی باقی رہتی ہے اور بقاء تعلیم تالیفی کا ایک عمر دراز تک ہوتا ہے اسی وجہ
سے علماء آخرت نے اکتفا تعلیم وارشاد زبانی پر نہین کیا بلکہ صدہا تالیفات دین مین کر گئے جیسے
تفاسیر قرآن و شروح صحاح وغیر ذلک اور نفع اوس تالیف کا قرنا بعد قرن الی وقتنا ہذا باقی
ہے ولہذا ابو الدرداء نے کہا ہے کہ بدترین مردم دن قیامت کو درجے مین وہ عالم ہے جو اپنے علم
سے نفع نہین لیتا ہے رواہ الدارمی یہ نفع لینا اسیطرح ہے کہ آپ علم پر عمل کرے دوسرون کو
تعلیم دے حدیث ابو ہریرہ مین فرمایا ہے مثل علم لا ینتفع بہ کمثل کنز لا ینفق منہ

فی سبیل اللہ رواہ احمد والدارمی یہ حدیث دلیل صریح ہے اس بات پر کہ مراد انتفاع بالعلم
سے تعلیم ونشر علم ہے قید فی سبیل اللہ نے یہ سمجھایا کہ یہ کام خالصًا مخلصًا واسطے اللہ کے ہو ریا و
سمعہ واخذ اجرت کا اوسمین کچھہ لگاؤ نہو ابن مسعود رفعًا کہتے ہین اللہ نے کسی عالم کو جو علم دیا تو
اوس سے وہ عہد بھی لے لیا ہے جو پیغمبرون سے لیا ہے کہ اوسکو بیان کرین اور چھپائین نہین
رواہ ابو نعیم عیسی علیہ السلام نے فرمایا عالم عامل معلم کو ملکوت سماء وارض مین عظیم کہتے ہین
ابوہریرہ کا لفظ رفعًا یہ ہے الدنیا ملعونۃ ملعون مافیہا الا ذکر اللہ وما والاہ وعالم
او متعلم رواہ الترمذی وابن ماجۃ اس حدیث مین ساری دنیا کو ملعون فرمایا ہے مگر
ذکر خدا وعلم وتعلیم کو مستثنی کیا یہ غایت درجہ کی فضیلت ہے واسطے عالم ومتعلم کے وللہ الحمد
حکایت سفیان ثوری عسقلان مین آئے کچھہ دنون رہے کسی نے اونسے کچھہ نہ پوچھا فرمایا
مجکو سواری کرایہ کی لا دو کہ مین اِس شہر سے نکلجاؤن ھذا بلد یموت فیہ العلم یہ ایسا شہر ہے جسمین علم مرجاتا
ہے یہ اسلئے کہا کہ وہ تعلیم وبقاء علم پر حریص تھے عطا نے سعید بن مسیب کو روتے ہوئے دیکھکر پوچھا کہ کیون
روتے ہو کہا مجھسے کوئی کچھہ پوچھتا نہین یعنی سوال علم نہین کرتا حسن بصری نے کہا اگر علما نہوتے
تو آدمی مثل چوپایون کے ہوجاتے یعنی لوگ تعلیم علما سے حالت بہیمی سے نکلکر سرحد انسانیت پر
پہنچتے ہین ورنہ دنیا دو پاؤن کے گدھون سے بھری ہے یحیی بن معاذ نے کہا کہ علما امت
آنحضرت پر مان باپ سے زیادہ رحیم ہین کہا کیونکر کہا اسلئے کہ مان باپ تو دنیا کی آگ سے بچاتے
ہین اور یہ آخرت کی آگ سے نگاہ رکھتے ہین بعض نے کہا شروع علم خاموشی ہے پھر سننا پھر یاد
رکہنا پھر عمل کرنا پھر لوگو نین پھیلانا غزالی رح نے بیان مین دلائل عقلی کی فضیلت علم پر بسط
کیا ہے لکن اسجگہہ حاجت اونکے ذکر کے بعد ایراد آیات واخبار وآثار سلف نہین ہے کہ الصباح یغنی
عن المصباح **فائدہ** جو علم کہ ہر مسلمان پر فرض عین ہے اوسمین اہل علم کا اختلاف ہے اس امر مین
بیس فرقے ہوگئے ہین ہر فرقہ نے واجب ہونا اوسی علم کا کہا ہے جسکے درپے وہ خود تھا متکلمین نے کہا
علم کلام ہے کیونکہ اس سے توحید باریتعالی اور اوسکی ذات وصفات کا علم حاصل ہوتا ہے فقہاء نے

کہا علم فقہ ہے اسلیئے کہ اس سے حلال وحرام کا حال عبادات و معاملات مین معلوم ہوتا ہے مفسرین
نے کہا علم کتاب اللہ ہے محدثین نے کہا علم سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے کیونکہ انہین
دونون سے سارے علم آتے ہین صوفیہ نے کہا علم معرفت نفس و خالق نفس ہے پھر اسمین کئی
قول ہین ابو طالب مکی نے کہا علم بنی الاسلام علی خمس ہے اسلیئے کہ واجب یہی پانچ چیزین
ہین اسکو علم معاملہ کہتے ہین دوسری قسم علم کے علم مکاشفہ ہے آدمی جسوقت بالغ عاقل ہوتا ہے
تو اول واجب اوسپر یہ ہے کہ کلمۂ طیبہ سیکھے اور اوسکے معنی سمجھے اور دل سے اوسکی تصدیق کرے
حضرت نے اجلاف عرب سے نری تصدیق و اقرار پر بدون تعلم دلیل کے اکتفا فرمایا تھا اس سے
معلوم ہوا کہ بحث و دلیل واجب نہین ہے سو آدمی جب اتنا جان لیگا تو واجب وقت ادا ہو جائیگا
اور اگر بعد اس تصدیق کے گو بطریق تقلید ہو مر جائیگا تو بلا شبہہ اللہ کا مطیع مرے گا نہ نافرمان اور دوسری
چیزین جو بعد شہادت و تصدیق کلمۂ طیبہ کے اوسپر واجب ہوتے ہین وہ عوارض ہین خواہ فعل مین ہون
یا ترک مین یا اعتقاد مین مثلاً اگر ظہر کے وقت تک زندہ رہیگا تو ایک نیا واجب اوسپر یہ ہوگا کہ طہارت
و نماز کے مسائل سیکھے اسیطرح باقی نمازون کا حال ہے پھر اگر وہ رمضان تک زندہ رہیگا تو اوسپر سیکھنا احکام
صوم کا واجب ہوگا اور اگر اوسکے پاس مال ہے تو اوسکو مقدار واجب زکوٰۃ کا معلوم کرنا لازم ہوگا
مگر اوسوقت لازم نہوگا بلکہ وقت اسلام سے ایکسال پورا ہونے پر لازم ہوگا جب اوسپر حج کے مہینے
آوین تو اوسپر حج کا علم اوسی دم جاننا ضروری نہین ہے کیونکہ اوسکا ادا کرنا عمر مین ایکبار ہوتا ہے تو
سیکھنا بھی فوراً واجب نہوگا بلکہ جسوقت وہ قصد حج کا کرے اوسوقت سیکھنا کیفیت حج کا لازم ہوگا
رہی یہ بات کہ اصل حج کے واجب ہونے پر اوسکو اوسیدم آگاہ کر دینے سے سکوت کرنا حرام ہے
یہ وظیفہ علم فقہ کا ہے غرضکہ افعال فرض عین کا جاننا بتدریج اسیطرح پر ہے اور ترک فعل کا معلوم
کرنا بھی اوسیطرح واجب ہوگا جیسا کہ حال پیش آتا جائیگا جن امور مین وہ مبتلا ہوا اونپر تنبیہ کرنا واجب
ہے اور جن چیزونکا سکھانا واجب ہے اونکا سیکھنا بھی واجب ہے اسیطرح اعتقادات و اعمال
دل کا علم بھی موافق خطرات کے واجب ہے مثلاً اگر اوسکے دل مین اون معانی مین شک

پیدا ہونیپر کلمۂ شہادت دلیل ہے تو اوسکو ایسی چیز سیکھنی چاہیئے جس سے وہ شک دور ہو اور اگر شک
نہین ہے اور مر گیا اور ابھی اسبات کا اعتقاد نکیا تہا کہ اللہ کا کلام پاک قدیم ہے اور وہ قابل رویت
ہے اسیطرح بقیۂ اعتقادات کا معتقد نہوا تہا تو ایسا شخص سبکے نزدیک اسلام ہی پر مرے گا اس اجمال کی
تفصیل احیاء العلوم سے معلوم ہو سکتی ہے **فائدہ** علوم شرعیہ وہ ہین جو انبیاء علیہم السلام سے حاصل
ہوئے ہین وہ چار ہین ایک قرآن شریف دوم سنت صحیحہ سوم اجماع یہ اسلیئے کہ وہ سنت پر دلالت کرتا ہے
چہارم آثار صحابہ کہ وہ بھی دال ہین سنت پر یہ چارون قسمین فرض کفایہ ہین پھر اور علوم ہین جو انکے فروع و
مقدمات و تتمات و تکملات ہوتے ہین غزالی رح نے فقہ کو علم دنیا اور فقہاء کو علماء دنیا قرار دیا ہے اور اسکے
وجوہ صحیحہ لکھی ہین اور کہا ہے کہ فقیہ کی نظر حدود دنیا سے طرف آخرت کے تجاوز نہین کرتے دل اوسکی
حکومت سے باہر ہے اور آخرت مین زبانی باتون کا کچھہ عملدرآمد نہین ہوتا بلکہ وہان انوار و اسرار
و اخلاق مفید ہوتے ہین جیسے کوئی شخص ساری شرائط ظاہر نماز کی ادا کرے اور تکبیر اولی کے سوا
ساری نماز مین شروع سے آخر تک غافل رہے اور بازار کے معاملات و داد و ستد کو سوچتا رہے تو
فقیہ یہی حکم کرے گا کہ اوسکی نماز درست ہوگئی حالانکہ یہ نماز آخرت مین کچھہ بہت بکار آمد نہین ہے
جیسے زبان سے صرف کلمۂ شہادت کا ادا کر لینا روز جزا مین مفید نہو گا گو فقیہ اسلام کی درستی کا
فتوی دیتا ہے رہی عاجزی اور دل کا حاضر کرنا جو آخرت کا کام ہے اور جس سے ظاہری عمل مفید
ہوتا ہے فقیہ اُسکے درپے نہین ہوتا اور اگر بالفرض ہو تو علم فقہ سے علحدہ ہو گا یہی حال بقیۂ فرائض
اسلام کا ہے جیسے روزہ زکوۃ حج اسیطرح مال حرام سے بچنا دین کی بات ہے مگر ورع کے چار مرتبے ہین
ایک ورع وہ جو گواہ کے عادل ہونے مین شرط ہے یہ صرف ظاہر کے حرام سے بچنا ہے دوسرا ورع
یہ ہے کہ شبہات سے بچے دع ما یریبک الی ما لا یریبک یہ ورع صلحاء ہے تیسرا ورع اتقیاء کا ہے
کہ خالص حلال کو خوف سے وقوع کے حرام مین چھوڑ دے لا یکون الرجل من المتقین حتی یدع
ما لا باس بہ مخافۃ مما بہ باس جیسے کوئی شخص لوگون کے حالات بیان کرنیسے بچے اس ڈر
سے کہ کہین غیبت نہو جائے یا خواہش کی چیز نکہائے کہ کہین سرور زیادہ ہو کر سرکشی پیدا نہو

چوتھا ورع صدیقین کا ہے کہ ماسوا اللہ سے مُنہہ پہیرے اس ڈرسے کہ کہین کوئی ساعت زندگی کی ایسی نہ کٹجای کہ جسمین قرب خدا نہو پس سوای درجۂ اوّل کے سب درجات سے نظر فقیہ کی علیحدہ ہوتی ہے غرضکہ فقیہ کی تمام نظر دنیا سے وابستہ ہوتی ہے اسیلئے سفیان ثوری فرماتے تہے کہ اس علم کی طلب زاد آخرت مین سے نہین ہے علم ظہار ولعان وسلم واجارہ وصرف ووکالت کو جو کوئی اسلئے سیکہے کہ اُسکے ذریعہ سے قرب خدا ملتا ہے تو وہ مجنون ہے طاعات مین تو عمل دل واعضا دونون سے ہوتا ہے اسی عمل کا علم شریف ہے **فائدہ** علم طریق آخرت کا دو قسم ہے ایک علم مکاشفہ دوم علم معاملہ قسم اول کا نام علم باطن ہے اور وہ سب علوم کی نہایت وعلت غائی ہے بعض عارفین نے کہا ہے کہ جس شخص کو اس علم سے بہرہ نہین ہے مجہکو اوسکے سوء خاتمہ کا ڈر ہے ادنی بہرہ اس علم کا یہ ہے کہ اوسکی تصدیق کرے اور جو لوگ اوسکے اہل ہین اونکے لئے اس علم کا ہونا تسلیم کرے بعض نے کہا ہے جس کسی شخص مین بدعت وغرور ہوگا اوسکو کوئی بات اس علم کی معلوم نہوگی اور بعض نے کہا ہے کہ جو شخص محب دنیا یا محب خواہش نفس ہوگا اوسکو یہ علم حاصل نہوگا گو اور سب علوم کا محقق ہوجائے ادنی عذاب اس علم کے منکر کا یہ ہے کہ اس علم مین سے اوسکو کچھہ نہین ملتا حالانکہ یہ علم مکاشفہ صدیقین ومقربین کا علم ہے اور وہ ایک نور ہے کہ جب دل اپنی بُری صفتون سے پاک وصاف ہوتا ہے اوسوقت وہ اوسمین ظاہر ہوتا ہے اس نور سے آدمی کو بہت سی باتین کہلجاتی ہین جنکا پہلے نام سُنا کرتا تہا اور کچھہ معنی مجمل وہم کرلیتا تہا اب اس نور سے اون سبکے معنی واضح ہوجاتے ہین یہانتک کہ اسوقت اوسکو معرفت ذات وصفات وافعال الٰہی کی حاصل ہوتی ہے اور حکمت آفرینش دنیا وآخرت کی اور وجہ ترتب آخرت کی دنیا پر کہلجاتی ہے اور معانی نبوت ونبی وملائکہ وشیاطین وانسان وملکوت زمین وآسمان وغیرذلک معلوم ہوجاتے ہین اور شناخت خطرات دل کی اور معرفت احوال آخرت کی ہاتہہ آتی ہے کریمۂ اقرا کتابك كفى بنفسك اليوم عليك حسيبا اور کریمۂ وان الدار الاخرة لهى الحيوان لوكانوا يعلمون کے معنی معلوم ہوجاتے ہین اللہ کی لقاء ورویت وقرب وہمسائگی ورفاقت ملاء اعلیٰ اور درجات بہشت کی معرفت

یسر آتی ہے بعض کا اعتقاد یہ ہے کہ یہہ ساری چیزین مثالین ہین اور اللہ نے جو چیزین اپنے
نیک بندون کے لئے طیار کر رکہی ہین وہ ایسے ہین کہ نکسی آنکہہ نے دیکہی نہ کسی کان نے سُنی نہ کسی
آدمی کے دلپر گزری جنت مین واسطے خلق کے سوا صفات و اسماء کے اور کچھہ نہین ہے بعض کا یہ اعتقاد
ہے کہ انہین سے بعض باتین تو مثالین ہین اور بعض موافق حقائق الفاظ کے ہین بعض نے کہا ہے کہ
معرفت خدا یہی اقرار عجز ہے اوسکی معرفت سے اور بعض نے معرفت خدا مین بڑے بڑے دعوی
کئے ہین اور بعض نے کہا انتہاء معرفت کا یہی اعتقاد ہے جمہور عوام کا کہ اللہ موجود و عالم و قادر
و سامع و بصیر و متکلم ہے ہماری غرض علم مکاشفہ سے یہ ہے کہ ان امور پر سے پردہ شبہہ کا اوٹھہ جای
اور حق واضح ظاہر ہو جای کہ گویا آنکہہ سے دیکھہ لیا ہے اور یہ بات جو ہر انسان مین ممکن ہے بشرطیکہ آئینۂ
دل پر دنیا کی خباثتونکی زنگ کی تہین نہ جمگئین ہون علم طریق آخرت سے ہماری غرض یہ ہے کہ علم کیفیت
جلاء آئینۂ دل کا اون خبائث سے جو کہ مانع معرفت صفات و افعال الٰہی ہین حاصل ہو سو اس جلاء
کی کوئی تدبیر بجز اسکے نہین ہے کہ شہوات سے باز رہے اور سب حالات مین مقتدی انبیاء علیہم السلام
ہو اس تدبیر سے جسقدر دل صاف ہوتا جائیگا اوتنا ہی اوسکے مقابلہ مین حصہ امر حق کا واقع ہو گا۔
پھر اوسیقدر دلمین جہلک اونکے حقایق کی پڑے گی اس جلا کی سبیل بجز ریاضت کے اور کچھہ نہین
ہے سو جس عالم کو اللہ تعالی نے کچھہ علم اسکا دیا ہو وہ اوسکو حقیر نجانے کیونکہ اللہ نے اوسکو حقیر
نہین کیا ہے اسلئے کہ اسکو یہ علم عنایت فرمایا ہے قسم دوم یعنی علم معاملہ وہ دل کے حالات کا معلوم کرنا ہے
خواہ اچھے حالات ہون جیسے صبر و شکر و خوف و رجا و رضا و زہد و تقوی و قناعت و سخاء خواہ
برے حالات ہون جیسے خوف مفلسی کا اور خفا ہونا تقدیر پر اور کینہ رکہنا اور حسد کرنا اور نفاق کرنا اور
طالب علو و حب ثنا ہونا اور دنیا مین مزہ اوڑانے کو زیادہ جینے کی محبت رکہنا اور کبر و نمود و غصہ و شیخی و عداوت
و بغض و طمع و بخل و حرص و اترانا تونگرونکی تعظیم کرنا فقراء کی اہانت کرنا فخر کرنا ایکدوسرے پر بڑائی جتانا
حق بات سے تکبر کرنا بیفائدہ امر مین خوض کرنا بہت سی باتین کرنا دوسرے کی بات کو کاٹنا لوگون کے
لئے بن سنور کر رہنا دین مین سُستی کرنا اپنے نفس کو بڑا جاننا اوسکی برائیون سے غافل ہو کر لوگونکی

عیب چینی کرنا اور دل سے فکر آخرت کا دور ہونا اور خوف خدا جی سے جاتا رہنا اور جب نفس کو
ذلت پہنچے تو اوسکا بدلا سختی سے لینا اور حق بات کے انتقام مین ضعیف ہونا اور واسطے عداوت
باطن کے ظاہر کے دوستدار بننا اور عذاب خدا سے بیخوف ہونا اور طاعت پر بہروسا کرنا اور مکر
وخیانت وفریب وتوقع زیادت حیات وسخت دلی وسخت کلامی کرنا اور دنیا سے خوش رہنا اور اوسکی
جدائی سے رنج کرنا اور مخلوق سے زیادہ مانوس ہونا اور اونکی علیحدگی سے وحشت کرنا اور ظلم کرنا اور ہلکا پن
اور جلدی کرنا اور حیا ورحم کا کم ہونا اور جو ایسی چیزین ہون سب بُری ہین یہ عادات سارے اعمال
بد کی جڑ ہین اور اُنکے مقابل اچھے عادات ہین وہ ساری طاعات ومثوبات کی اصل ہین پس معلوم
کرنا ان صفات کی تعریفات وحقایق واسباب وثمرات وعلامات ومعالجات کا علم آخرت ہے
یہ علم بحکم علماء آخرت فرض عین ہے مُنہ پہیرنیوالا اس علم سے آخرت مین قہر بادشاہ حقیقی سے
ہلاک ہوگا جسطرح کہ اعمال ظاہر سے مُنہ پہیرنے پر بادشاہان دنیا کی تلوار سے فقہاء دنیا کے فتوی کے
بموجب ہلاک ہوتا ہے اگر کسی فقیہ سے ایک بات بہی انمین کی پوچہو مثلاً ریا سے بچنے کی کیا صورت
ہے تو وہ اوسکے جواب مین متوقف ہوگا حالانکہ یہ بات خود اوسپر فرض عین ہے اور اوسکے معلوم نکرنے
سے آخرت کی بربادی ہوتی ہے اور اگر اوس سے لعان وظہار وگہوڑدوڑ وتیراندازی ودادوستد
کے مسئلے دریافت کرو تو فروعات دقیق کے دفتر کے دفتر بیان کردے گا جنکی مدت دراز تک کچہہ حاجت
نہوگی افسوس صد افسوس کہ علماء سوء کے دہوکہ دینے سے دین مٹ گیا اللہ تعالی ہمکو اس مغالطے
سے بچائے جس سے اوسکی خفگی اور شیطان کی ہنسی ہو علماء ظاہر مین جو اہل ورع تہے وہ علماء
باطن واصحاب دل کی فضیلت کے مقر تہے امام شافعی سامنے شیبان چرواہے کے ایسے بیٹہتے جیسے
کوئی لڑکا مکتب مین سامنے استاد کے بیٹہتا ہے اور اونسے پوچہتے کہ ہم فلان فلان امر مین کیا
کرین لوگون نے کہا تمسا شخص اس جنگلی آدمی سے پوچہتا ہے کہا جو تمنے سیکہا ہے اوسکی توفیق اس
شخص کو ملی ہے امام احمد ویحییٰ بن معین پاس معروف کرخی کے آیا جایا کرتے حالانکہ علم ظاہر مین
معروف ان دونون کے پلے کے نہ تہے معہذا اونسے پوچہتے اسی جگہہ سے یہ کہا ہے کہ علماء ظاہر



زمین وملک کی زینت ہین اور علماء باطن آسمان وملکوت کی غزالی رح نے بعد ذم علم کلام وفلاسفہ
کے کہا ہے کہ سب کا اتفاق ہے کہ صحابہ سب سے بڑھکر ہین دین مین کوئی اونکی چال نہین چلسکتا نہ اونکی
گرد کو پہنچے حالانکہ اونکی فضیلت علم کلام و علم فقہ سے نہ تھی بلکہ علم آخرت اور اوسکے طریق کے اختیار
کرنیسے تھی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو جو اورون پر فضیلت تھی تو وہ کچھہ زیادہ روزی رکھنے
اور بہت سی نماز پڑہنے اور کثرت سے روایت کرنیسے نہ تھی نہ فتوی دینے اور علم کلام کی وجہ سے بلکہ
اوس چیز کی جہت سے تھی جو اونکے سینے مین رکھی تھی سو ہمکو اوسی راز کی جستجو کرنی چاہیئے کہ جوہر نفیس
و در مکنون وہی ہے صحابہ مین کوئی ایسا نہ تہا جو فن کلام سے اچھا واقف ہوا اور سوای کچھہ اوپر
دس اصحابی کے کسینے آپکو واسطے فتوی دینے کے مقرر نکیا منجملہ اون چیزون کے جنسے قرب خدا حاصل
ہوسکتا ہے ایک علم مکاشفہ ہے دوسرے تنہا عمل جیسے عدل سلطان تیسرے مرکب علم وعمل سے
یہ طریق آخرت کا علم ہے اب آدمی اپنے لیئے تجویز کرلے کہ وہ دن قیامت کے علماء مین ہوگا یا عاملین
مین یا دونون جماعت مین ہوکر ہر ایک کے ساتھہ اپنا حصہ لگائیگا یہی بات ضروری ہے اگلے فقہاء اسی
حال پر گزرے ہین وہ لوگ نرے علم فقہ کے لیئے نہ تھے بلکہ علم قلب مین مشغول تھے ائمہ اربعہ مجتہدین
وسفیان ثوری اصحاب مذہب تھے لیکن ہر ایک عابد زاہد ماہر علوم آخرت رضا جوی خدا خیر طلب خلق
تہا اس زمانہ کے فقہاء نے صرف ایک خصلت مین اونکا اتباع کیا یعنی فروع مین اور دنیا کی بہتری
کے لیئے اوسپر جھک پڑے اور اس ایک خصلت کے سبب سے دعوی اونکی مشابہت کا کرنے لگے بہلا کہین لوہار
بھی بادشاہون کیطرح ہوسکتے ہین ۵

جوہر جام جم از طینت کان دگر ست	تو توقع زگل کوزہ گران میداری

رہے بقیہ خصال جو فقط آخرت ہی کے قابل ہین سو اونمین کسینے اتباع اپنے امام متبوع کا نکیا غزالی نے
ترجمہ ائمہ اربعہ اور ثوری کا بابت اونکی دستگاہ کے علوم آخرت مین لکہا ہے اور مراتب اونکے زہد و
ورع کے بیان کیئے ہین پھر کہا ہے کہ تم ان ائمہ کی سیر تومین غور کرو اور سوچو کہ یہ حالات وافعال
واقوال دنیا سے اعراض کرنی اور خالص اللہ کے لیئے ہو رہنے کے بہلا علم فقہ اور اوسکی فروعات جاننے سے

ہوتے ہین یا یہ کسی دوسرے علم سے پیدا ہوتے ہین جو فقہ سے اعلی و اشرف ہے اور تامل کرو کہ جو
لوگ اونکی پیروی وتقلید کا دعویٰ کرتے ہین وہ سچے ہین یا جھوٹے انتہی **فائدہ** منجملہ علوم مذموم
کے علم سحر وطلسمات ونجوم ہے غزالی رح نے وجوہ ان علوم کی مذمت کے بہت بسط سے لکھی ہین
پھر کہا ہے کہ انما العلم ایة محکمة او سنة قائمة او فریضة عادلة رواہ ابوداؤد عن
ابن عمر رضی اللہ عنہ یہ وہ علم ہے کہ مفید نہین اور وہ جہل ہے کہ مضر نہین حدیث مین آیا ہے
نعوذ باللہ من علم لا ینفع رواہ ابن عبد البر عن جابر جن علوم کی مذمت شریعت نے کی ہے
اور اونسے منع کیا ہے اونکا حال پوچھنا کیا صحابہ کی پیروی کرنا اور اتباع سنت پر مکتفی ہونا سلوک
سبیل سلامت ہے جب یہ صورت پیدا ہو جائے تو اوسکے بعد عقل کو معزول کر دے کہ کچھہ تصرف
نکرے اور اتباع کو اپنے اوپر لازم کر لے کہ سلامتی اسی اتباع مین ہے انبیاء دلون کے طبیب ہین
اسباب زندگی آخرت سے واقف ہین اونکے طریق پر کبھی اپنی عقل کو فایق نکرے ورنہ ہلاک ہونا
نقد وقت ہوگا حدیث مین آیا ہے ان من العلم جہلا رواہ ابوداؤد عن بریدة یعنی بعض علم
جہل ہوتا ہے سو جتنے علم سوائے علم کتاب وسنت کے ہین سب نفس الامر مین جہل ہین گو ہم پر وجوہ اون کے
جہل ہونے کے دنیا مین واضح نہون مگر آخرت مین اگر اللہ نے اپنی رحمت سے تدارک نفرمایا تو وہ اپنے
عالم کو تباہ کر ڈالینگے **فائدہ** برے علم جو شرعی علوم مین مل جلگئے ہین اوسکا سبب یہی ہے کہ لوگون
نے عمدہ نامون کو اپنی فاسد غرضون کے سبب سے اور معنونمین بدل ڈالا ہے اور جو غرض اون الفاظ سے
پہلے نیکبخت اور قرن اول کے لوگ لیا کرتے تھے اوس سے اُن الفاظ کو تحریف کر کے اور مقصود
ٹھیرالیا ہے اور وہ پانچ لفظ ہین فقہ[1] و علم[2] و توحید[3] و تذکیر[4] و حکمت[5] یہ الفاظ عمدہ ہین اور جو لوگ
انکے ساتھہ موصوف تھے وہ دین کے رُکن ہوتے تھے مگر اب یہ الفاظ برے معنونمین منقول ہو گئے
ہین مثلاً اول لفظ فقہ ہے اسمین تصرف بتخصیص کیا ہے نہ بنقل وتبدیل یعنی فقہ کو خاص کیا ہے ساتھہ
عجائب فروعات ودقایق علل کے اور ساتھہ کثرت قیل وقال کے پس جو شخص ان باتونمین خوب غور
کرتا ہے اور زیادہ مشغول رہتا ہے وہ بڑا فقیہ کہلاتا ہے حالانکہ پہلے زمانے مین لفظ فقہ کے یہ معنی نہ تھے

لفظ فقہ

بلکہ مطلق طریق آخرت اور دقایق آفات نفوس اور مفسدات اعمال کے جاننے اور دنیا کی حقارت
کو خوب طرح حاوی ہونے اور لذات آخرت سے اچھی طرح واقف ہونے اور دل پر خوف چھائے
رہنے کا نام فقہ تہا قال تعالیٰ لیتفقھوا فی الدین ولینذروا قومھم اذا رجعوا الیھم۔
تو جس فقہ سے ڈرانا اور خوف دلانا ہوتا ہے وہ یہی فقہ ہے جو ہمنے بیان کی نہ طلاق و عتاق کے
مسئلے اور لعان و سلم و اجارہ کی فروع کہ اونسے ڈرانا اور خوف دلانا کچھہ بھی نہین ہوتا بلکہ اگر ہمیشہ
اونہین کا ہو رہے تو دل کو سخت کرتے ہین اور خوف کو دل سے نکال لیتے ہین چنانچہ جو لوگ اب اونہین کے
درپے ہو رہے ہین اونکا حال دیکھتے ہو قال تعالیٰ لھم قلوب لا یفقھون بھا اس سے
یہ مراد ہے کہ ایمان کی باتین نہین سمجھتے ہین یہ مطلب نہین کہ فتاوی نہین سمجھتے ہم یہہ نہین کہتے
کہ لفظ فقہ کا احکام ظاہری کے فتاوی کو شامل نہ تھا بلکہ یہ کہتے ہین کہ بطریق عموم و تبعیت کے
اوسپر بھی بولا جاتا تھا لکن اکثر سلف صالحین فقہ کو علم آخرت پر ہی بولا کرتے تہے اب جو اوسکو
خاص کر دیا ہے تو اس خصوصیت سے لوگون کو دہوکا ہو گیا وہ نرے فتاوے احکام کے
ہو رہے اور علم آخرت و احکام قلب سے منہ پہیر لیا دوسرا لفظ علم ہے کہ پہلے معرفت خدا و آیات



و افعال آلہی پر بولا جاتا تہا چنانچہ جب عمر رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا ابن مسعود نے کہا مات
تسعة اعشار العلم یعنی نوے حصے علم کے جاتے رہے اِس لفظ مین بھی تصرف بتخصیص ہوا ہے
جو شخص حرف مقابل سے مسائل فقہیہ وغیرہا مین خوب مباحثہ کرے اور اسی کام مین مصروف رہے
حقیقت مین عالم وہی ہے فضیلت کی پگڑی اوسی کے سر پر ہے اور جو مباحثہ مین مہارت
نرکھتا ہو یا اوس سے پہلو تہی کرے تو اوسکو اہل علم مین شمار نہین کرتے ہین حالانکہ علم کے یہ معنی
پہلے نہ تھے بلکہ جو کچھہ فضل علم و علما مین وارد ہوا ہے وہ اونہین اہل علم کی صفت ہے جو عالم باحکام
و افعال و صفات الٰہی ہین اب عالم اوسکو کہنے لگے کہ علم شرع سے تو کچھہ بھی جانتا نہو فقط فقہ عرفی
و مسائل خلافی مین لڑنے جھگڑنے کو طیار ہو رد و قدح و بحث و جدل کے لئے اودہار کھائے
پھرتا ہو ایسا ہی شخص اوحد علما گنا جاتا ہے گو وہ تفسیر و حدیث و عقائد وغیرہا کو خاک جانتا نہو

یہی امر بہت سے طالبۂ علم کے حقمین ہو جب ہلاک ہو گیا ہے اللہ ہمکو اس طریق پر نہ چلائے اپنی حفظ و امان مین رکہے گو ہمکو کوئی عالم نسمجہے تیسر لفظ توحید ہے جسکے معنی اب یہ ٹہیرے ہین کہ فن کلام و طریق جدل سے آگاہ اور اقوال خلاف طرف ثانی پر حاوی ہو اور بہت سے سوال قائم کرنے پر قدرت رکہے اور کثرت سے سوال و اعتراض نکالے اور طرف مقابل کو الزام دے یہانتک کہ اکثر لوگون نے ایسے اشخاص کا نام اہل عدل و توحید رکہا ہے اور متکلمین کو لقب علماء توحید کا بخشا ہے حالانکہ جو باتین خاص اس فن کی ہین اونمین سے کوئی بھی قرن اول مین نہ تہی بلکہ سلف اوس شخص پر جو باب جدل و خصومت کا کہولتا تہا سخت انکار سے پیش آتے تہے وہ فقط ادلہ قرآن مجید پوری طرح پر جانتے تہے اور اونکے نزدیک توحید علم آخرت کو کہتے تہے جسکو اکثر کلام والے نہین سمجہتے اور اگر سمجہتے ہین تو اوسپر عمل نہین کرتے ہین وہ علم یہ ہے کہ سب کامون کو اللہ کی طرف سے اعتقاد کرے قل کل من عند اللہ والقدر خیرہ و شرہ من اللہ پہر کچہہ توجہ طرف اسباب و ذرائع کے نرہے افوض امری الی اللہ یہ توحید ایک بڑا مرتبہ ہے جسکا ایک ثمرہ توکل ہے ایک نتیجہ اوسکا یہ ہے کہ خلق کا شاکی نہو اور نہ غصہ کرے اللہ کے ہر حکم پر راضی رہے سارے کام اپنے اللہ کو سونپے ؏

سب کام اپنے کرنا تقدیر کے حوالے | نزدیک عارفون کے تدبیر ہے تو یہ ہے

اسی توحید کا ایک ثمرہ یہ تہا کہ جب صدیق رضی اللہ عنہ بیمار ہوئے لوگون نے کہا ہم طبیب کو بلائین کہا طبیب ہی نے تو مجہے بیمار کیا ہے دوسرا لفظ یہ ہے کہ یون کہا کہ مینے اپنا حال طبیب سے کہا تہا اوس نے کہا انی فعال لما یرید یعنی مین جو چاہتا ہون سو کرتا ہون توحید ایک جوہر نفیس ہے اوسکے دو پوست ہین کہ ایک بہ نسبت دوسرے کے مغز سے دور ہے لوگون نے لفظ توحید کو واسطے پوست کے اور اوس فن کے جو پوست کا حافظ ہو خاص کر دیا ہے اور مغز کو بالکل چہوڑ دیا مثلاً توحید کا اول پوست یہ ہے کہ زبان سے لا الہ الا اللہ کہے یہ وہ توحید ہے جو تثلیث و تثنیہ کے خلاف ہے جسکے قائل نصاری و فرس ہین مگر یہ توحید کبہی منافق سے بہی صادر ہوتی ہے جسکا باطن خلاف ظاہر کے ہوتا ہے دوسرا پوست توحید کا یہ ہے کہ جو بات منہہ سے کہی ہے دلمین اوسکے مضمون کا خلاف

لفظ توحید

پوست و مغز توحید

وانکار نہو بلکہ ظاہر قلب مین اوس مطلب کا اعتقاد و تصدیق موجود ہو یہ توحید عوام کی ہے متکلمین
اسی توحید کو اہل بدعت سے بچاتے ہین رہا مغز توحید سو وہ یہ ہے کہ سب کامون کو اللہ پاک
کی طرف یون اعتقاد کرے کہ بیچ کے وسائط پر التفات باقی نرہے اور اوسکی عبادت اسطرح کرے کہ
اوس سے خاص اوسیکو معبود ٹھیرائے دوسرے کی عبادت نکرے اِس توحید سے وہ لوگ جو کہ
اپنی خواہش نفس کے تابع ہین خارج ہین اسلئے کہ اونکا معبود وہی اونکی ہوائے نفس ہے
افرایت من اتخذ الھہ ھواہ حدیث ابوامامہ مین فرمایا ہے کہ اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ
بڑا معبود جسکی پوجا زمین مین کیجائے خواہش نفس ہے رواہ الطبرانی بسند ضعیف
اور فی الواقع اگر کوئی تامل کرے تو جان لے کہ بت پرست عبادت بت کی نہین کرتا ہے بلکہ عابد ہے
اپنی ہوائے نفس کا کیونکہ اوسکا نفس اپنے باپ دادون کے دین کیطرف مائل ہے اور وہ اوسی
میل کا اتباع کرتا ہے اور میل کرنا نفس کا طرف اشیاء خوگرفتہ کے اونہین باتونمین سے ہے
جنکو خواہش نفس کہتے ہین اِس توحید سے خلق پر غصہ کرنا اور اونکی طرف ملتفت ہونا بھی خارج
ہے اسلئے کہ جو کوئی سب باتون کو خدا کیطرف سے اعتقاد کرے گا وہ دوسرے پر کیون غصہ کرنے لگا
غرضکہ پہلے اس مقام کو توحید کہا کرتے تھے اور یہ مقام صدیقون کا تھا اب یارون نے اوسکو کس
چیز کی طرف بدل ڈالا اور کونسے پوست پر اکتفا کیا باوجودیکہ جو اصل بات تھی اوس سے بالکل خالی
ہین جیسے کوئی صبحکو اونھکر قبلہ رُخ ہوکر کہے وجہت وجھی للذی فطر السموات والارض
حنیفا کہ اگر توجہ اوسکی دل کی خاص طرف اللہ کے نہوگی تو ہر دن اوّل ہی اوّل اللہ پاک سے
جھوٹا بولا ایسے گا کیونکہ اگر مراد مُنہہ سے ظاہر کا رُخ ہے تو وہ طرف کعبہ کے ہے نہ طرف خالق کعبہ
وارض وسما کے اور اگر مراد دل کی توجہ ہے جو کہ مقصود عبادت ہے تو جس صورت مین کہ دل
حاجات واغراض دنیاوی مین لگا ہوا ہے اور مال وجاہ وشہوات کے جمع کرنیکے حیلے بنا رہا ہے
اور بالکل اُنکیطرف متوجہ ہے تو یہ کہنا اوسکا کیسے سچا ہوگا کہ میرا مُنہ طرف اللہ پاک کی ہے غرضکہ
صاحب توحید اصل مین وہی ہے کہ سوا واحد حقیقی کے اور کسی کو نہ دیکھے اور روی دل کو بجز احد صمد کے

اور طرف نہ پہیرے اسی توحید کیطرف یہ اشارہ ہے قل اللہ ثم ذرہم فی خوضہم یلعبون
مراد اس سے یہ نہین کہ فقط زبان سے یہ لفظ کہہ لے کیونکہ زبان مخبر ہے دل سے کبہی سچی ہوتی
ہے کبہی جہوٹی اور اللہ کے دیکہنے کی جگہہ دل ہے جو توحید کا معدن و منبع ہے ۹

شہر دلچسپ ہمارا دل ہے		عرش وہ ہے یہ تری منزل ہے	

بیان مین توحید کے رسالۂ رعایۃ الایمان اپنے باب مین خطیب فی المحراب ہے توحید
زبان و دل دونون پر مشتمل ہے ابواب شرک و ریاء سے جلی ہون یا خفی مانع و زاجر ہے چوتہا
لفظ ذکر و تذکیر ہے جسکے بارہ مین اللہ نے کہا ہے وذکر فان الذکری تنفع المومنین فضائل مجالس
ذکر مین احادیث کثیرہ آئی ہین جیسے اذا مررتم بریاض الجنۃ فارتعوا قیل وما ریاض
الجنۃ قال مجالس الذکر رواہ الترمذی عن انس اب یہ لفظ ذکر و تذکیر کا مبدل ہوکر
اون باتون کا نام رکہہ دیا گیا ہے جنکو اس زمانے کے واعظ مدام بیان کیا کرتے ہین جیسے قصے
اشعار شطح طامات حالانکہ قصے بدعت ہین اکابر سلف بیٹہنے سے پاس قصہ گوؤن کے منع کرتے
تہے ابن ماجہ مین ابن عمر سے مروی ہے کہ حضرت اور ابوبکر و عمر کے وقت مین قصے نہ تہے یہانتک
کہ فتنہ پیدا ہوا قصہ گو نکل پڑے اور علی مرتضی نے جامع مسجد بصرہ سے قصہ گو کو نکلوا دیا اور جبکہ
حسن بصری کا کلام سُنا تو اونکو نہ نکالا اسلیئے کہ وہ علم آخرت و موت کی یاد دلاتے اور عیوب و
آفات نفوس کا بیان کرتے اور وساوس شیاطین سے بچنے کی تدبیر بتاتے اور اللہ کی نعمتو نکا
اور بندون کا اوسکی شکر گزاری سے قاصر ہونا ذکر کرتے اور دنیا کی حقارت و ناپائداری و بیوفائی
اور آخرت کا خطرہ اور اوسکے اہوال کا اندیشہ بتاتے تہے حاصل یہ ہے کہ عمدہ تذکیر شرعی یہی ہے
جو حسن کرتے تہے یہی وہ مجلس ذکر ہے جو ستر مجالس لہو کا کفارہ ہوجاتی ہے ان چکنی باتین
بنانے والون نے ان باتون کو واسطے صفای نفوس کے ایک عصا بنالیا ہے اور اپنی خرافات
کا نام تذکیر رکہہ لیا ہے ہان وہ قصص جو منصوص کتاب و سنت ہین اونکا بیان کرنا بلا کم و بیشی
و تحریف و تصحیف کے بروجہ صحیح ثابت منع نہین ہے پانچوان لفظ حکمت ہے حکیم کا لفظ اب

لفظ ذکر و تذکیر

طبیب شاعر منجم پر بولتے ہین بلکہ قرعہ انداز کو بھی حکیم کہتے ہین حالانکہ حکمت وہ ہے جسکی تعریف
خدا نے کی ہے یؤتی الحکمۃ من یشاء ومن یؤت الحکمۃ فقد اوتی خیرا کثیرا اور
حضرت نے فرمایا ہے الکلمۃ الحکمۃ ضالۃ الحکیم فحیث وجدھا فھو احق بھا
رواہ الترمذی وقال ھذا حدیث غریب وابن ماجۃ یعنی حکمت کی بات مطلوب
حکیم ہوتی ہے مالک نے کہا مراد کلمۂ حکمت سے فقہ فی الدین ہے انتہی پہلے یہ بات گزر چکی ہے
کہ مراد فقہ سے فہم کتاب وسنت ہے قرآن پاک مین جہان کہین لفظ حکمت کا آیا ہے مفسرین نے
تفسیر اوسکی بلفظ سنت یا حدیث کی ہے تفسیر ابن کثیر و فتح البیان کو دیکھو اوسمین شہادت اس
استعمال کی موجود ہے یہ دلیل ہے اس بات پر کہ حکیم وہ ہے جو عالم حدیث وسنت ہے نہ وہ شخص
جو حکمت یونان وفلسفت وطب کا دانشمند ہے قال تعالیٰ ویعلمھم الکتاب والحکمۃ
ظاہر ہے کہ جو بات حضرت نے امت کو سکھائی وہ یہی علم قرآن وحدیث تھا اور فرمایا ہے ادع
الی سبیل ربك بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ اب سوچو کہ حکمت کیا تھی اور فی الحال کسطرف
منقول ہوگئی اور اسی پر باقی الفاظ کو قیاس کر وسلف استعمال لفظ کراہت اور لا ینبغی کا بجای
تحریم کرتے تھے خلف نے اطلاق اوسکا تنزیہ و ترک اولی پر جاری کیا غزالی کہتے ہین علماء بد سے
دہوکے مین نہ آؤ اونکا فریب نہ کھاؤ اونکی خرابی دین مین شیاطین کی خرابی سے بڑہکر ہے کیونکہ
شیطان اونہین کے ذریعہ سے دین کو لوگون کے دلونمین سے نکالتے ہین احوص بن حکیم
عن ابیہ کہتے ہین کہ ایک شخص نے حضرت سے پوچھا شر کیا ہے فرمایا تم مجھسے سوال شر کا نکیا کرو
خیر کا حال پوچھا کرو تین بار اسیطرح کہا پھر فرمایا الا ان شر الشر شرار العلماء وان خیر الخیر
خیار العلماء رواہ الدارمی غرضکہ علماء بد کو بدترین بد ٹھیرایا اب تمکو اختیار ہے کہ اگر نفس کی
بھلائی چاہو تو سلف کی پیروی کرو اور اگر چاہ شر و فریب مین گرنا چاہو تو خلف کیطرح بنو جتنے علوم
کہ سلف کو پسند تھے وہ سب مٹگئے اور جن فنون پر اب لوگ اوندہے مُنہ گرتے ہین وہ اکثر بدعت
ونو پیدا ہین حدیث عمرو بن عوف مین رفعًا آیا ہے ان الدین بدء غریبا وسیعود کما بدء

فطوبی للغرباء وهم الذین یصلحون ما افسد الناس من بعدی من سنتی رواه الترمذی اس حدیث مین جسطرح کہ خبر دی ہے غربت دین سے اسیطرح بشارت بھی دی ہے غرباء کو اور اونکا یہ وصف فرمایا ہے کہ وہ سُنت فاسد کی اصلاح کرتے ہین یعنی علم دین کو جسے علماء بد نے بگاڑ دیا ہے جہانتک بن سکتا ہے سنوارتے ہین زبان سے یا بیان سے یا اور طرح پر بہر حال علوم سلف اسطرح پر غریب ہو گئے ہین کہ جو کوئی اونکا ذکر کرتا ہے تو لوگ اوسکے دشمن ہو جاتے ہین اسی جگہ سے سفیان ثوری نے فرمایا ہے کہ جب تم دیکھو کہ کسی عالم کے دوست بہت ہین تو جان لو کہ وہ حق کو باطل کے ساتھ ملانے والا ہے کیونکہ اگر حق ہی کہتا تو لوگ اوس سے عداوت رکھتے ولهذا اجر عالم حق گو کا زمانہ فساد مین بیحد ہے حدیث ابو ہریرہ مین فرمایا ہے من تمسك بسنتی عند فساد امتی فله اجر مائة شهید رواه البغوی فی المصابیح والخطیب فی مشکوٰة و رواه البیهقی فی کتاب الزهد له عن ابن عباس رضی الله عنه قاله الجزری

فائدہ علم باعتبار اپنی مقدار محمود یا مذموم کے تین طرح پر ہے ایک وہ جسکا تھوڑا اور بہت سب بُرا ہے جیسے سحر طلسمات نجوم فلسفہ ونحوہا دوسرا وہ جسکا تھوڑا بہت سب اچھا ہے اور جتنا زیادہ ہو اوتنا ہی بہتر ہے جیسے معرفت ذات وصفات واسماء وافعال الٰہی کے اور شناخت ترجیح آخرت کی دنیا پر کہ یہی مطلوب بالذات اور وسیلہ سعادات اخروی ہے اسمین جتنی کوشش کیجائیگی وہ مقدار واجب سے کم ہی ہو گی کیونکہ یہ وہ دریا ہے جسکی تھاہ نہین ہے تمام گھومنے والے اسیکے کنارہ پر پھرتے ہین اسکے اندر بجز انبیاء واولیاء وعلماء راسخین کے کوئی نہین جاتا اس علم پر آگاہ ہونیکے لئے علماء آخرت کے حالات دیکھنا مفید ہوتا ہے کتاب خیرة الخیرة کسیقدر اونکے احوال و اقوال پر مشتمل ہے اور فی الحال مطبوع ہو کر سہل الحصول ہو گئی ہے وللہ الحمد یہ تو ابتداء مین چاہیئے اور انتہا کے لئے اس علم پر مدد مجاہدہ وریاضت وتصفیۂ قلب وتخلیۂ النفس سے اور مشابہت پیدا کرنے سے ساتھ انبیاء اور اولیاء وعلماء خیر کے ملتی ہے گو بقدر جد وکد نملے لکن یہ جہد وسعی ضرور ہے

	کسے مراد بیابد کہ جستجو دارد	۵	بجستجوی نیابد کسے مراد دلی	

تیسرا وہ علم جو ایک مقدار خاص تک اچھا ہے یہ وہ علم ہین جنکو ہم فرض کفایہ لکھہ چکے ہین بڑا
ضروری واہم جسکو سب لوگون نے چھوڑ رکھا ہے وہ علم صفات قلب کا ہے اور یہ کہ کونسی صفت
اوسمین اچھی ہے اور کونسی بری اسلیئے کہ کوئی آدمی ایسا نہین ہے جو بری صفتون سے پاک ہو اور
حرص وطمع وحسد وکبر وعجب وریا وسمعہ ونحوہا اوسکے اندر نہون اور یہ سب صفات مہلکات ہین سو انکو
ایسے ہی چھوڑ دینا اور فقط اعمال ظاہری مین مشغول رہنا ایسا ہے جیسے کوئی پھوڑے پھنسی پر لیپ
کرے اور اندر کا مواد فصد وسینگی لگانے سے نہ نکالے نام کے علما وکٹھہ ملا اعمال ظاہری ہی بتاتے
ہین اور آخرت کے علما تصفیہ باطن کا مواد شر سے سکھاتے ہین اسطرح کہ اونکی جڑ اوکھاڑ ڈالی جانے
لکن اکثر لوگ جو اعمال ظاہری کی پابندی کرتے ہین اور دلون کی صفائی نہین کرتے اوسکی
وجہ یہی ہے کہ اعمال ظاہر اعضا کے سہل پڑتے ہین اور دل کے اعمال مشکل ہین سو جس کسی کو
قصد آخرت وطلب نجات وگریز کا ہلاک ابدی سے منظور ہو تو وہ اپنے باطن کو ان روگون سے
بچائے اور اونکے علاج کے علم مین مشغول ہو اور جب تک اوسکو اس فرض عین سے فراغت
نہو تب تک فرض کفایہ مین مصروف نہو خصوصاً جبکہ کوئی دوسرا عالم عامل اوسکا موجود ہو پس
اوس سے بڑہکر کون احمق ہوگا جو کہ اپنی جان کا تو فکر نکرے دوسرے کے لیئے بیفائدہ کاوش
کرے پھر اگر کسی کو اپنے تصفیہ نفس سے فراغت ملے اور ظاہر و باطن کے گناہ چھوڑنے پر قدرت
ہو جائے اور یہ امر ایک عادت دائمی کے طور پر ہاتھہ آئے اور ایسا ہونا کچھہ بعید نہین ہے تو
اوسدم فروض کفایہ مین مشغول ہونا چاہیئے اور ترتیب و درجہ کا لحاظ رکھے یعنی پہلے قرآن شریف
پھر حدیث مبارک پھر علم تفسیر پھر علوم قرآن پھر علوم حدیث پھر انکی فروع یعنی علم فقہ سیکھے
لکن مذہب معتبر و مستند نہ خلاف وجدل پھر اصول فقہ اسیطرح بقیۂ علوم جنکے لیئے عمر گنجایش
کرے اور وقت یاری دے اور زمانہ فرصت بخشے یہ نکرے کہ واسطے تحصیل کمال کے ایک ہی فن
مین ڈوب جائے اسلیئے کہ علوم بہت ہین اور عمر تھوڑی ہے ۔

فائدہ ترتیب تحصیل علوم

	علم کثیر آمد و عمرت قلیل		انچہ ضروری است ہمان پیش گیر	

یہ علوم واسطے مقصود کے آلات و مقدمات ہین کچھہ خود مقصود بالذات نہین ہین اور جو چیز غیر کے لئے مطلوب ہوتی ہے اوسمین اصل مقصود کا فراموش کرنا نچاہیئے اور نہ کثرت ذرایع کی چاہیئے پس علم لغت سے اوسی مقدار پر کفایت کرے جس سے زبان عربی سمجھہ اور بول سکے اور لغت کم رائج سے اتنا جان لے کہ قرآن و حدیث کے سب الفاظ پر آگاہی ہو جای اس سے زیادہ غرض کچھہ ضرور نہین ہے اسیطرح علم نحو سے اوتنا سیکھہ لے جو متعلق قرآن و حدیث و فقہ سنت و اصول ہو کیونکہ علم کے تین مراتب ہین ایک بقدر کفایت دوم متوسط سوم درجۂ کمال ستوہم حدیث و تفسیر و فقہ و کلام مین مراتب سہ گانہ بتائے دیتے ہین وقس علیہ الباقی علم تفسیر مین مقدار کفایت وہ ہے کہ دو چند حجم قرآن ہو جیسے تفسیر وجیز واحدی متوسط یہ ہے کہ سہ چند ہو جیسے وسیط تفسیر نیشاپوری اور درجہ کمال اس سے زیادہ ہے اوسکی کچھہ حاجت نہین ہے بلکہ عمر بھر تک اوسکا انجام بھی نہین ہو سکتا انتہی مین کہتا ہون علم تفسیر مین بہترین تفاسیر تفسیر ابن کثیر و فتح القدیر و فتح البیان ہین اور مختصرات مین تفسیر جلالین و جامع البیان و احکام مین اکلیل و نیل المرام بس بس واللہ اعلم پھر غزالی نے کہا کہ حدیث مین مقدار کفایت یہ ہے کہ مضمون بخاری و مسلم کا کسی عالم فاضل سے سمجھہ لے حفظ اسماء رُوات و حفظ الفاظ صحیحین کچھہ ضرور نہین ہے اتنا کافی ہے کہ ضرورت کے وقت جس مسئلہ کی حاجت ہو نکال سکے متوسط درجہ یہ ہے کہ ہمراہ صحیحین کے جتنی کتابین حدیث کی صحیح ہین وہ بھی پڑہ لے یعنی جیسے سنن اربعہ و دارمی و منتقی الاخبار و مشکوۃ و بلوغ المرام اور درجہ کمال یہ ہے کہ جملہ احادیث ضعیفہ و قویہ و صحیحہ و معللہ پر مع احوال رُواۃ و انواع طرق و اوصاف کے آگاہ ہو فقہ مین مقدار کفایت یہ ہے کہ مثلاً فتح المغیث ترجمہ درر بہیہ مع شرح پڑہ لے متوسط یہ ہے کہ مسک الختام یا فتح علام پر عبور کر جای درجہ کمال یہ ہے کہ نیل الاوطار شرح منتقی الاخبار کسی عالم باوقار پر عرض کرے اِس زمانہ مین کتب فقہ سنت اردو و فارسی مین نہایت اختصار و ضبط سے لکھی گئی ہین جیسے نہج مقبول و بنیان مرصوص و عرف الجادی و بدور اہلہ و نحوہا علم کلام کا مقصود صرف اتنا ہے کہ جو عقائد اہل سنت نے سلف صلحاء سے

نقل کئے ہین وہ محفوظ رہین اور کچھہ مطلب نہین اور اگر ہے تو پھر کشف ہونا حقائق امور کا بدون طریق کشف کے معلوم سو اوس سے کچھہ غرض متعلق نہین ہے ہان حفظ مقصود وسنت کے لئے مقدار کافی علم کلام سے ضرور ہے اور وہ ایک رسالہ مختصر عقائد سے ہوسکتی ہے جیسے فتح الباب و سائق العباد اُردو مین یا قطف الثمر عربی مین اور متوسط درجہ کی مقدار یہ ہے کہ سو ورق کا رسالہ ہو یا کسیقدر کم جیسے بغیتہ الرائد اور درجہ کمال یہ ہے کہ کتاب سفارینی پر اوّل سے تا آخر عبور حاصل ہو حاجت علم کلام کی اسلئے ہے کہ اوس سے بدعتی کا مناظرہ کیا جائے اور اوسکی بدعت کو ابتر کرکے دلمین سے عامی کے نکال دیا جائے **قال تعالی** وجادلھم بالتی ہی احسن رہے امور خلافی جو پچھلی زمانون مین ایجاد ہوئے ہین اور اونمین وہ تحریرات وتصنیفات ومناظرات نکلے ہین کہ زمانہ سلف مین کبھی ویسے نہ تھے سو اونکے گرد بھی پھرنا نچاہیئے بلکہ اونسے زہر قاتل کی طرح بچنا لازم ہے یہ وہ روگ ہے جسنے تمام فقہاء کو آپسکی حرص ومباہات مین مبتلا کردیا ہے مسلمان کو چاہیئے کہ جن کے شیطانون سے بھی بچے اور انسان کے شیطانون سے بھی جدا رہے کہ ان لوگون کے بہکانے اور گمراہ کرنے نے شیاطین جن کو بھی راحت دیدی ہے ۵

عارفی از کوہ بصحرا گزشت	دیدعزازیل بدامان دشت
دل زغم وسوسہ پرداختہ	دیدہ زنیرنگ تہی ساختہ
گفت باو عارف صحرا نورد	کز چہ درین بادیہ ہرزہ گرد
طبع تو آسودہ زوسواس چیست	اینقدرش کندی الماس چیست
کار تو در صومعۂ وخانقاہ	باز چرا ماندۂ از کارگاہ
نفرقہ بخش صف طاعت نۂ	رخنہ گر سلک جماعت نۂ
درصف اصحاب نہیب نو کو	جادوی جبریل فریب توکو
شعبدہ انگیزی خویت کجاست	خوی بد بدہ جویت کجاست
رہزن دوران بدل بدسگال	طنز کنان داد جواب سوال

کز برکاتِ علماء زمان		فارغم از کشمکش این و آن	
داشت مرا باز ازین جد و جہد		حیلہ گریہای فقیہان عہد	
یک تن از ین طائفہ بلہوس		از پئے گمراہی کو نین بس	

تو اپنی جان کو ساتھ خدا کے اکیلا فرض کرے اور جان لے کہ موت و در پیش حساب و جنت و نار کی سامنے ہے پھر سوچ کہ ان سامنے کی چیزون مین کونسی بات تجکو بکار آمد ہے اوسیکو تو اختیار کر اور اوسکے سوا سب کو ترک کر دے والسلام **حکایت** ایک عالم نے ایک شیخ کو خواب مین دیکھا پوچھا جن علوم مین تم جھگڑا کیا کرتے تھے اور مناظرات ہوتے تھے اونکا حال کہو اپنی ہتیلی پہلا کر اوسنے پھونک ماری اور کہا وہ سب عبارات و اشارات خاک کیطرح اوڑ گئے فقط دو رکعتین میرے کام آئین جو مین رات کو ادا کیا کرتا تھا وہی میری تہین حدیث ابو امامہ مین آیا ہے ماضل قوم بعد ھدی کانوا علیہ الا اوتوا الجدل ثم قرء ماضربوہ لک الا جدلا بل ھم قوم خصمون رواہ الترمذی اس حدیث مین مذمت ہے علم جدل کی آب سارے مولوی اسی بلا مین گرفتار ہین الا من رحمہ اللہ اور کیون نہون کہ بندۂ درہم و دینار ہین نہ بندۂ خداوندگار صحیحین مین عائشہ سے رفعًا آیا ہے کہ حضرت نے تفسیر کریمۂ فاما الذین فی قلوبھم زیغ مین فرمایا ہے ھم اھل الجدل الذین عناھم اللہ تعالی بقولہ واحذرھم ان یفتنوک بعض اکابر نے کہا ہے آخر زمانے مین وہ لوگ ہون گے جنپر دروازہ عمل کا بند کر دیا جائیگا اور جدل کا دروازہ واسطے اونکے کہلجائیگا سو یہ پیشین گوئی اون بزرگ کی آج ہمارے سامنے موجود ہے **حکایت** بصیر حمصی نے خلیل بن احمد کو خواب مین دیکھا کہا تمسے زیادہ کوئی عاقل نہین ملتا کہ اوس سے کچھہ پوچہین کہا جس بات مین ہم مصروف تھے اوسکا حال بھی تمنے معلوم کیا ہمکو تو سوائے ان کلمات کے کوئی چیز بھی مفید نہوئی سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم **فائدہ** غزالی رح نے اسجگہہ ایک فصل مستقل بیان مین علم خلاف کے لکھی ہے جو کہ یہ علم شرعًا مذموم ہے اسلیئے بیان کرنا اوسکا اسجگہہ کچھہ ضرور

نہین ہے پہر مناظرہ کے لیے آٹھ ادب لکھے ہین پھر آفات مناظرہ کو ذکر کیا ہے ہم دیکھتے ہین کہ ایک مدت دراز سے وہ سارے آداب علماء دنیا وفقہاء زمان سے مفقود ہو گئے ہین یہی آفات مناظرہ ومصائب مجادلہ ومکابرہ مقصود اہل علم دنیا ٹھیرے ہین انا للہ وکان امر اللہ قدرًا مقدورًا شیخ عبد الرحمٰن جامی قدس سرہٗ نے شرح حال علماء سوء وفقہاء دنیا مین کیا خوب ابیات لکھی ہین جس سے کوئی طالب علم آخرت بے نیاز نہین ہوسکتا ہے یہ ابیات اس لائق ہین کہ آب دیدہ بینا سے لوح سینۂ بے کینہ پر لکھے جائین ۵

ای عَلَم عِلم برافراختہ	چون عَلَم از علم سرافراختہ
خویشتن از علم عَلَم ساختی	چون عمل آمد عَلَم انداختی
لاف درستی ست عَلَم سازیت	حجت سستی عَلَم اندازیت
دعوی دانش کنی از جاہلے	حاصل تحصیل تو بے حاصلے
خواجہ زند بانگ کہ صنعت درم	مس شود از جودت صنعت زرم
لکن اگر دست بجیبش نہی	چون کف مفلس بود از زر تہی
کیسہ چو خالی بود از زر و سیم	دعوی اکسیر چہ سود از حکیم
جمع کتب از سرہ و ناسرہ	کردہ چو خشت ست بگردت خرہ
آن خرہ کن رخنہ کہ از چار حد	بست میان تو و مقصود سد
ہر ورقے زان کتب آمد حجاب	زان حجب نو بتوی رخ بتاب
تا بہ بری از ہمہ فرّ اسبق	زان کتب امروز بگیری سبق
علم کہ خواندی برہ ناصواب	باشد ازان علم سیہ رو کتاب
نور دل از سینہ سینا مجوی	روشنی از چشم نہ بینا مجوی
جانب کفر است اشارات او	باعث خوف ست بشارات او
فکر شفایش ہمہ بیماری است	اہل نجاتش زگرفتاری است

قاعدهٔ لب که به قانون نهاد / پای نه از قاعده بیرون نهاد
لیک نهان ساخت بر اهل طلب / روی مسبب بحجاب سبب
خاصیت علم سبب سوزی است / شیوهٔ جاهل سبب آموزی است
طب زنبی جوی که طب النبی / سازدت از جملهٔ علل اجنبی
از مرض جهل شفا بخشدت / وز کدر نفس صفا بخشدت
تا بد از اسباب علل روی تو / وا کند از هر چه نه حق خوی تو
عمر تو شد صرف اصول و فروع / هیچ نیفتاد با صلت رجوع
هیچ وقوفت زمقاصد چو نیست / از طلب او بموافق مایست
بر تو چو نکشاد زمفتاح راه / دولت فتح از در فتّاح خواه
نور هدایت زهدایه مجوی / راه نهایت به نهایه مپوی
گر زموانع دل تو صاف نیست / کشف موانع حد کشاف نیست
ترک نفاق و کم تلبیس گیر / علم زسر چشمهٔ تقدیس گیر
هر چه نه قال الله و قال الرسول / هست بر اهل فضیلت فضول
فضل خدا بین و فضولی مکن / جهل زحد رفت جهولی مکن
علم چو دادت زعمل بهره هیچ / دانش بی کار نیرزد بهیچ
چون نه بساط عملت سود پای / بی عملان را بعمل رهنمای
بایدت اوّل ادب اندوختن / پس دگران را ادب آموختن
چون دگران را شوی آموزگار / کم طلب آنرا عوض از روزگار
علم بود جوهر و باقی سفال / آن چو حقیقت دگران چون خیال
بیع جواهر به سفالی که چه / بذل حقایق بخیالی که چه

ان ابیات مین اشاره کیا ہے طرف کتاب اشارات و شفاء و نجات و قانون و مقاصد و مواقف

ومفتاح وہدایہ ونہایہ وتموانع وکشاف کے انمین بعض کتب علم فلسفت کی ہین اور بعض
علم کلام کی اور بعض فقہ حنفی کی اور بعض تفسیر معتزلی کی پھر آن سب علوم و علماء سے تحذیر کی
ہے اسلئے کہ یہ علوم سلف امت کے نہین ہین بلکہ نو ایجاد زمرۂ خلف ہین اِنسے کچھہ علم آخرت
کا حاصل نہین ہوتا ہے اِنکا نفع اگر ہے تو اسی حیات دنیا تک ہے سو وہ علم کس کام کا ہے جو
ہمراہ عالم کے آخرت تک نجاے اور اوسکو آفات واہوال عقبےٰ سے نہ بچاے علم تو وہ ہے جو عالم
کو معلوم تک پہنچا دے اور قبر و حشر مین اُسکے ساتھہ رہے جب یہ بات علم سے حاصل نہوئی بلکہ اوسکا
ثمرہ اسی زندگی فانی مین رہا تو اوس علم سے جہل بمراتب اعلیٰ ہے ولہٰذا ایسے علماء سے جاہل
بیوقوف لوگ باعتبار انجام امر کے زیادہ تر سعادتمند ہوتے ہین پھر ان ابیات مین بعد اس تحذیر کے
ارشاد کیا ہے طرف اخذ قال اللہ وقال الرسول کے مراد اوس سے عمل کرنا ہے کتاب وسنت پر
کیونکہ علوم مذکورہ سراسر تلبیس ہین اور یہ علم ہمراہ عمل کے سراپا تقدیس ہے سارے سلف اس امت
کے اسی علم کیطرف پھرتے تھے اور اسی شرف کے اِرد گرد چکر مارتے تھے لکن حاصل ہونا اس علم سبار
وعمل صالح کا آسان بات نہین ہے یہ علم اون لوگون کو ہرگز نہین آتا جو محبت دنیا و مزخرفات دنیا
مین مشغول رہتے ہین اور گرفتار شہوات واہواء نفس کے ہین اور علم فرض عین اور علم فرض کفایہ مین کچھہ
تفرقہ وتمیز نہین کرتے بلکہ مغز کو چھوڑ کر پوست پر قانع ہوگئے ہین ولہٰذا برکات علم سے بالکل محروم
ہین گو اپنے خیال مختل مین بڑے عالم فاضل قابل کامل کیون نہون لکن جب اونکا علم وعمل شرع حق
کی ترازو مین تولا جاتا ہے تو کچھہ وزن اوسکا نہین نکلتا ہباءً منثورًا ہو جاتا ہے یہ لوگ اگر عالم
ظاہری نہوتے بلکہ عامی ہوتے اور اخلاق سوء دل سے بری رہتے اور انکا ایمان مثل ایمان
عوام اہل اسلام کے ہوتا اور عمل مین برابر عامۂ سلف کے نکلتے تو بھی ایکطرح کی صورت واسطے
نجات اخروی کے ہوتے مشکل تو یہ ہے کہ دعوی علم وفضل کا رکہتے ہین اور محبت دنیا وماسوا اللہ
وغیر اللہ مین اہل دنیا کے کان کترتے ہین اور عمل بد مین جاہلون سے بھی بڑھ گئے ہین دین حق
کے دشمن اور عمل صواب کے عدو ہین فانا للہ **فائدہ** آداب طالب علم کے یہ ہین کہ پہلے اپنے نفس

کو رذیل عادتون اور بُری صفتون سے پاک کرے اسلئے کہ علم دل کی عبادت اور باطن کی درستی اور اللہ سے قریب ہونا ہے جبتک دل پاک نہو گا علم نہ آئیگا انسان کا قلب وہ گھر ہے جسمین فرشتون کا گذر و اثر و قیام ہوتا ہے صفات بد جیسے غضب شہوت کینہ حسد کبر عجب طمع وغیرہا بھونکتے کتے ہین جب کسی دلمین ہونگے تو وہان گذر فرشتونکا کسطرح ہوگا اللہ نور علم کو اندر دل کے فرشتون ہی کے ذریعہ سے پہنچاتا ہے ما کان لبشر ان یکلمہ اللہ الا وحیا او من وراء حجاب او یرسل رسولا فیوحی باذنہ ما یشاء فرشتے پاک ہین پاک جگہہ دیکھتے ہین اور خزائن رحمت الٰہی کو پاک ہی دلمین بہرتے ہین تبسط اس ادب کا غزالی نے کیا ہے تیہر علایق و اشغال دنیا کو کم کرے اور اقارب و وطن سے دور رہے تاکہ یہ علاقے مانع و مزاحم نہون کسینے کہا ہے کہ علم تجھکو اپنا تہوڑا سا حصہ دیگا جب تک کہ تو اپنا سب دل و جان اوسکے حوالہ نکرےگا یہ دوسرا ادب ہوا تیسرا ادب یہ ہے کہ علم پر تکبر نکرے اور نہ استاد پر حکومت بلکہ بالکل اوسکا مطیع و تابع و خادم ہو جائے کیونکہ علم بدون انکسار و خاکساری اور عجز و بیچارگی و سماع کے نہین آتا ہے ان فی ذالک لذکری لمن کان لہ قلب او القی السمع وھو شہید قصۂ خضر و موسیٰ علیہما السلام دلیل ہے اس قسم کے آداب پر چوتھا ادب یہ ہے کہ ابتدا امر مین سماعت اختلاف سے بچے کیونکہ اس سے عقل حیران اور ذہن پریشان ہو جاتا ہے رائے مین سستی اور ادراک و اطلاع سے ناامیدی ہوتی ہے پانچوان ادب یہ ہے کہ علوم عمدہ مین سے کسی علم و قسم کو بدون دیکھے نچھوڑے بلکہ اوسکے مقصود و علت غائی پر اطلاع حاصل کرے اگر زندگی وفا کرے تو اوسمین کمال پیدا کرے ورنہ اہم کو حاصل کرلے اور باقی علوم مین تھوڑا تھوڑا ماہر ہو کیونکہ فیض مبدء فیاض کا عام ہے کسی ظرف خاص مین محصور نہین ہوتا ہے یہ فیض دلہاے اہل اللہ و اہل علم مین منتشر رہتا ہے اسلئے ہر مقام سے بقدر توفیق و نصیب کے حصہ حاصل کرنا مناسب ہے ؎

چہ خوش گفت دانا کہ دانش بسےست		ولکن پراگندہ با ہر کسےست	

چھٹا ادب یہ ہے کہ اہم علوم وانفع فنون کو مقدم کرے اشرف علوم علم آخرت ہے خواہ
علم مکاشفہ ہو یا علم معاملہ کیونکہ علت غائی معاملہ کی بھی وہی علم مکاشفہ ہے مکاشفہ کا انجام اللہ
کی معرفت ہے اِس مکاشفہ سے غرض ہماری وہ اعتقاد نہین ہے جسکو عوام باپ دادون
سے سُنتے چلے آئے ہین یا زبانی یاد کر لیا ہے یا طریق علم کلام پر معلوم کیا ہے بلکہ غرض
اوس سے ایک قسم کا یقین ہے جو اوس نور کا نتیجہ ہوتا ہے جو کہ اللہ تعالیٰ بندے کے دلمین
ڈالتا ہے جبکہ بندہ اپنے باطن کو مجاہدہ کرکے خبائث اوصاف سے پاک صاف کر لیتا ہے اِس بابمین
سب آدمیون سے بڑھکر انبیاء کا درجہ ہے پھر اولیاء کا پھر جو اونسے قریب و متصل ہون ساتوان
ادب یہ ہے کہ کسی فن مین قدم نرکھے جب تک کہ اوس سے پہلے کا فن پورا نکرلے کیونکہ علوم
ایک ترتیب ضروری پر مرتب ہین اور ایک علم دوسرے علم کا رستہ ہے تو موفق وہی شخص
ہے جو کہ اوس ترتیب کو ملحوظ رکھتا ہے **قال تعالیٰ** الذین اتیناھم الکتاب یتلونہ حق تلاوتہ
یعنی ایک فن سے آگے نہین بڑھتے جبتک کہ علماً وعملاً اوسکو پختہ نکرلین آٹھوان ادب یہ ہے
کہ اوس امر کو معلوم کرے جسکے سبب سے شرف علم کا حاصل ہوتا ہے مثلاً علم دین اور علم طب کو
جو دیکھتے ہین تو اوّل کا ثمرہ زندگی ابدی ہے اور دوسرے کا ثمرہ زندگی فانی اِس سبب سے
علم دین اشرف ہوگا بہ نسبت علم طب کے اِس سے ظاہر ہوا کہ سب علوم سے اشرف وافضل
علم اللہ و ملائکہ و رسل و کتب الٰہی کا ہے اور وہ علم ہے جو اِن علوم تک پہنچنے کا ذریعہ ہو
اب ہمکو سوا اس علم کے کسی اور علم کیطرف رغبت و حرص کرنا نچاہیے نوان ادب یہ ہے کہ
ہر دست علم سے یہ قصد ہو کہ باطن فضائل سے آراستہ ہو جائے اور انجام کو یہ ہو کہ اللہ
کا قرب اور ملائکہ و مقربین و ملاء اعلیٰ کی ہمسایگی حاصل ہو یہ غرض نہو کہ مال وجاہ و ریاست
ملے بیوقوفون سے جھگڑے ہمسرون پر فخر کرے اور جس شخص کی نیت علم سے قرب الٰہی
ہے تو بالضرور وہ ایسے علم کو طلب کرے جو اوسکے مقصود سے بہت نزدیک ہو جیسے علم
آخرت مستعداً اوسکو یہ نچاہیے کہ وہ علم نحو و لغت وغیرہا کو جو علاقہ کتاب و سنت سے رکھتے ہین

اور فروض کفایہ مین داخل ہین بنظر حقارت دیکھے ہمارے مبالغہ کرنے سے تعریف علم آخرت
مین یہ نسمجھنا چاہیئے کہ وہ علوم جو سوا اس علم کے ہین بُرے ہین بلکہ جو ذرہ برابر خیر کریگا اوسکا
ثواب اوسکو ملیگا اور جو شخص علم سے قصد رضای الٰہی کا رکھیگا خواہ کوئی سا علم منجملہ ان
علوم کفایہ کے ہو تو وہ علم اوسکو مفید ہوگا کیونکہ علوم کی فضیلت اعتباری واضافی ہے کہ
کسی کی نسبت کوئی علم اعلی ہے اور کوئی ادنی **قال تعالی** هم درجات عند اللہ
فائدہ آداب استاد و متعلم کے بھی کئی ایک ہین پہلا ادب یہ ہے کہ شاگرد پر شفقت کرے
اور اوسکو بجای اپنے فرزند کے جانے اُستاد کا حق مان باپ سے اسیلیئے زیادہ ہے
کہ باپ سبب حیات فانی ہے اور استاد سبب حیات باقی پھر ایک استاد کے شاگرد دونین
باہم محبت ہونا چاہیئے یہ جب ہوگا کہ اونکا مقصود آخرت ہوگی اور اگر دنیا مراد ہے تو باہم
حسد و بغض ہوگا **قال تعالی** الاخلاء یومئذ بعضهم لبعض عدو الا المتقین
اور فرمایا ہے انما المومنون اخوة دوسرا ادب یہ ہے کہ باقتداء صاحب شریعت تعلیم علم
پر اجرت نہ لے اور طالب عوض و شکر نہو بلکہ فقط واسطے اللہ اور اوسکے قرب کے سکھائے پڑہائے
بلکہ تلامذہ کا احسانمند ہو کہ یہ فضل مجھکو اونہین کے سبب سے حاصل ہوا ہے **قال تعالی**
قل لا اسألکم علیه اجرا تیسرا ادب یہ ہے کہ نصیحت و خیرخواہی شاگرد کی کرے
اگر وہ قابلیت سے پہلے کسی رتبہ کا طالب ہو یا تعلم علم ظاہر سے پہلے علم باطن کا سیکھنا چاہے
تو اوسکو منع کرے اور اگر وہ طلب علم کی واسطے دنیا کے کرتا ہے تو اوسکو طرف طلب علم کے
واسطے دین کے وعظ کرے وقس علی ہذا چوتھا ادب یہ ہے کہ اوسکو اخلاق بد سے جہانتک
ہوسکے کنایۃً یا محبۃً روکے زجر و توبیخ نکرے پانچوان ادب یہ ہے کہ جس علم کو سکھاتا ہو تو
دوسرے علم کی بُرائی اوسکے دلمین نہ ڈالے جسطرح معلم لغت مذمت علم فقہ کی کرتا ہے
یا فقیہ مذمت علم تفسیر وحدیث کی کرتا ہے چھٹا ادب یہ ہے کہ اوسکے سامنے تقریر مطابق
اوسکی فہم و عقل کے کرے ایسی بات نکہے جو اوسکی فہم مین نہ آئے ساتوان ادب یہ ہے

ف قسم علماء

کہ استاد اپنے علم پر عمل کرتا ہو ایسا نہو کہ کہے کچھہ اور کرے کچھہ **فائدہ** علما دو طرح کے ہوتے ہین ایک دنیا کے دوسرے آخرت کے دنیا کے مولوی وہ ہین جنکی غرض علم سے دنیا مین چین اوڑانا اور اہل دنیا کے نزدیک جاہ و منزلت پیدا کرنا ہوتا ہے حدیث مین آیا ہے کہ قیامت کے دن سب لوگونکی نسبت سخت تر عذاب اوس عالم کو ہوگا جسکو اللہ نے اوسکے علم سے نفع نہ دیا اخبار صحیحہ ذم علماء سوء دنیا طلب مین بہت آئی ہین کتاب العلم مشکوۃ وغیرہ مین مذکور ہین حسن بصری نے کہا ہے تو اون لوگونمین نہو جو علم و ظرافت مثل علما و حکما کے رکھتے ہین اور عمل مین بیوقوفونکی برابر ہین سفیان نے کہا ہے علم عمل کو پکارتا ہے اگر عمل نے کہا ہان تو خیر ورنہ علم رخصت ہوتا ہے ابن مبارک نے کہا آدمی جب تک طلب علم مین رہتا ہے تب تک عالم ہوتا ہے جب یہ گمان کرتا ہے کہ مین جان چکا تب جاہل ہو جاتا ہے فضیل نے کہا مجھکو اوس عالم پر ترس آتا ہے جس سے دنیا بازی کرتی ہے حسن نے کہا علما کا عذاب دل کا مر جانا ہے دل کی موت یہ ہے کہ عمل آخرت سے دنیا کی طلب ہو بلعام کو بھی کتاب ملی تھی مگر وہ شہوات مین جم گیا اسلئے اللہ نے کتے کے ساتھہ اوسکی تشبیہ دی معلوم ہوا کہ عالم دنیا دار جاہل سے بھی زیادہ تر رذیل ہے اور وہ عذاب الیم مین گرفتار ہوگا اور رہے مفلح و مقرب سو وہ علماء آخرت ہین اونکے لئے علامات ہین ایک یہ کہ علم سے طالب دنیا نہون کیونکہ ادنی درجہ عالم کا یہ ہے کہ دنیا کی حقارت و خست و کدورت و ناپائداری اور آخرت کی بزرگی و پائداری اور صفاء لذات اور عظمت سلطنت عقبے معلوم کرے اور جان لے کہ دنیا و آخرت ایک دوسرے کی ضد ہین اور مثل دو سوتون کے ہین کہ جب ایک راضی ہوگی تو دوسری روٹھہ جائیگی اور ترازو کے دو پلونکی طرح ہین کہ جتنا ایک پلہ جھکے گا اوتنا ہی دوسرا پلہ اوٹھیگا یا مشرق و مغرب کی طرح ہین کہ جتنا ایک سے پاس ہوگا اوتنا ہی دوسرے سے دور ہوگا اور جو شخص دنیا کی حقارت اور کدورت اور آمیزش اوسکے نوش کی نیش سے نہین جانتا ہے یا یہ نہین سمجھتا کہ جو لذت دنیا کی صاف و بے خلش ہوتی ہے وہ بھی کچھہ مدت کے بعد گزر جاتی ہے تو ایسے شخص کی عقل مین فساد و خلل ہے وہ کیسے شمار مین علما کے ہوگا اور جو شخص کہ امر آخرت

ف علامات علماء آخرت

کی بزرگی وپائداری کو نہین جانتا ہے وہ کافر مسلوب الایمان ہے تو جسکا ایمان ہی نہین
وہ کیسے عالم ہوگا اور جو شخص دنیا و آخرت کا ضد ہونا نہین جانتا اور ان دونون کا جمع
کرنا ایک طمع بے سود ہے تو وہ شرایع انبیاء سے واقف نہین ہے بلکہ قرآن شریف کا اول
سے آخر تک منکر ہے تو ایسا شخص بھی علما مین شمار نہین ہوسکتا اور جو شخص اِن سب باتون
کو جانکر آخرت کو دنیا پر اختیار نکرے تو وہ شیطان کا قیدی ہے اوسکی شہوت نے اوسکو تباہ
کردیا ہے اور بدبختی اوسپر غالب آگئی ہے تو جن لوگون کے یہ درجے ہین وہ علما کے زمرے مین کیسے
متصور ہوسکتے ہین **حکایت** ایک شخص نے اپنے بھائی کو لکھا تھا کہ تجکو علم عنایت ہوا
ہے تو اپنے علم کے نور کو گناہون کے اندھیرے سے مت بجھانا ورنہ جس روز اہل علم اپنے علم
کے اوجالے مین چلینگے تو تاریکی گناہ مین رہے گا یحیی بن معاذ رازی علماء دنیا کو یون کہا کرتے
تھے کہ ای علم والو تمہارے محل قیصر کے سے ہین اور مکانات کسریٰ کے سے اور کپڑے زرق برق
اور موزے جالوت کے سے اور سواریان قارون کی سی اور برتن فرعون کے سے اور گناہ
جاہلونکی طرح کے اور مذاہب شیطان کے تو شریعت محمدیہ کہان گئی **ف** مال کے ترک کرنیسے کوئی
شخص علماء آخرت مین نہین ملتا ہے اسلیئے کہ جاہ کا ضرر فتنہ مال سے زیادہ ہے **قال تعالی**
ولولا ان ثبتناك لقد كدت تركن اليهم شيئا قليلا یہ ارشاد خدا کا سید الانبیاء کو ہے
پھر کسی اور کی کیا ہستی ہوسکتی ہے علماء دنیا کے حق مین فرمایا ہے واذ اخذ الله ميثاق الذين
اوتوا الكتاب لتبيننه للناس ولا تكتمونه فنبذوه وراء ظهورهم فاشتروا به
ثمنا قليلا اور علماء آخرت کی شان مین یون کہا ہے وان من اهل الكتاب لمن يؤمن
بالله وما انزل اليكم وما انزل اليهم خاشعين لله لا يشترون بآيات الله
ثمنا قليلا اولئك لهم اجرهم عند ربهم **وقال تعالی** قال الذين يريدون
الحياة الدنيا يا ليت لنا مثل ما اوتي قارون انه لذو حظ عظيم وقال الذين
اوتوا العلم ويلكم ثواب الله خير لمن امن وعمل صالحا ولا يلقاها الا الصابرون

اس آیت مین اہل علم کی صفت دنیا پر آخرت کو ترجیح دینی اور اختیار کرنے کی فرمائی ہے ایک علامت علماء آخرت کی یہ ہے کہ فعل خلاف قول نہو بلکہ جس فعل کا امر کرے اول عامل اُسکا خود ہو۔ قال تعالیٰ اتامرون الناس بالبر وتنسون انفسکم وقال تعالیٰ کبر مقتا عند اللّٰہ ان تقولوا ما لا تفعلون اور قصۂ شعیب علیہ السلام مین فرمایا ہے وما ارید ان اخالفکم الی ما انہاکم عنہ ایک علامت علماء آخرت کی یہ ہے کہ توجہ اوسکی ایسے علم کی تحصیل کیطرف ہو جو آخرت مین کام آئے اور طاعت مین رغبت دلائے اور اون علوم سے اجتناب کرے جنکا فائدہ کم ہو اور گفتگو و لڑائی جھگڑا اونمین بہت ہو **حکایت** ایک دن شقیق بلخی نے اپنے شاگرد حاتم اصم سے پوچھا کہ تم کتنے دنون سے میرے ساتھ ہو کہا ۳۳ برس سے پوچھا تمنے اس مدت مین مجھسے کیا سیکھا کہا آٹھہ مسئلے فرمایا انا للّٰہ وانا الیہ راجعون میری اوقات تمہارے اوپر ضائع گئی کہ تمنے فقط آٹھہ مسئلے سیکھے کہا اس سے زیادہ نہین سیکھے اور مین جھوٹ بولنے کو ناپسند کرتا ہون کہا اچھا بتاؤ وہ کونسے آٹھہ مسئلے ہین کہ مین بھی سنون حاتم نے کہا اوّل مسئلہ یہ ہے کہ مینے خلق کو دیکھا تو معلوم کیا کہ ہر ایک شخص کا ایک محبوب ہوتا ہے جو قبر تک اوسکے ساتھہ رہتا ہے جب وہ قبر مین پہنچ جاتا ہے تو اپنے محبوب سے جدا ہو جاتا ہے اسلئے مینے اپنا محبوب حسنات کو ٹھیرایا کہ جب مین قبر مین جاؤن تو میرا محبوب بھی میرے ساتھہ رہے شقیق نے کہا تمنے بہت اچھا سیکھا اب باقی سات مسئلے کہو کہا دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ مینے اس آیت مین واما من خاف مقام ربہ ونہی النفس عن الہوی فان الجنۃ ہی الماوی تامل کیا اور سمجھا کہ اللہ کا فرمانا درست ہے اسلئے اپنے نفس پر خواہش دور کرنے کی محنت ڈالی یہانتک کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طاعت پر جم گیا تیسرا یہ ہے کہ اس دنیا کو دیکھا تو یہ پایا کہ جس کسی کے پاس کوئی شئے قدر و قیمت کی ہے وہ اوسکو اوٹھا کر رکھہ چھوڑتا ہے اور حفاظت کرتا ہے پھر جو دیکھا تو اللہ نے فرمایا ہے ما عندکم ینفد وما عند اللّٰہ باق پس جو چیز قدر و قیمت کی میرے ہاتھہ لگی وہ مینے طرف خدا کے پھیر دی

تاکہ اوسکے پاس موجود رہے چوتھا یہ کہ لوگونکو جو دیکھا تو ہر ایک کا میل خاطر طرف مال و حسب و
نسب و شرافت کے پایا اور ان چیزونمین جو غور کیا تو سب ہیچ و پوچ معلوم ہوئین پھر اللہ
کے ارشاد کو سوچا کہ فرماتا ہے ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم اسلئے مینے تقوی اختیار
کیا کہ نزدیک اللہ کے کریم و شریف ہو جاؤن پانچوان یہ کہ لوگون کو دیکھا کہ ایک دوسرے
پر گمان بد کرتے ہین اور برا کہتے ہین اور وجہ اوسکی حسد ہے ما خلا جسد عن حسد
پھر اللہ کے کلام مین تامل کیا تو یہ پایا نحن قسمنا بینهم معیشتهم فی الحیاة الدنیا
اسلئے مینے حسد کو چھوڑ کر خلق سے کنارہ کیا اور جان لیا کہ قسمت اللہ کے یہان سے ہے
اسلئے خلق کی عداوت چھوڑ دی چھٹا یہ کہ لوگون کو دیکھا کہ ایک دوسرے سے سرکشی و کشت و
خون کرتے ہین اللہ کے قول کیطرف رجوع کیا تو اوسنے یہ فرمایا ہے ان الشیطان لکم عدو
فاتخذوه عدوا انما یدعو حزبه لیکونوا من اصحاب السعیر اس بنا پر مینے
اوسی اکیلے شیطان کو اپنا دشمن ٹھیرالیا کہ اوس سے بچتا رہون باقی سارے مخلوق کی عداوت
چھوڑ دی ساتوان یہ کہ لوگونکو دیکھا کہ ہر ایک شخص ایک پارۂ نان کا طالب اور اوسکی طلب مین
اپنے نفس کو ذلیل کرتا ہے اور ایسے کامونمین گھستا ہے جو اوسکو جائز نہین ہین مینے اللہ کے
کلام مین غور کیا تو اوسنے فرمایا ہے وما من دابة فی الارض الا علی اللہ رزقها مینے
سمجھا کہ مین بھی اللہ کے اون دواب مین ہون جنکا رزق اوسکے اوپر ہے اسلئے طلب رزق
چھوڑ کر ادای حقوق خدا مین مشغول ہوا آٹھوان یہ کہ مینے خلق کو دیکھا تو سب کو کسی چیز پر
بھروسا کرتے پایا کوئی زمین پر بھروسا رکھتا ہے کوئی تجارت پر کوئی کسی حرفہ پر کوئی بدن
کی تندرستی پر اللہ کو دیکھا کہ اوسنے فرمایا ہے ومن یتوکل علی اللہ فهو حسبه اسلئے
مینے اکیلے اللہ پر بھروسا کیا کہ وہی مجھے کافی ہے شقیق نے فرمایا ای حاتم اللہ تجھکو توفیق دے
مینے جو علوم قرآن و توریت و انجیل و زبور پر نظر کی تو ان سب کی اصل انہین مسائل ہشتگانہ کو
پایا وہ سب علوم انمین آجاتے ہین غرضکہ اسطرح کے علم کی ادراک و فہم کا قصد علماء آخرت ہی

چوتھا مسئلہ

پانچوان مسئلہ

چھٹا مسئلہ

ساتوان مسئلہ

آٹھوان مسئلہ

کیا کرتے ہین علماء دنیا کا شغل اون امور مین ہوا کرتا ہے جنسے مال و جاہ پیدا ہو اور اون
علوم کو وہ چھوڑ دیتے ہین جنکے لیئے اللہ نے تمام پیغمبرون کو بہیجا ہے ایک علامت علماء آخرت
کی یہ ہے کہ کہانے پینے پہننے مین اور مکان و اسباب و سامان و زینت و مزہ اوڑانے کی
طرف مائل نہین ہوتے ہین بلکہ ان سب امور مین میانہ روی اختیار کرتے ہین اسلیئے
یہ چاہیئے کہ اکابر کے چال پر چلے اور سب امور مین مقدار قلیل پر گزر کرے جتنی طلب ان اشیاء
کی کم ہو گی اوتنا ہی قرب خدا کا بڑہیگا اور علماء آخرت کے مرتبے کی طرف ترقی کرے گا ہر چند
امر مباح مین زینت کرنا حرام تو نہین ہے لیکن اوسمین گہسنا موجب انس کا ساتھ اون
مباحات کے ہوتا ہے یہانتک کہ اونکا ترک کرنا دشوار ہو جاتا ہے کیونکہ جو کوئی دنیا مین
گہستا ہے یقیناً اوس سے سلامت نہین نکلتا اور اگر باوجود خوض و شغل کے دنیا مین سلامتی
ہو جایا کرتی تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ترک دنیا مین کبھی اتنا مبالغہ نفرماتے ایک علامت
علماء آخرت کی یہ ہے کہ حکام سے دور رہے جبتک اونسے علیحدگی ممکن ہو کبھی اونکے پاس
نجائے بلکہ اونکے ملنے سے احتراز کرے گو وہ خود اوسکے پاس آئین کیونکہ دنیا ہری بھری میٹھی
ہے اور اوسکی باگ حکام کے قبضے مین ہے غرضکہ امراء و رؤساء و ملوک سے ملنا تمام آفتونکی کنجی
ہے حدیث مین آیا ہے من اتی السلطان افتتن رواہ ابو داؤد والترمذی عن ابن
عباس مرفوعاً ع قرب سلطان آتش سوزان بود * سفیان نے کہا ہے کہ دوزخ مین
ایک جنگل ہے جسمین وہی عالم رہینگے جو پادشاہونکی ملاقات کو جاتے ہین اوزاعی نے کہا اللہ
کے نزدیک کوئی چیز اوس عالم سے بدتر نہین ہے جو پاس حاکم کے جاوے ابوذر غفاری نے سلمہ
سے کہا تو پادشاہون کے دروازون پر نجانا اسلیئے کہ تجھکو اونکی دنیا مین سے جبھی کچھہ ملیگا
کہ جب تیرے دین مین سے وہ اوس سے بہتر لے لینگے غرضکہ علماء کے لیئے یہ ایک بڑا فتنہ ہے اور شیطان
کا ایک قوی ذریعہ ایک علامت علماء آخرت کی یہ ہے کہ فتوی دینے مین جلدی نکرے بلکہ جبتک
بچ سکے بچے ہان اگر کوئی ایسا مسئلہ پوچھے جسکو قرآن یا حدیث صحیح یا اجماع یا قیاس ظاہر جکے

جانتا ہو تب البتہ حکم بتا دے اور اگر ایسا مسئلہ پوچھے جسمین شک ہو تو کہدے کہ مجھے معلوم
نہین اور اگر ایسا مسئلہ پوچھے جسکا حکم غالباً اجتہاد سے معلوم ہے تو اوسمین احتیاط کرے
کیونکہ اجتہاد کا خطر اپنی گردن پر رکھنا بہت بڑا ہے شعبی نے کہا لا ادری نصف علم ہے
صحابہ واکابر کی عادت یہی تھی ابن عمر رضی اللہ عنہ سے جب کوئی فتوی پوچھتا کہتے پاس
حاکم کے جاؤ جو لوگونکے امر کا کفیل ہے اور اس مسئلے کو اوسکی گردن پر رکھدو ابن مسعود کہتے ہین
جو شخص لوگون کو ہر ایک مسئلے مین فتوی دے وہ بیشک مجنون ہے بعض اکابر نے کہا عالم وہ ہے
کہ جب کسی مسئلہ کو اوس سے دریافت کیا جائے تو اوسے یہ معلوم ہو کہ گویا میری ڈاڑھ
نکالی جاتی ہے ابن عمر نے فرمایا تم لوگ یہ چاہتے ہو کہ ہمکو پل بناؤ اور اوسپر سے دوزخ کیطرف عبور
کرو ابراہیم تیمی سے جب کوئی مسئلہ پوچھتا تو روتے اور فرماتے کہ تمکو کوئی دوسرا نہ ملا
کہ مجھپر چڑہائی کی دیکھو اس زمانہ مین علماء کا معاملہ کیسا اولٹا ہو گیا ہے کہ جس چیز سے پہلے لوگ
بھاگتے تھے وہ اب مطلوب ہو گئی اور جو مطلوب تھے اوس سے نفرت کرنے لگے ایک علامت
علماء آخرت کی یہ ہے کہ علم باطن کے سیکھنے اور دل کی نگرانی وطریق آخرت کے پہچاننے اور
اوسپر چلنے کا زیادہ اہتمام رکھے اور مجاہدہ ومراقبہ سے ان امور کے حقایق معلوم کرنے کی امید
صحیح کرے اسلئے کہ مجاہدہ سے مشاہدہ اور باریکیان علوم دل کی پیدا ہوتی ہین پھر اونسے
حکمت کے چشمے اندر دل کے پھوٹتے ہین کتابین وتعلیمین اس باب مین کافی نہین ہین

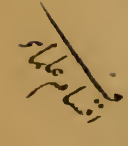
به هیچ کار کتب خوا نیت نمی آید	ز جمع خاطر خود نسخهٔ فراهم کن
جراحتی بدلت گر رسیده ست ای درد	تو از گداختن خویش فکر مرهم کن

آدمی اگر مجاہدہ کرے اور دل کا نگران رہے اور اعمال ظاہر وباطن بجالای اور خلوت مین سامنے
اللہ کے حضور دل وفکر صافی سے بیٹھے اور ماسوا سے اوسیکی طرف ٹوٹ کر آجای تو حکمت بعید
وحساب اوسکے دلپر مفتوح ہو جاتی ہے الہام کی کُنجی کشف کا چشمہ یہی ہے حدیث النبی مین
رفعًا آیا ہے من عمل بما علم ورثہ اللہ علم ما لم یعلم رواہ ابو نعیم بسند ضعیف

اگرادراک اہل دل کے دل کا علم ظاہر پر حاکم و غالب نہوتا تو حضرت یون نفرماتے استفت قلبک
ولوافتاک المفتون رواہ احمد عن وابصہ حدیث قدسی مین بروایت ابو ہریرہ فرمایا ہے
لایزال العبد یتقرب الی بالنوافل حتی احبہ فاذا احببتہ کنت سمعہ الذی یسمع بہ
الحدیث آدمی تین قسم ہین ایک عالم ربانی دوم طالب علم بطور نجات سوم بیوقوف سفلے کہ ہر داعی
الی الباطل کے تابع ہوجاتے ہین جدہر کا جھونکا چلا اودہرہی پھر گئے ایک علامت علماء آخرت
کی یہ ہے کہ تقویت یقین مین کثیر التوجہ ہو اسلئے کہ یقین دین کا راس المال ہے تھوڑا سا یقین
بہت سے عمل سے بہتر ہوتا ہے اللہ نے قرآن مجید مین بذکر موقنین اشارہ فرمایا ہے کہ یقین
خیرات وسعادت کا ذریعہ ہے اہل کلام شک نہونے کو یقین کہتے ہین پس جو تصدیق و معرفت حقیقی
دلیل سے حاصل ہو کہ جسمین نہ خود شک ہو اور نہ دوسرے کا شک مین ڈالنا متصور ہو تو جب
اوسمین شک کا ہونا اور ہوسکنا دونون نہون تب وہ نزدیک اہل مناظرہ وکلام کے یقین کہلاتا
ہے اسمین تفاوت ضعف وقوت کا نہین ہوتا اور فقہاء وصوفیہ وعلماء کا قول یہ ہے کہ جب نفس
کسی چیز کی تصدیق پر مائل ہو اور یہ تصدیق اوسکے دلپر اسطرح غالب ومستولی ہوجای کہ نفس مین
اوسیکا حکم وتصرف ہو اور اوسیکی وجہ سے رغبت اچھی چیز کی اور امتناع بری چیز سے ہو تو اس
حالت کو یقین کہتے ہین اور اس قول پر یقین کی صفت قوت وضعف کے ساتھ ہوسکتی ہے
ہماری غرض یقین سے علامات علماء آخرت مین وہ ہے جو دونون اصطلاح کے موافق ہو رہی
یہ بات کہ وہ کون چیزین ہین جنمین یقین مطلوب ہوتا ہے اور محل یقین کیا ہین سو یقین کے محل
وہ چیزین ہین جو اللہ کے انبیاء ورسل اول سے آخر تک لائے ہین کیونکہ یقین ایک معرفت مخصوص
کا نام ہے اور اوسکے متعلق وہ معلومات ہین جنکو شریعتین لائی ہین لکن اونکے شمار کرنیکی ہوس
نہین ہوسکتی ہان اونمین سے بعض باتین بتائے دیتے ہین جو اصول ہین محل یقین کے ایک
توحید ہے یعنی تمام اشیاء کو مسبب الاسباب کیطرف سے سمجھنا اور درمیانی وسیلون پر التفات نکرنا
بلکہ وسائل کو فرمان بردار الہی سمجھنا اور اونکا کچھہ اثر نجاننا تو جو شخص ان امور کی تصدیق کرے گا

وہ موحد ہوگا پھر اگر اس تصدیق کے ساتھہ دل سے شک بھی جاتا رہیگا تو بموجب اصطلاح اول کے
موقن ہوگا اور اگر ہمراہ ایمان کے تصدیق اسطرح غالب ہوگئی اور جمگئی ہے کہ درمیانی چیزون پر غصہ
ہونا یا اونسے راضی ہونا اور اونکا شکور ہونا دل سے دور ہوگیا ہے تو موافق دوسری اصطلاح کے
اہل یقین ہوگا اور یہ یقین اشرف ہے اور پہلے یقین کا ثمرہ و فائدہ و روح ہے جب آدمی کے نزدیک
ثابت ہوگیا کہ سورج چاند ستارے جمادات نباتات حیوانات اور ساری مخلوقات و کائنات مسخر
امر خدا ہین جیسے قلم ہاتھہ مین کاتب کے اور سبکے مصدر قدرت ازلی ہے تو اوسکے دلپر توکل و رضا و تسلیم
کا غلبہ ہوجائیگا اور غضب و کینہ و حسد و بدخلقی سے بری و پاک رہیگا ایک محل یقین کا تو یہ ہے دوسرا
محل یہ ہے کہ اللہ نے جو اس آیت مین وما من دابة فی الارض الا علی اللہ رزقہا رزق کی کفالت فرمائی ہے اوسپر
یقین و اعتماد کرے کہ یہ رزق ضرور پہنچیگا اور جتنا میری قسمت مین ہے وہ میرے پاس بھیجدیا جائیگا جب یہ بات
دلپر غالب ہوجائیگی تو طلب رزق بطور شرعی کریگا اور جو چیز اوس سے فوت ہوجائیگی اوس پر
افسوس نکرے گا نہ دامن حرص و طمع کا پھیلائیگا اور اس یقین سے بھی کچھہ طاعات و اخلاق
حسنہ ظاہر ہونگی تیسرا محل یہ ہے کہ دلپر مضمون اس آیت کا غالب ہوجاے فمن یعمل مثقال
ذرة خیرا یرہ و من یعمل مثقال ذرة شرا یرہ یعنی ثواب و عذاب کا یقین ہو یہانتک کہ یہ سمجھے
کہ طاعات کو ثواب سے ایسی نسبت ہے جیسے روٹی کو پیٹ بھرنے سے اور گناہون کو عذاب
سے وہ علاقہ ہے جیسے زہرون اور سانپون کو ہلاک کرنے سے تو جیسے شکم سیری کے لئے روٹی
حاصل کرنیکا حریص ہوتا ہے اور تھوڑی بہت کتنی ہی ہو اوسکی حفاظت کرتا ہے اسیطرح طاعات
کا حریص ہو اور تھوڑی بہت طاعت سبکے بجالانے کا مشتاق اور جسطرح قلیل و کثیر زہر سے
بچتا ہے اسیطرح گناہون سے ادنی ہون یا اعلی بچتا رہے اس امر مین یقین بموجب اصطلاح
اول کے تو اکثر ایماندارون کو ہوتا ہے مگر اصطلاح ثانی کے موافق خاص مقربین کو ہوا کرتا ہے
اور اس یقین کا ثمرہ یہ ہوتا ہے کہ آدمی اپنے حرکات و سکنات و خطرات و لحظات و لفظات و
غلطات و عذرات و فجرات کو دیکھتا رہتا ہے اور اختیار تقوی مین اور اجتناب مین ہر برائی سے

مبالغہ کرتا ہے اور جتنا یہ یقین غالب ہوگا اوتنا ہی گناہون سے احتراز اور طاعات کے لئے
تیاری زیادہ ہوگی جو تہا محل یہ ہے کہ یقین کرے کہ اللہ تعالی میری ہر حال مین مجہپر مطلع ہے
اور میرے دل کے وسوسون اور خفیہ خطرون اور فکرون کو دیکہتا ہے اسبات کا یقین بموجب
اصطلاح اوّل کے تو ہر ایماندار کو ہوتا ہے یعنی کسیکو اسمین کچہہ شک نہین مگر دوسری اصطلاح کے
موافق اسکا یقین کمیاب ہے حالانکہ وہی مقصود ہے ہان صدیقین کو اس مرتبہ کا یقین ہوا
کرتا ہے اور اس یقین کا ثمرہ یہ ہے کہ انسان تنہائی مین بھی اپنے سب کامون مین ادب سے رہتا ہے
جیسے کوئی شخص کسی بادشاہ کی نظرون کے سامنے بیٹہا ہو کہ ہر وقت گردن جہکائی اپنے سب
اعمال مین ادب کا لحاظ رکہتا ہے اور ایسی حرکت سے جو مخالف ادب ہو بچتا رہتا ہے اسیطرح
جب یہ جان لیگا کہ اللہ تعالی میرے باطن پر ایسا مطلع ہے جیسے کہ لوگ میرے ظاہر پر مطلع ہوتے
ہین تو اعمال ظاہر و فکر باطن مین یکسان رہیگا بلکہ باطن کی آبادی و صفائی و زینت و پاکی
مین جو ہر دم محل نظر خدا ہے زیادہ مبالغہ کرے گا بہ نسبت ظاہر کے جسکی زینت لوگون کے لئے
کرتا ہے اس مقام یقین سے حیا و خوف و انکسار و ذلت و مسکنت و خضوع و دیگر اخلاق
عمدہ پیدا ہونگے ایک علامت علمای آخرت کی یہ ہے کہ دائم الحزن شکستہ خاطر سر بگریبان ساکت
صامت ہو صورت و لباس و سیرت و حرکت و سکون و کلام و خاموشی سے اسمین اثر خوف کا ظاہر ہو اوسکے
دیکہنے سے خدا یاد آئے ظاہر حال دلیل ہو اسکے عمل کی اللہ نے بندہ کو کوئی لباس اس سے بہتر نہین
دیا ہے کہ ہمراہ وقار کے فروتنی و خاکساری رکہتا ہو یہ لباس انبیاء و صلحاء و صدیقین کا بانا ہے
اور زیادہ بات چیت کرنا اور خوش تقریری مین پڑا رہنا اور ہنسی مین ڈوبا رہنا اور حرکت و کلام
مین تیزی کرنا یہ سب علامات ہین شیخی اور بے خوف ہونیکی عذاب عظیم و شدت غضب خدا سے
سہل تستری نے فرمایا ہے کہ عالم تین طرح کے ہین ایک وہ جو اللہ اور امر الہی سے واقف ہین مگر اوسکے
ایام سے ناواقف یہ وہ ہین جو حلال و حرام کا حکم کرتے ہین اسطرح کے علم سے خوف خدا پیدا نہین
ہوتا ہے ایک وہ کہ خدا کو جانتے ہین مگر امر و ایام خدا کو نہین جانتے یہ لوگ عوام ایماندار ہین —



سوم ایک وہ کہ خدا و امر و ایام سب کو جانتے ہین یہ لوگ صدیق ہین انہین پر خوف و فروتنی و خاکساری
و انکسار غالب ہوتا ہے مراد ایام سے وہ عقوبات پوشیدہ و انعام باطن ہین جو اگلے پچھلے قرنون
پر گزرے ہین ایسا عالم خائف و خاکسار رہتا ہے حسن نے کہا ہے کہ حلم علم کا وزیر ہے اور نرمی
اوسکا باپ اور خاکساری و تواضع اوسکا لباس جو اخلاق کلام اللہ مین آئے ہین وہ علامات علماء
آخرت ہین کیونکہ وہ لوگ قرآن پاک کو واسطے عمل کرنے کے سیکھتے ہین نہ فقط پڑھنے کے لیے ابن
عمر نے کہا ہماری عمر گزری ہمنے یہی دیکھا کہ صحابہ کو قرآن سے پہلے ایمان عطا ہوا تھا جب کوئی
سورت آتی اوسکے حلال و حرام امر و نہی کو جان لیتے اور جای توقف معلوم کر لیتے اب مین ایسے
لوگون کو دیکھتا ہون کہ اونکو ایمان سے پہلے قرآن ملتا ہے وہ الحمد سے آخر تک پڑھ جاتے ہین
پر نہین جانتے کہ اوسمین کیا حکم ہے اور کس امر سے منع کیا ہے اور کس جگہہ توقف کرنا چاہیے بعض
نے کہا پانچ خلق ہین جو علماء آخرت کی علامت ہین وہ قرآن مین مذکور ہین ایک خوف انما
یخشی اللہ من عبادہ العلماء دوم خشوع خاشعین للہ لا یشترون بایات اللہ ثمنا
قلیلا سوم فروتنی واخفض جناحک لمن اتبعک من المومنین چہارم حسن خلق فبما رحمۃ
من اللہ لنت لھم پنجم آخرت کو دنیا پر اختیار کرنا اسکو زہد کہتے ہین وقال الذین اوتوا العلم
ویلکم ثواب اللہ خیر لمن امن وعمل صالحا ابن مسعود کہتے ہین جب حضرت نے یہ آیت
پڑھی فمن یرد اللہ ان یھدیہ یشرح صدرہ للاسلام ایک شخص نے عرض کیا کہ اس
شرح سے مراد کیا ہے فرمایا نور جب دل مین ڈالا جاتا ہے تو اوسکے لئے سینہ کھلجاتا ہے کہا اسکی
کوئی پہچان بھی ہے فرمایا ہان دنیا سے علیحدہ رہنا دار پائدار کیطرف رجوع کرنا موت کے آنے
سے پہلے اوسکی طیاری کرنا رواہ الحاکم والبیہقی ایک علامت علماء آخرت کی یہ ہے کہ اکثر گفتگو
اوسکی بابت اعمال کے ہو جو امور مفسد عمل اور شورش دل ہین اور وسواس کو اوبھارتے ہین
اور شر کو اوٹھا کھڑا کرتے ہین اونکے حال سے بحث کرے رہے علماء دنیا سو وہ درپے ذکر
حکومات و مقدمات و جدل و خلاف و تفریعات کے رہا کرتے ہین جو قرون دراز تک واقع نہون

اور اگر ہون تو اونکے لیئے نہون بلکہ غیرون کے لیئے ہون اور بصورت وقوع کے اونکے بتانیوالے
بھی بہت سے ہون اور جو امور ہر دم انکے ساتھ ہین اور راتدن اونکے خطرات و وساوس
و اعمال مین لگاتار ہوتے رہتے ہین اونکو چھوڑ بیٹھتے ہین یہ بڑا بھاری ٹوٹا ہے غرضکہ دل کے
مقامات و احوال پر نظر رکھنا علماء آخرت کا شیوہ ہے کیونکہ ساعی طرف قرب خدا کے دل ہی
ہوتا ہے مگر اب یہ علم پرانا ہو کر کمیاب بلکہ مفقود ہوگیا ہی اور اگر اتفاقاً کوئی اسکے درپے ہوتا ہے
تو لوگ تعجب کرتے ہین اور بعید جانتے ہین بصرہ مین ایکسو بیس واعظ تھے جو پند و نصیحت
کرتے اونکے وعظ مین بے گنتی لوگ جمع ہوتے علم یقین و احوال دل و صفات باطن کے واعظ
فقط تین تھے سہل تستری و صبیحی و عبد الرحیم اونکے وعظ مین دس آدمی سے زیادہ نہوتے کیونکہ
اہل عمدہ و نفیس شئے کے خاص ہی لوگ ہوا کرتے ہین اور جو چیز عوام کو دیجاتی ہے اوسکے
خواستگار بہت ہوتے ہین ایک علامت عالم آخرت کی یہ ہے کہ اپنے علوم مین اپنی بصیرت
و صفاء دل و صحت ادراک پر اعتماد کرے نری کتب و صحت پر معتمد نہو اور نہ اوس چیز پر جو دوسرے
سے سُنی ہے تقلید کے لیئے فقط صاحب شریعت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بس ہین ہر امر و نہی
مین آپ ہی کا مقلد ہو سیرت صحابہ پر چلے اور جسکے دل سے پردہ اوٹھہ گیا ہے اور سینہ اوسکا
نور ہدایت سے چمکنے لگا وہ خود پیشوا ہو جاتا ہے اوسکو نچاہیئے کہ وہ دوسرے کی تقلید کرے اسی
جگہہ سے ابن عباس نے کہا ہے کہ سوای حضرت کے کوئی شخص ایسا نہین ہے جسکی ساری
باتین مان لی جائین بعض مان لی جاتی ہین اور بعض مانی نہین جاتین غرضکہ غیر کی سُنی بات
پر اعتماد کرنا ایک ناپسند تقلید ہے اسیطرح ہر کتاب پر اعتماد کرنا زیادہ تر بعید ہے ہجرت سے ایکسو بیس
برس کے بعد قاعدہ تصنیف کا نکلا ہے امام احمد امام مالک پر موطا بنانے مین انکار کرتے تھے
اور کہتے کہ جو بات صحابہ نے نہین کی اوسکو تم مت پیدا کرو چوتھے قرن مین علم کلام و جدل و مقالات
کا جوش خروش ہوا اوسوقت سے علم یقین کم ہونے لگا اور بعد کو تو یہ حال ہوا کہ علوم دل
و صفات نفس کا حال دریافت کرنا اور مکائد شیطان اور مصائد ابلیس کا جاننا ایک عجیب

بات ہوگئی سب لوگون نے اسطرفسے مُنہ پھیر لیا ایک علامت عالم آخرت کی یہ ہے کہ بدعات ومحدثات سے بہت بچے گواوسپر تمام عوام نے اتفاق کر لیا ہو جو چیز بعد صحابہ کے نئی ہوئی ہے اوسپر اتفاق جمہور سے مغالطہ نکہائے بلکہ حالات وسیرت و اعمال صحابہ کی جستجو کا حریص رہے اور یہ معلوم کرے کہ اونکی ہمت کن باتون مین زیادہ مصروف تھی درس تصنیف مناظرہ قضا افتاء ولایت اوقاف واموال یتامی امانت وصایا و ملاقات سلاطین مین یا خوف و اندوہ وفکر ومجاہدۂ ظاہر ومراقبۂ باطن واجتناب کبائر ذنوب وحفظ نفس مین شہوات پوشیدہ وحیلہای شیطان سے یہ بات قطعاً جان لو کہ سب سے زیادہ لوگونمین عالم وقریب الحق وہی شخص ہے جو مشابہ صحابہ کے ہو اور طریق اکابر سلف سے واقف ہو کیونکہ دین اونہین لوگون سے لیا گیا ہے آسجگہہ غزالی رح نے بیان مین بدعت ورد بدعت کے نقل اخبار وآثار کلام نفیس کیا ہے جیسے تزئین مساجد وزخرفت عمارت کہ یہ ایجاد حجاج بن یوسف ہے ورنہ پہلے مسجدونمین بوریون کا بچھانا بھی بدعت گنا جاتا تھا یا جیسے شغل علم مناظرہ وجدل وخلاف ہمراہ قرآن اور اذان مین راگ کی سی آواز بنانا یا مبالغہ صفائی مین اور وسوسہ طہارت مین کرنا مگر اکل حرام مین متساہل ہونا الی غیر ذالک صحیحین مین عائشہ سے رفعاً آیا ہے من احدث فی امرنا ھذا ما لیس منه فہو رد بعض سلف نے کہا ہے کہ جس بات مین سلف نے گفتگو کی ہے اوس سے سکوت کرنا ظلم ہے اور جس بات سے اونہون نے سکوت کیا ہے اوسمین گفتگو کرنا تکلف ہے قال تعالیٰ وذروا الذین اتخذوا دینهم لعبا ولهوا وقال تعالیٰ افمن زین له سوء عمله فراٰه حسنا یہ آیت دلیل ہے رد بدعت حسنہ پر جو چیز بعد صحابہ کے پیدا ہوئی ہے اور وہ بمقدار ضرورت وحاجت سے زیادہ ہے وہ لہو ولعب مین داخل ہے وقال تعالیٰ ولا تطع من اغفلنا قلبه عن ذکرنا واتبع هواه وکان امره فرطا عوام گناہگار علماء دنیا دار سے اچھے ہین اسلئے کہ اپنی تقصیر وخطا کا اقرار کرکے توبہ واستغفار کرتے ہین اور یہ جاہل جو آپکو عالم

خیال کرتا ہے وہ اونہین علوم مین مشغول رہتا ہے جو دنیا کے وسیلے اور طلب جاہ و مال کے
ذریعے ہین اور سلوک طریق دین سے غافل عاطل ذاہل رہکر نہ توبہ کرتا ہے نہ استغفار بلکہ
مرتے دم تک اوسی اپنے دُہن مین لگا رہتا ہے کبھی شمس العلماء کہلاتا ہے اور کبھی سلطان
الفضلاء دیندار محتاط کے لیئے طریق اسلم یہی ہے کہ ایسے مولویون سے جدا ہوکر گوشہ مین
بیٹھہ رہے ہم اللہ سے شیطان ونفس کے مکائد ومصائد سے پناہ مانگتے ہین اور یہ درخواست
رکہتے ہین کہ ہمکو اون لوگونمین سے کردے کہ جو ابلیس مکار کے دہوکے ومغالطے مین نہین
آتے ہین وما ذالک علیہ بعزیز یہ سب بارہ علامتین ہین علماء آخرت کی غزالی نے
انکو بہت بسط سے لکہا ہے ہمنے فقط اشارات پر اکتفا کیا اسکے بعد کلام حقیقت وانواع عقل
پر کیا ہے اسلیئے کہ عقل ہی کیوجہ سے انسان اور حیوانات وبہائم سے امتیاز رکھتا ہے۔
لوکنا نسمع او نعقل ما کنا فی اصحاب السعیر یہ بیان بھی ماخوذ ہے ادلہ شرعیہ سے پہلے
ذکر بزرگی عقل کا کیا ہے پھر اوسکی حقیقت وقسمین بتائی ہین پھر یہ کہا ہے کہ عقل لوگونمین
کم زیادہ ہوتی ہے مراد ہماری عقل سے اسجگہ عین الیقین ونور ایمان ہے یعنی وہ صفت باطنی
جس سے کہ آدمی چوپایون سے ممتاز ہوتا ہے یہانتک کہ اوسیکی وجہ سے حقائق امور معلوم
کرتا ہے وہذا آخر باب العلم والحمد للہ اولاً وآخراً۔

باب اوّل بیان مین بناء اوّل اسلام کے

پہلے یہ بات گزر چکی ہے کہ بنیاد دین اسلام کی پانچ ہین پہلی بنیاد شہادت کلمہ طیبہ ہے یعنی کہنا
لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا سچے دل وزبان سے جس نے اسکی گواہی دی وہ
ایک رکن اسلام کا پانچ رکنونمین سے بجالایا پہلا جملہ اس شہادت کا متضمن ہے توحید پر دوسرا
رسالت پر بیان مفصل انکا کتاب حضرات التجلی وکتاب دین خالص اور کتاب ردّ الاشراک وکتاب
تقویۃ الایمان اور کتاب دعایۃ الایمان اور رسالہ تطہیر الاعتقاد عن درن الالحاد اور رسالہ

اوّل وصیہ

در نضید فی احکام التوحید وکتب ورسائل شیخ الاسلام ابن تیمیہ وحافظ ابن القیم ومقریزی وغیرہا مین موجود ہے یہ اُردو عربی کی کتابین بحمدہ تعالیٰ اس عہد مین طبع ہوکر شایع ہوچکی ہین اور خاص ابواب اصول دین یعنی عقائد مین رسالۂ احتواء ورسالۂ فتح الباب و رسالۂ سائق العباد ورسالۂ قطف الثمر ورسالۂ البغیۃ الرائد ورسالۂ انتقاد رجیح وترجمہ عقائد صابونی وغیرہا مروج ومیسر ہین وللہ الحمد لکن اسجگہہ نفس مسائل عقائد کو کلام حجۃ الاسلام غزالی رح سے بطور انتخاب مختصر کرکے لکہا جاتا ہے تفصیل اسکی حوالۂ صحائف مذکورہ ہے سو توحید مین یہ باتین چاہئین آیک وحدانیت یعنی یہ جاننا کہ اللہ پاک اپنی ذات مین اکیلا ہے کوئی اوسکا شریک نہین یکتا ہے کوئی اوس جیسا نہین صمد ہے کوئی اوسکا مقابل نہین نرالا ہے کوئی اوسکے جوڑ کا نہین قدیم وازلی ہے جسکا اول وابتدا نہین ہمیشہ کو قائم ابدی ہے جسکا آخر وانتہا نہین قیوم ہے کہ اوسکو انقطاع نہین دائم ہے کہ اوسکو کبھی فنا نہین ہمیشہ سے جسطرح کہ متصف بصفات کمال ہے اوسیطرح ہمیشہ تک رہیگا وہی سب سے اول ہے اور وہی سب سے پیچھے اور وہی ظاہر اور وہی باطن دوم تنزیہ ہے یعنی یہ اعتقاد کرنا کہ اللہ ساری صفات مخلوقات سے پاک ہے نہ کوئی چیز اوسکی سی ہے اور نہ وہ کسی چیز کا سا نہ کسی نے اوسکو جنا اور نہ اوسنے کسی کو جنا نہ اوسکے جوڑ کا کوئی ہے اور نہ وہ کسی کے جوڑ کا نہ وہ کسی شئے کے اندر اوترے اور نہ کوئی شئے اوسکے اندر گہس سکے وہ عرش کے اوپر ہے جسطرح خود اوسنے فرمایا ہے اور جو مطلب اسکا اوس نے رکھا ہے استواء معلوم ہے کیف مجہول ہے سوال کرنا اس حال سے بدعت ہے خوض کرنا مسئلہ جملہ صفات مین خلاف سنت ہے سلف ساری صفات پر مطابق ظاہر الفاظ حدیث وقرآن کے ایمان لائے تھے غور کرنیسے اوسکی کیفیات وحقایق مین عافیت مین تھے خلف نے صفات کی تاویل کی یہ کچہہ اچھا نہین کیا تفویض مین سلامتی ہے یہی طریقہ سارے اکابر محدثین وفقہاء مجتہدین وصوفیۂ عارفین کا تھا کہ وہ نہ انکار صفت کرتے تھے اور نہ تاویل

تنزیہ

مین پڑتے اسلیئے کہ تاویل ایک فرع ہے تکذیب کی بلکہ یہ کہتے تھے کہ وہ اپنی ذات سے عالی
فایق مستوی علی العرش بائن سارے خلق سے ہے معہذا ہر چیز سے قریب اور بندہ کی
رگ گردن سے بھی زیادہ نزدیک ہے مکان وزمان کے بننے سے پہلے جسطرح موجود تھا
اب بھی وہ ویسا ہی ہے اپنے اوصاف ونعوت مین اپنے مخلوق سے جُدا ہے نہ اوسکی
ذات مین اوسکے سوا دوسرا اور نہ کسی دوسرے مین اوسکی ذات فنا وزوال سے پاک ہے
سونے اور اونگھنے سے صاف سب اوسکے محتاج ہین وجود وبقا مین وہ کسی کا محتاج نہین
ہے جنت مین اپنی دولت دیدار ولذت رویت کے پورا کرنیکے لئے اپنی ذات پاک کو آنکھون
سے دکھائیگا اسیکا نام فوز عظیم ہے اور رزق کریم اللهم ارزقنا سوم حیات وقدرت یعنی
یہ عقیدہ رکھنا کہ اللہ تعالی زندہ وقادر ہے اور جبار وقاہر نہ اوسکو ماندگی لگے نہ قصور نہ
غفلت ہو نہ خواب نہ موت اوسپر آوے اور نہ فوت وہی صاحب ملک وملکوت ہے اور
مالک عزت وجبروت خلق وامر وقہر وسلطان سب اوسیکا ہے آسمان اوسکے دہنے ہاتھ مین
لپیٹے ہوئے ہین اور سب مخلوقات اوسکی مٹھی مین ہے خلق واختراع مین نرالا ہے ایجاد
وابداع مین یکتا ہے اوسی نے خلق اور اعمال خلق کو پیدا کیا ہے اور اونکے رزق وموت
کا اندازہ مقرر فرمایا ہے کسی کو زیادہ رزق دیا اور کسیکو کم کسی کو زیادہ جلایا اور کسی کو تھوڑا
کوئی شئے قدرت کی اوسکے قبضہ سے باہر نہین ہے اور نہ اوسکی قدرت کی چیزون کا
احصاء ہو سکتا ہے اور نہ اوسکی معلومات کا انتہاء چہارم علم یعنی یہ جاننا کہ وہ سبحانہ وتعالی
سارے جہان کی معلومات کو جانتا ہے زمین کی تہون سے لیکر آسمانون کے اوپر تک جو کچھ
ہوتا ہے اور ہوگا سب پر علم اوسکا محیط ہے ایک ذرہ بھر بھی اوسکے علم سے آسمانون اور زمین
مین چھپا نہین ہے بلکہ اندہیری رات مین سخت پتھر پر چونٹی کے رینگنے کو اور ہوا کے بیچ مین ذرہ
کے اوڑنے کو جانتا ہے چھپی کھلی بات سامنے اوسکے یکسان ہے دلون کے وسوسون اور خطرون
کی حرکات اور باطن کے چھپے اسرار اور پوشیدہ ضمائر پر آگاہ رہتا ہے یہ علم اوسکا قدیم ازلی

سوم حیات وقدرت

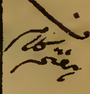
چہارم علم

پنجم ارادہ

ہے جس سے وہ ازل الآزال مین موصوف بہ نعت کمال تھا پنجم ارادہ یعنی یہ اعتقاد کرنا کہ اوسنے
تمام کائنات کو اپنے ارادہ سے بنایا ہے اور نو پیدا چیزون کا منتظم وہی ہے ملک وملکوت مین جو کچھہ
تھوڑا یا بہت چھوٹا یا بڑا خیر یا شر نفع یا ضر ایمان یا کفر طاعت یا گناہ معرفت یا جہالت کامیابی
یا محرومی زیادتی یا کمی ہوتی ہے وہ سب اوسی کے حکم وتقدیر وحکمت ومشیت سے ہوتی
ہے کہ جس چیز کو چاہا وہ ہوئی جسکو نچاہا وہ نہوئی کسی پلک کا جھپکنا یا کسی خطرہ کا ناگہان آنا
باہر اوسکے ارادہ سے نہین ہوتا ہے بلکہ وہی مبدی ہے وہی معید جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے
کوئی اوسکے حکم کا روکنے والا نہین اور نہ کوئی اوسکی قضا کا پیچھے ڈالنے والا اور نہ بجز اوسکے
توفیق ورحمت کی کسی بندہ کو اوسکی نافرمانی سے جای گریز ہے اور نہ سوا اوسکے مشیت
وارادہ کے کسی شخص کو کسی طاعت کی طاقت ہے اگر سب انسان وجن وفرشتے وشیطان
متفق ہوکر بدون اوسکے ارادے وخواہش کے کسی ایک ذرہ کو حرکت یا سکون دیا چاہین
تو کبھی اونسے یہ نہوسکے یہ ارادہ مع جملہ صفات اوسکی ذات سے قائم ہے ازل مین وجود
اشیاء کو جن اوقات مین مقرر فرمایا تھا ویسے ہی اپنے وقت مین بغیر آگے پیچھے موجود
ہوئین بلکہ موافق اوسکے علم وارادہ کے بغیر کسیطرح کے تبدل وتغیر کے انتظام جملہ امور کا اسطرح
فرمایا کہ نہ اوسمین نوبت ترتیب افکار کی آئی اور نہ انتظار تاخیر کا ہوا ولہذا کوئی حال اوسکو
دوسرے حال سے غافل نہین کرتا ہے ششم سننا دیکھنا ہے یعنی یہ اعتقاد کرنا کہ اللہ تعالی

ششم سننا دیکھنا

سمیع وبصیر ہے کوئی سننے کی چیز کیسی ہی خفیہ ہو اور دیکھنے کی چیز کیسی ہی باریک ہو اسکے سننے اور
دیکھنے سے بچ نہین رہتی نہ دوری اوسکے سننے کی مانع ہو اور نہ تاریکی اوسکے دیکھنے کی مزاحم
یہ صفت سمع وبصر کی صفت علم سے علیحدہ صفات ہین ہفتم کلام یعنی اللہ تعالی کلام کرنیوالا



ہے اپنے کلام ازلی قدیم سے جو اوسکی ذات کے ساتھہ قائم ہے امر ونہی ووعدہ ووعید وترغیب
وترہیب فرماتا ہے اوسکا کلام خلق کے کلام کے مشابہ نہین ہے بلکہ سب سے جداگانہ ہے قرآن
وتوریت وانجیل وزبور اوسکی کتابین ہین جو اوسکے انبیاء علیہم السلام پر اوتری ہین قرآن

زبانون سے پڑہا جاتا ہے اوراق پر لکہا جاتا ہے دلونمین محفوظ ہے منعہذا قدیم ہے اور اوسکی
ذات پاک کے ساتہہ قایم ہے حضرت موسیٰ نے اوسکا کلام سُنا تھا جسطرح کہ ابرار اوسکو
آخرت مین دیکھینگے غرضکہ وہ زندہ و عالم و قادر و مرید و سمیع و بصیر و متکلم فقط اپنی ذات ہی سے
نہین ہے بلکہ حیات و قدرت و علم و ارادہ و سمع و بصر و کلام سے ہے ہشتم افعال یعنی یہ اعتقاد
کرنا کہ جو چیز سوا اللہ کے موجود ہے وہ اوسی کے فعل سے حادث اور اوسیکے عدل سے فیضیاب
ہے اور سب سے اچھی طرح اور اتم و اعدل طور پر ظاہر ہوئی ہے وہ اپنے افعال مین حکیم ہے
اور اپنے احکام مین عادل اوسکا عدل بندون کا سا عدل نہین ہے اسلئے کہ بندے سے ظلم
متصور ہے کہ غیر کے ملک مین تصرف کرے اور اوسکے پاس غیر کے ملک ہی نہین ہے کہ اوسکے حق
مین ایسا تصور ہو سکے انسان جن فرشتے شیطان آسمان و زمین حیوان سبزہ جماد جوہر عرض
مدرک محسوس جو کچہہ سوا اللہ کے ہے وہ سب حادث ہے اوسنے اپنی قدرت سے سب کو
پردۂ نیستی سے نکالکر ہست کیا ہے کیونکہ ازل مین وہ اکیلا موجود تھا کوئی دوسرا اوسکے ساتہہ نہ تھا
پھر اپنی قدرت کے ظاہر کرنے اور ارادۂ سابق کے ثابت کرنے کے لئے خلق کو پیدا کیا یہ نہین کہ
اوسکو طرف خلق کے حاجت ہو اس خلق و اختراع و تکلیف مین محض فضل کرتا ہے نہ یہ کہ
اوسپر یہ امور واجب ہون اور انعام و اصلاح مین فقط جود فرماتا ہے نہ یہ کہ یہ امر اوسکے ذمہ لازم
ہو غرضکہ فضل و احسان و نعمت و منت سب اوسی کو زیبا ہے کیونکہ اوسکو یہ قدرت تھی کہ اپنے
بندون پر طرح طرح کے عذاب ڈالدیتا اور اونکو انواع مصائب و اقسام آلام مین مبتلا کرتا
اور یہ سب کام اوس سے عدل ہی کے طور پر ہوتے نہ بُرے ہوتے نہ ظلم مگر اوس نے
اپنے ایماندار بندون کو طاعات پر اپنے کرم و فضل سے وعدہ ثواب کا دیا ہے نہ بندہ کے
استحقاق اور اپنے اوپر لازم و واجب ہونے کے سبب سے کیونکہ اوسپر کوئی فعل واجب نہین ہے
اور نہ اوس سے ظلم متصور ہو سکتا ہے اور نہ کسی کا اوسپر کوئی حق واجب ہے بلکہ اوسیکا حق
طاعتون مین خلق پر واجب ہے اوسی لئے اپنے پیغمبرون کی زبانون سے واجب کیا ہے

ہشتم افعال

نہ فقط عقل کی راہ سے واجب ہوا ہے رسولون کو بھیجا اونکا سچ معجزون سے ظاہر کیا اونہون
نے اوسکا امر ونہی و وعد و وعید خلق کو پہنچایا اسلئے خلق پر رسولون کا پہچاننا اور جو احکام
وہ لائے ہین اونکا ماننا واجب ہے انتہی سو جو کوئی سچے دل سے یہ سارے اعتقادات رکہتا ہے اور
شکوک سے بری ہوکر یقین کامل ان امور پر لایا ہے وہ موحد ہے اسی توحید پر وعدہ مغفرت
و دخول جنت کا آیا ہے جو مومن مسلم اس کلمہ پر مریگا وہ بہشت مین جائیگا عثمان رضی اللہ
عنہ نے رفعًا کہا ہے من مات وھو یعلم انہ لا الہ الا اللہ دخل الجنۃ رواہ مسلم
عبادہ بن صامت کا لفظ مرفوع یہ ہے من شہد ان لا الہ الا اللہ وان محمدًا رسول اللہ
حرم اللہ علیہ النار رواہ مسلم جابر کہتے ہین حضرت نے فرمایا ہے دو چیزین واجب
کرنیوالی ہین پوچھا گیا فرمایا ایک یہ کہ جو مرا اور وہ شریک کرتا تھا ساتھہ اللہ کے کوئی شئے
تو داخل ہوگا دوزخ مین اور جو مرا اور وہ شریک نکرتا تھا ساتھہ اللہ کے کسی شئے کو تو داخل
ہوگا بہشت مین رواہ مسلم حدیث طویل ابو ہریرہ مین فرمایا ہے من لقیت یشہد ان
لا الہ الا اللہ مستیقنا بہا قلبہ بشرہ بالجنۃ رواہ مسلم مراد استیقان سے اسجگہ
وہی یقین ہے جسکا ذکر اوپر گزر چکا ہے حدیث معاذ بن جبل مین شہادت لا الہ الا اللہ کو مفاتیح
جنت کہا ہے رواہ احمد وہب بن منبہ کہتے ہین ولکن لیس مفتاح الا ولہ اسنان فان
جئت بمفتاح لہ اسنان فتح لک والا لم یفتح لک رواہ البخاری فی ترجمۃ باب
مراد اسنان سے اسجگہہ اعمال صالحہ ہین اسکی تفصیل دوسری حدیث معاذ بن جبل
مین رفعًا یون آئی ہے من لقی اللہ لا یشرک بہ شیئًا ویصلی الخمس ویصوم رمضان
غفر لہ الحدیث رواہ احمد اس حدیث مین ذکر زکوۃ وحج کا اسلئے نہین کیا ہے کہ زکوۃ
بعد تمام سال کے بصورت وجود مال کے واجب ہوتی ہے اسیطرح حج تمام عمر مین بصورت
استطاعت کے ایکبار فرض ہے اور اکثر لوگ قدرت زکوۃ و حج پر نہین رکہتے ہین بخلاف
نماز و روزہ کے کہ اسپر ہر مکلف قادر ہوتا ہے ولہذا حدیث بنی الاسلام علی خمس مین

اِن چاروں چیز کا نام لیا ہے اور حدیث عباس بن عبد المطلب مین فرمایا ہے ذاق
طعم الایمان من رضی باللہ ربا و بالاسلام دینا و بمحمد صلعم رسولا رواہ
مسلم ابو ہریرہ کہتے ہین ایک گنوار آیا کہا ای رسول خدا مجھے ایسا کام بتاؤ کہ جب
مین وہ کام کرون تو جنت مین جاؤن فرمایا عبادت کر تو اللہ کی شریک نکر ساتھ اوسکے
کوئی شئے اور قائم رکھہ نماز فرض اور دے زکوۃ فرض اور روزہ رکھہ رمضان کا اوسنے
کہا واللہ مین نہ اسپر کچھہ زیادہ کرونگا اور نہ اس سے کچھہ کم فرمایا جسکو یہ بات خوش آئی
کہ وہ ایک مرد بہشتی کو دیکھے تو وہ اس شخص کیطرف نظر کرے متفق علیہ حدیث ابن عباس
مین آیا ہے کہ وفد عبد القیس سے فرمایا تھا تم جانتے ہو کہ ایمان لانا نرے اللہ پہ کیونکر
ہوتا ہے کہا اللہ و رسول جانین فرمایا شہادۃ ان لا الہ الا اللہ وان محمدا رسول اللہ
واقام الصلوۃ وایتاء الزکوۃ وصیام رمضان الحدیث متفق علیہ واللفظ للبخاری
انس کہتے ہین معاذ سے فرمایا تھا ما من احد یشھد ان لا الہ الا اللہ وان محمدا
رسول اللہ صدقا من قلبہ الا حرمہ اللہ علی النار الحدیث متفق علیہ اور
حدیث ابوذر مین ارشاد کیا ہے ما من عبد قال لا الہ الا اللہ ثم مات علی ذلک الا
دخل الجنۃ اوسپر ابوذر نے عرض کیا کہ وان زنی وان سرق فرمایا ہان علی رغم انف
ابی ذر تب سے جب کبھی ابوذر روایت اس حدیث کی کرتے کہتے وان رغم انف ابی ذر
متفق علیہ یہ حدیث بشارت ہے واسطے تائبین کے اس سے بڑہکر حدیث عبادہ بن صامت
ہے جسمین یون ارشاد کیا ہے من شھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ وان محمدا
عبدہ و رسولہ وان عیسی عبد اللہ و رسولہ وابن امتہ وکلمتہ القاھا الی مریم
وروح منہ والجنۃ والنار حق ادخلہ اللہ الجنۃ علی ما کان من العمل متفق علیہ
یعنی خواہ اچھا عمل ہو خواہ برا تھوڑا ہو یا بہت ایک نہ ایک دن نار سے نجات ہو کر بطفیل
اس توحید کے جنت ملیگی و للہ الحمد دوسرے جملہ کے معنی سنو یعنی رسول کی گواہی دینا

کہ اللہ نے نبی اُمّی قریشی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تمام عرب وعجم وجن والس کیطرف رسول بناکر بھیجا ہے اور اونکی شریعت سے تمام شرائع کو منسوخ کیا ہے ۵

یتیمی کہ ناکردہ قرآن درست	کتب خانۂ چند ملت بشست

پھر آپکو تمام انبیاء پر فضیلت دی ہے اور سارے آدمیون کا سردار بنایا ہے ۵

گرانمایہ تر تاج آزادگان	گرامی تر از آدمی زادگان

پھر لاالہ الا اللہ کی توحید پر گواہی دینے کو ایمان کامل نہین مانا جبتک کہ اوسمین رسول کی شہادت نہ ملائی جائے یعنی محمد رسول اللہ کا مقر ومعترف ہو سچے دل وزبان سے اور آپکو رحمۃ للعالمین سید المرسلین خاتم النبیین شفیع المذنبین سمجھے ۵

پیش از ہمہ شاہان غیور آمدہ	ہر چند کہ آخر بظہور آمدہ
ای ختم رسل قرب تو معلوم شد	دیر آمدہ ز راہ دور آمدہ

پھر جس بات کی آپنے دنیا وآخرت کے امور مین سے خبر دی ہے اللہ نے خلق پر لازم کردیا ہے کہ آپکو اوسمین سچا جانین اور کسی بندے کا ایمان قبول نہین ہوتا جبتک کہ وہ امور مابعد الموت پر جنکی آپنے خبر دی ہے ایمان نہ لائے اون حالات مین سے اوّل منکر ونکیر کا سوال ہے یہ دونون فرشتے ہولناک مہیب صورت ہین بندے کو قبر مین روح وجسم کے ساتھہ سیدھا اوٹھا بٹھالتے ہین اور اوس سے توحید ورسالت کا سوال کرتے ہین اور کہتے ہین کہ تیرا رب کون ہے اور تیرا دین کیا ہے اور تیرا نبی کون ہے یہ دونون قبر کے امتحان لینے والے ہین اور مرنے کے بعد پہلی آزمایش یہی انکا سوال ہوتا ہے اسی لئے عذاب قبر پر ایمان لانا واجب ہے کہ وہ بیشک وشبہہ ہوتا ہے روح وجسم دونون پر حکمت وعدل کے ساتھہ جسطرح اللہ پاک کی مرضی ہوگی اوسیطرح پر ہوگا جسکے لئے وہ چاہیگا بیان مین احوال برزخ کے مستقل کتابین تالیف ہوچکی ہین رسالۂ اردو قضیۃ المقدور علی فتنۃ المقبور طبع ہوچکا ہے اجمع کتب اس باب مین کتاب شرح الصدور فی احوال القبور

وکتاب شرح برزخ ہے لکن یہ دونون عربی زبان ہین قصر الآمال فارسی ترجمہ اوسکا موجود
ہے اور بعض معاصرین نے ان کتابون کو اُردو مین جمع کیا ہے جزاہ اللہ خیرا اور رسالہ
ثمار التنکیت فارسی مین مطبوع ہوچکا ہے اپنے باب مین احسن رسائل ہے پھر میزان پر ایمان
لانا چاہیئے کہ اوسکے دو پلے ہونگے اور ایک زبانہ جسمین واسطے اوٹھانے کے ہوگا یہ پلے اتنے
بڑے ہونگے جتنے آسمان و زمین کے طبقات ہین اونہین اللہ کی قدرت سے وزن اعمال
کا کیا جائیگا اور بانٹ اوسدن ذرہ اور دانہ رائی بھر کے ہونگے تاکہ پورا پورا انصاف و عمل
کیا جائے نیکیون کے صحیفے اچھی صورت مین نور کے پلے مین ڈالے جائین گے اور جتنے درجات
اون حسنات کے نزدیک خداوند رفیع الدرجات کے ہونگے اوتنی ہی ترازو اللہ کے فضل و
کرم سے بھاری ہوگی اور بدیون کے صحیفے بُری صورت مین اندھیرے پلے مین ڈالے جائینگے
اللہ کے عدل سے ترازو ہلکی ہوجائیگی پھر یہ ایمان لانا چاہیئے کہ دوزخ کی پشت پر ایک پل
تلوار سے زیادہ تیز اور بال سے زیادہ باریک بنا ہوا ہے اوسپر سے سب کا گزر ہوگا اللہ کے حکم
سے کافرون کے پاؤن اوسپر پھسلین گے اور دوزخ مین گر جائین گے اور ایمان والون کے
پاؤن اللہ کی عنایت سے اوسپر جمین گے وہ دار القرار کو پہنچا دئے جائینگے پھر حوض کوثر کا
ماننا واجب ہے ایمانداروں کا اوسپر گزر ہوگا یہ حوض ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کا ہے مومن لوگ اوسکا پانی جنت مین داخل ہونے سے پہلے اور پل صراط سے اوترنے کے پیچھے
پیین گے جو کوئی اوسمین سے ایک گھونٹ پییگا وہ پھر کبھی پیاسا نہوگا عرض اس حوض
کا ایک مہینے کی راہ ہے پانی اوسکا دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہے اور اوسکے
آس پاس آبخورے بقدر شمار کواکب آسمان کے ہونگے اور اوسمین دو پرنالے جنت کے چشمے
سے گرتے ہین پھر ایمان لائے حساب پر لوگ حساب مین مختلف ہونگے بعضون کے ساتھ حساب مین باریکی
کیجائیگی اور بعض سے چشم پوشی اور کچھ ایسے ہونگے جو بیحساب جنت مین جائینگے یہ لوگ مقربین ہین اور اللہ تعالی
انبیاء مین سے جس سے چاہیگا سوال کریگا کہ تمنے مضمون رسالت پہنچا دیا اور کفار مین سے جس سے چاہیگا سوال

میزان

صراط

حوض

حساب

تکذیب انبیاء کا کریگا غزالی کہتے ہین ہر عتیون سے سنت کا مسلمانون سے اعمال کا سوال کریگا اسپر بھی
ایمان لائے کہ اہل توحید بعد سزا کے دوزخ سے باہر نکلینگے یہانتک کہ اللہ کے فضل و کرم سے کوئی موحد جہنم
مین باقی نرہیگا اس سے ثابت ہوا کہ اہل توحید کو خلود فی النار نہوگا پھر شفاعت پر ایمان لائے

شفاعت

اوّل انبیاء علیہم السلام شفاعت کرینگے پہر علما پہر شہداء پھر اور سب مسلمان ہر ایک کی جتنی عزت
و منزلت نزدیک اللہ کے ہوگی اوتنی ہی اوسکی سفارش منظور ہوگی لکن یہ شفاعت اللہ
کے اذن و اجازت سے ہوگی بے اوسکے اذن کے کسکا مقدور ہے کہ واسطے شفاعت کے
ہونٹھ ہلائے من ذا الذی یشفع عندہ الا باذنہ بخاری مین آیا ہے کہ حضرت نے فرمایا
فیحد لی حدا یعنی اللہ میرے لئے ایک حد شفاعت کی مقرر کردے گا یہ شفاعت حق مین
اہل کبائر کے ہوگی نہ حقمین اہل شرک کے گو دنیا مین کلمہ گو یا نماز روزہ کرنیوالے تھے اور جو
ایماندار ایسے ہین کہ اونکی سفارش کسینے نہ کی ہوگی تو اونکو اللہ اپنے فضل سے بخشدیگا اور
دوزخ سے نکالیگا دوزخ مین کوئی ایماندار ہمیشہ نرہیگا بلکہ جسکے دلمین ذرہ بھر ایمان ہوگا
وہ بھی اوسمین سے باہر نکلیگا یہ سچ ہے لیکن تحقق ایمان کا محض اللہ کی توفیق و احسان
پر موقوف ہے رب انت ولیی فی الدنیا والاخرہ توفنی مسلما والحقنی بالصالحین



پہر یہ اعتقاد کرے کہ سارے صحابہ افضل امت ہین اور اونکی ترتیب افضلیت مین اسطرح پر ہے
کہ بعد حضرت کے سب لوگوں مین افضل ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہین پھر حضرت عمر فاروق پھر
عثمان ذی النورین پھر علی مرتضی پہر بقیہ عشرہ مبشرہ پھر اہل بدر پہر اہل بیعۃ الرضوان و
ہلم جرا اور حقمین سب صحابہ کے گمان نیک رکھے اور اونکی تعریف کرے جیسے کہ اللہ و رسول نے
اونکی تعریف کی ہے اور رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ فرمایا ہے یہ سب امور ایسے ہین کہ انکا
ذکر احادیث مین آیا ہے اور آثار انکے شاہد ہین جو شخص ان امور کا معتقد و مستیقن ہوگا وہ
اہل سنت و جماعت ٹھیرے گا اور اصحاب گمراہی و اہل بدعت سے علیحدہ رہیگا ہم اللہ سے
اپنے لئے یہ دعا مانگتے ہین کہ ہمکو کمال یقین عنایت فرمائے اور اپنی رحمت کاملہ سے ہمکو دین

حق پر ثابت قدم رکھے آمین اِن عقائد کا لڑکون کو ابتداء سنِ تمیز مین سکھانا چاہیئے تاکہ وہ انکو
یاد کرلین پھر بڑے ہونے پر معنی انکے تھوڑے تھوڑے کُھلتے جائینگے غرضکہ ابتداء تو یاد کرنا ہے
پھر سمجھنا پھر اعتقاد و یقین و تصدیق کرنا اور یہ بات لڑکون مین بدون دلیل کے آجاتی ہے کیونکہ
یہ ایک اللہ کا فضل ہے انسان کے دل پر کہ اوس نے ابتداء نشو و نما مین اوسکو ایمان کیطرف
بلا حجت و برہان کے کھولدیا ہے اور اسکا انکار نہین ہو سکتا اسلیئے کہ سب عوام کے عقائد کا آغاز
نری تلقین و تعلیم ہے ہان جو اعتقاد کہ صرف تقلید سے ہوتا ہے وہ ابتداء مین کسیقدر ضعف سے
خالی نہین ہوتا یعنی اگر اوسکے دلمین اعتقاد مذکور کا خلاف ڈالدیا جائے تو اعتقاد سابق زائل
ہو سکتا ہے اسلیئے اس اعتقاد کو دلمین لڑکون اور عوام کے خوب قوت دینا چاہیئے تاکہ پختہ
ہو جائے اور جنبش نکرے اور اعتقاد کی تقویت کا طریق یہ نہین ہے کہ فن کلام و جدل کو جانے
بلکہ اوسکی راہ یہ ہے کہ قرآن کی تلاوت اور اوسکی تفسیر اور حدیث پڑھنی اور اوسکے معانی سمجھنے مین
مشغول ہو اور عبادت روزمرہ کے بجالانے مین لگے تو اس تدبیر سے جو کچھ قرآن کی دلیلین اور
حجتین اسکے کان مین پہنچینگی اور حدیث مین اونکے شاہد عدل دیکھیگا اور عبادت کے انوار سے
منور ہوگا اور صلحاء کے مشاہدہ اور اونکے پاس بیٹھنے سے متاثر ہوکر اللہ کے حضور مین اونکی فروتنی
اور مسکنت اور اوس سے ڈرنے کو دیکھیگا تو یہ سب امور اس امر کے باعث ہونگے کہ اوسکا اعتقاد
روز بروز مضبوط ہوتا جائے پھر اگر لڑکے کا اوبھار اس عقیدے پر ہوا تو اگر وہ دنیا کمانے مین
مشغول ہو جائیگا تب بھی اوسکو سوای اوس عقیدے کے اور کچھہ واضح نہوگا مگر اہل حق کا
سا اعتقاد رکھنے کی جہت سے آخرت مین سلامت رہیگا کیونکہ شرع نے اجلاف عرب کو اتنا ہی
حکم دیا ہے کہ ظاہر عقائد کے بموجب اپنی تصدیق پکی کرلین اور بحث و تفتیش اور دلیلون کو بتکلف
بنانے کا ہرگز حکم نہین کیا اور اگر شخص مذکور طریق آخرت کے چلنے والون مین ہونا چاہیگا اور توفیق
اوسکی رفیق ہوگی یہانتک کہ عملین مشغول ہوکر تقوی کے پیچھے پڑیگا اور نفس کو خواہش سے باز رکھکر
ریاضت و مجاہدہ مین مشغول ہوگا تو اوسکے لئے ہدایت کے دروازے کھلجائینگے اور ایک نور

الٰہی سے جو بہ سبب اس مجاہدہ کے اوسکے دلمین پڑیگا ان عقائد کے حقائق واضح ہوجاینگے
کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مجاہدہ کرنے پر اس نور کے دلمین ڈالنے کا وعدہ فرمایا ہے والذین جاھدوا
فینا لنھدینھم سبلنا وان اللہ لمع المحسنین اور یہ نور ایک جوہر نفیس ہے کہ صدیقین
ومقربین کے ایمان کی غایت وہی ہے رہا جدل وکلام سو امام شافعی ومالک واحمد وسفیان
ثوری اور سارے محدثین سلف قائل اوسکی حرمت کے ہین یہانتک کہ امام شافعی نے کہا کہ اگر
بندہ سوا شرک کے ہر گناہ لیکر اللہ سے ملے تو یہ بہتر ہے اس سے کہ علم کلام لیکر سامنے اوسکے جای
اور یہ بھی فرمایا ہے کہ اگر آدمیون کو معلوم ہوجای کہ علم کلام مین کتنی بدعتین ہین تو اوس سے ایسا
بھاگین جیسے شیر سے بھاگتے ہین امام احمد نے کہا ہے کہ علماء کلام بددین ہین امام مالک نے کہا
ہے اہل بدعت وہوی کی گواہی درست نہین ہے مراد اہل ہوی سے اہل کلام ہین خواہ کسی
مذہب پر کیون نہون غزالی کہتے ہین سارے سلف اہل حدیث کا اتفاق ہے برائی پر علم کلام کے
اور جسقدر تاکیدات شدیدہ اونہون نے اس امر مین فرمائی ہین وہ حد شمار سے باہر ہین حضرت نے
فرمایا ہے ھلک المتنطعون یعنی ہلاک ہوئے وہ لوگ جو بحث وکلام مین زیادہ خوض کرتے ہین
کلام اگر علم ہوتا تو ضرور آنحضرت اوسکا امر فرماتے اور طریق سکھلاتے اور علماء کلام کی تعریف کرتے
کیونکہ صحابہ کو استنجا تک کرنا سکھایا اور فرائض بتائے اور آداب ومستحبات جتائے بلکہ مسئلہ تقدیر
مین کلام کرنے سے منع کیا ہے اور فرمایا کہ خاموش رہو چنانچہ صحابہ اسی پر جمے رہے اور جو لوگ جواز
علم کلام کے قائل ہین اونکی بھی بہت سی دلیلین ہین بعض آیات سے اور بعض احادیث وآثار سے
اسلیے غزالی نے اس مقام پر تفصیل کی ہے اور کہا ہے تحقیق یہ ہے کہ ہر حال مین مطلق کلام کو
برا کہنا یا ہر حال مین اسکی تعریف کرنا دونون بیجا ہین پھر اس تحقیق کی تفصیل لکھی ہے ٹھیک بات
یہ ہے کہ طریقہ سلف محمود ومسلم ہے اور وقت ضرورت کے اقتصار کرنا طریقہ تکلم قرآن وحدیث پر
کفایت کرتا ہے زیادہ خوض اور ترتیب دلائل کی کچھہ حاجت نہین ہے غزالی کہتے ہین ہمنے اس علم کو
خوب چھانا اور اوسکی اقصی غایت تک پہنچی اور جو علم اس سے مناسبت رکھتے تھے اونمین بھی

خوب مہارت پیدا کی مگر یہی پایا کہ اس علم کے ذریعہ سے معرفت حقائق کی راہ مسدود ہے اسیوجہ سے اونکو اس علم سے نفرت ہو گئی انتہی اسیطرح حال اکثر متکلمین کا ہوا کہ اونہون نے بعد حصول کمال کے اس علم مین انکار ظاہر کیا ہے اور آخر عمر مین اوس سے تائب ہوئے جیسے امام الحرمین و فخر الدین رازی و قاضی محمد بن علی شوکانی و حافظ محمد بن ابراہیم وزیر وغیرہم و للہ الحمد پھر غزالی نے کہا ہے کہ اگر بدعت پھیلی ہوئی ہو اور یہ ڈر ہو کہ کہین لڑکے فریب مین نہ آجائین تو ایسے وقت مین اوسقدر دلائل جو ہمنے اپنے رسالہ قدسیہ مین لکھے ہین لڑکون کو سکھا دینے کا مضائقہ نہین ہے کہ اوسکے سبب سے مجادلۂ اہل بدعت کی تاثیر سے بچے رہین اور یہ مقدار دلائل کا مختصر ہے اور وہ رسالہ بھی مختصر ہے چنانچہ یہ سارا رسالہ احیاء العلوم مین نقل کیا ہے پھر کہا ہے کہ اگر زیادہ حاجت ہو تو اقتصاد فی الاعتقاد کافی ہے یہ چھ سات جزو مین ہے اوسمین ہمنے قواعد عقائد اور مباحثۂ متکلمین کے سوا اور طرف نظر نہین کی ہے غرضکہ علم کلام مین عمدہ حجت وہی ہے جو قرآن و حدیث کی حجتون کی جنس سے ہو بلکہ بہتر یہی ہے کہ ہر عقیدے مین دلیل کتاب و سنت کو بکثرت یاد کرے اہل حق نے ایسی کتابین بھی لکھی ہین جنمین واسطے اثبات عقائد کے صرف ادلۂ قرآن و حدیث پر اکتفا کیا ہے اونہین کی تکرار واسطے تقویت عقائد کے کافی وافی شافی ہے جیسے حضرات التجلی یا انتقاد رجیح یا بغیۃ الرائد و عقیدۂ صابونی وغیر ذلک —

فصل

اس امر مین اہل علم کا اختلاف ہے کہ اسلام ایمان ہے یا دوسری چیز اگر دوسری چیز ہے تو اوس سے جدا پایا جاتا ہے یا اوسی کے ساتھ متعلق و لازم رہتا ہے بعض نے کہا دونون ایک ہی چیز ہین بعض نے کہا دو چیزین ہین آپسمین ملتی نہین جدا جدا ہین بعض نے کہا دو ہین مگر ایک دوسرے سے وابستہ ہے ابو طالب مکی نے اس باب مین ایک تقریر طویل کچھ کچھ لکھی ہے غزالی کہتے ہین حق یہ ہے کہ ایمان لغت مین تصدیق کو کہتے ہین قال تعالیٰ وما انت بمومن لنا ام مومن

سے یہان مصدق ہے اور اسلام کے معنی یہ ہین کہ فرمان برداری کرنے سرکشی وانکار وعناد کو چھوڑنے
تصدیق کا محل خاص ہے یعنی وہ دل سے ہوتی ہے اور زبان اوسکی ترجمان ہے اور ماننا عام
ہے دل و زبان واعضا سب سے ہوتا ہے سو باعتبار لغت کے اسلام عام ہے اور ایمان خاص اور
اجزاء اسلام مین ایمان جزء اشرف کا نام ہے اِس سے معلوم ہوا کہ ہر تصدیق تسلیم ہے یہ نہین
کہ ہر تسلیم تصدیق ہو رہے معنی شرعی سو شرع مین استعمال ان دونون کا تینون طرح پر
آیا ہے یعنی دونون کے ایک معنی ہون یا جدا جدا یا ایک کے معنو نمین دوسرے کے معنی داخل
ہون غزالی نے ہر ایک استعمال کی دلیل آیت سے لکھی ہے پھر کہا ہے کہ ایمان واسلام کے دو حکم
ہین ایک دنیاوی دوسرا اُخروی حکم اُخروی یہ ہے کہ آگ دوزخ سے نکالنا اور اوسمین ہمیشہ رہنے کا مانع
ہونا کیونکہ حدیث مین آیا ہے یخرج من النار من کان فی قلبہ مثقال ذرۃ من الایمان رواہ
الشیخان عن ابی سعید الخدری یعنی نکلیگا آگ سے وہ شخص جسکے دلمین ذرہ بھر ایمان ہوگا
اسمین لوگون کا اختلاف ہے کہ یہ حکم کس چیز پر مترتب ہوتا ہے یعنی وہ ایمان کونسا ہے جسکا نتیجہ آگ سے
نکلنا ہے بعض نے کہا صرف یقین کرنیکا نام ہے بعض نے کہا دل سے یقین کرنا اور زبان سے مقر ہونا
بعض نے تیسری بات اور بڑہائی کہ اعضا سے عمل کرنا سو واقع مین یون ہے کہ جو کوئی ان تینون
باتون کا جامع ہوگا تو اوسمین کسیکا خلاف نہین کہ بیشک اوسکا ٹھکانا جنت ہے یہ ایک درجہ ہوا
دوسرا درجہ یہ ہے کہ دو باتین پائی جائین اور کچھہ تیسری بھی ہو یعنی دل سے یقین زبان سے
اقرار ہوا اور کچھہ عمل بھی کئے ہون مگر اوس شخص نے ایک یا زیادہ گناہ کبیرہ بھی کیا ہے معتزلہ اسکو
فاسق مخلد فی النار کہتے ہین مگر یہ قول اونکا باطل ہے تیسرا درجہ یہ ہے کہ دل سے تصدیق اور
زبان سے اقرار پایا جائی اور اعضا سے اعمال نہون ایسے شخص کے حق مین اختلاف ہے
ابو طالب مکی کہتے ہین کہ عمل جزو ایمان ہے ایمان بدون عمل کے پورا نہین ہوتا اور اسپر اجماع کا دعوی
ایسی دلیلون سے کیا ہے جنسے اونکے مطلب کا خلاف معلوم ہوتا ہے جیسے الذین اٰمنوا وعملوا
الصالحات کہ اس سے یہ نکلتا ہے کہ عمل ایمان کے سوا اور چیز ہے اور تعجب ہے کہ اس قول پر

دعوی اجماع کا کیا ہے چوتھا درجہ یہ ہے کہ دل کی تصدیق پائی جاوے اور ہنوز نوبت زبان سے اقرار کرنے اور عملین مصروف ہونیکی نہ پہونچی ہو کہ مرجائے اس مسئلہ مین بھی اختلاف ہے پانچوان درجہ یہ ہے کہ دل سے تصدیق کرے اور عمر مین اتنی مہلت بھی ملے کہ شہادت کے دونو کلمے کہہ لے اور اونکا واجب ہونا معلوم کرلے مگر اونکو زبان سے ادا نکرے تو یہ شخص بھی مومن ہوگا رہی یہ بات مرجیہ کی کہ وہ کبھی آگ مین نجائیگا باطل ہے چھٹا درجہ یہ ہے کہ زبان سے کلمہ شہادت کہے مگر دلمین اوسکے تصدیق نکرے تو اسمین شک نہین کہ ایسا شخص حکم آخرت مین منجملہ کفار کے ہوگا اور ہمیشہ دوزخ مین رہیگا اور اسمین بھی شک نہین کہ احکام دنیاوی مین وہ مسلمانونمین سے ہوگا مرجیہ کہتے ہین کہ ایماندار آگ مین نجائے گا گو سب طرح کے گناہ کرے بدلیل عموم آیات فمن یومن بربہ فلا یخاف بخسا ولا رھقا وقولہ والذین آمنوا باللہ ورسلہ اولئک ھم الصدیقون الی غیر ذلک من الآیات لکن ان آیتون سے اونکا مطلب حاصل نہین ہوتا ہے اسلیئے کہ ان آیتونمین جہان ذکر ایمان کا ہے اوس سے ایمان مع عمل مراد ہے جسطرح اوپر گزر چکا ہے کہ لفظ ایمان سے کبھی اسلام بھی مراد لیا جاتا ہے یعنی موافقت دل وقول وعمل کی اور عام آیتون کا خاص کرنا کچھہ دقت کی بات نہین ہے انہین آیات کی وجہ سے ابوالحسن اشعری اور بعض متکلمین الفاظ عام کا انکار کرکے کہنے لگے کہ اسطرح کے الفاظ مین توقف کرنا چاہیئے جبتک کہ کوئی قرینہ ظاہر ہو جس سے اوسکے معنی معلوم ہون اور معتزلہ کو شبہہ ان آیتون سے پڑا وانی لغفار لمن تاب وآمن وعمل صالحا ثم اھتدے وقولہ والعصر ان الانسان لفی خسر الا الذین آمنوا وعملوا الصالحات ونحوہا کہ انمین اللہ تعالی نے عمل صالح کو ایمان کے ساتھہ مذکور فرمایا ہے مگر یہ آیتین ایسی عام ہین کہ انمین خصوصیت لگی ہوئی ہے بدلیل قولہ ویغفر ما دون ذلک لمن یشاء یہ آیت اسبات کو چاہتی ہے کہ شرک کے سوا اور گناہ ہونمین مشیت الٰہی باقی ہے اسیطرح وہ حدیث کہ ذرہ بھر ایمان والا دوزخ سے باہر نکلیگا اور یہ آیت ان اللہ لا یضیع اجر المحسنین اور انا لا نضیع اجر

من احسن عملا؛ اسی پر دلیل ہین کہ اللہ تعالی ایک معصیت کی جہت سے اصل ایمان
اور سب طاعات کا ثواب تلف نہین کریگا اس تقریر غزالی سے یہ معلوم ہوا کہ مذہب مختار
یہ ہے کہ ایمان بدون عمل کے بھی ہوتا ہے حالانکہ اکابر سلف کا قول یہ ہے کہ ایمان دلکی
تصدیق و قول زبانی و عمل اعضا کا نام ہے تو اسکا جواب اونہون نے یہ دیا ہے کہ عمل کو
ایمان مین شمار کرنا کچھہ بعید نہین ہے کیونکہ عمل متمم و مکمل ایمان ہوتا ہے لکن یہ بات نہین ہے کہ
جسکے لئے عمل نہو اوسکے لئے ایمان بھی نہو انتہی مین کہتا ہون یہ مختار غزالی موافق مذہب
مشہور حنفیہ ہے پھر اسکے بعد غزالی نے کلام زیادت و نقصان ایمان پر کیا ہے اور کہا ہے کہ چیز
اپنی ذات سے تو بڑہتی ہی نہین ہے بلکہ زوائد سے بڑہا کرتی ہے پس قول سلف مین تصریح ہے
اس بات کی کہ ایمان کا ایک وجود ہے پھر وجود کے بعد اوسکا حال کم و بیشی مین مختلف ہوا کرتا ہے
انتہی پھر کہا ہے کہ لفظ ایمان کا مشترک ہے تین طرح پر مستعمل ہوتا ہے ایک اطلاق اوسکا اوس
تصدیق پر کیا جاتا ہے جو بطور اعتقاد و تقلید کے ہو نہ بطور کشف و شرح صدر اسطرح کا ایمان
عوام کا بلکہ بجز خواص کے تمام خلق کا ہے اور یہ اعتقاد ایک گرہ ہوتی ہے ولیکن کہ کبھی کڑی
ہوجاتی ہے اور کبھی ڈھیلی جیسے ڈورے پر گرہ ہوا کرتی ہے اور عمل کرنا اس پختگی کے بڑہانے
مین تاثیر کرتا ہے کما قال تعالی فزادتھم ایمانا وقال تعالی لیزدادوا ایمانا مع
ایمانھم اور سلف نے کہا ہے الایمان یزید وینقص یہ کمی و بیشی تاثیر طاعات و سیئات
سے ہوتی ہے اسکو وہی شخص معلوم کرتا ہے جو اپنے حالات کو دو وقت مین دیکھے ایک تو اوس وقت
کہ عبادت مین مشغول ہو اور حضور دل سے خاص عبادت ہی کا ہو رہے دوسرے اوس وقت کہ عبادت
نکرتا ہو تو جو حال کہ اوسکے ایمانی عقائد کا دوسرے وقت مین ہوگا اوسمین اور پہلے وقت کے
حال مین فرق معلوم کریگا دوسرا اطلاق یہ ہے کہ ایمان سے تصدیق دل و عمل دونون مراد ہون
جسطرح حدیث مین آیا ہے الایمان بضع وسبعون شعبۃ سو جس صورت مین کہ لفظ ایمان
کے معنو ین عمل بھی داخل ہو تو ظاہر ہے کہ اعمال سے اوسمین کچھہ کم و بیشی ضرور ہی ہوگی اور یہ بات

کہ اوسکی تاثیر اوس ایمان مین بھی ہوتی ہے کہ نہین جسکو صرف تصدیق کہتے ہین اسمین اختلاف ہے
ہم اشارہ کر چکے کہ اوسمین بھی تاثیر ہوتی ہے تیسرا اطلاق یہ ہے کہ ایمان سے غرض وہ
تصدیق یقینی ہو جو کشف و شرح صدر و مشاہدۂ نور بصیرت سے حاصل ہوتی ہے یہ قسم اور اقسام
کی نسبت قبول زیادت و نقصان سے دور تر ہے تاہم یہ بات ہے کہ جو امر یقینی کہ اوسمین شک نہو اوسمین بھی
نفس کا اطمینان مختلف ہوا کرتا ہے ان اطلاقات سے ظاہر ہوا کہ سلف نے جو یہ کہا ہے کہ ایمان
کم زیادہ ہوتا ہے وہ درست ہے اور کیسے درست نہو کہ حدیث مین نکلنا دینار بھر یا ذرہ بھر ایمان والیکا
دوزخ سے آیا ہے اگر دلکی تصدیق مین فرق نہو تو معنی ان مقدارون کے مختلف ہونے کے کیا ہین
اور انشاء اللہ کہنا ایمان مین شک کی راہ سے نہین ہوتا ہے بلکہ واسطے ذکر خدا وغیرہ وجوہ کے ہے
غزالی نے بیان اسکا چار وجہ پر بسط سے کیا ہے *

باب دوم بیان مین بناء دوم اسلام کے

دوسری بنیاد اسلام کی اقامت نماز ہے نماز ادا کرنیسے پہلے ضرورت طہارت کی ہوتی ہے اسلئے پہلے ذراسا
ذکر طہارت کا کیا جاتا ہے پھر بیان اسرار نماز کا لکھا جائیگا فضیلت طہارت کی کتاب و سنت دونون سے
ثابت ہے قال تعالےٰ فیہ رجال یحبون ان یتطہروا واللہ یحب المطہرین وقال
تعالیٰ ولکن یرید لیطہرکم اور حدیث مین رفعاً آیا ہے الطہور شطر الایمان رواہ الترمذی
علی کا لفظ رفعاً یہ ہے مفتاح الصلوٰۃ الطہور رواہ ابو داؤد والترمذی اہل بصیرت نے ان
ادلہ سے دریافت کیا ہے کہ سبسے زیادہ اہم تطہیر باطن ہے کیونکہ یہ بعید معلوم ہوتا ہے کہ نصف ایمان
ہونے طہور سے یہ غرض ہو کہ آدمی اپنے ظاہر کو پانی بہا کر صاف و پاک کرے اور باطن پلید یون و نجاستون سے
آلودہ رہے بلکہ غرض یہ ہے کہ طہارت چار طرح پر ہوتی ہے ہر طرح مین جتنا کام پڑتا ہے طہارت اوسکا نصف
ہے وہ چار قسمین یہ ہین ایک ظاہر بدن وغیرہ کو حدث و نجاست و فضلات سے پاک کرنا دوم اعضا کو گناہون
و خطاؤن سے پاک کرنا سوم دلکو اخلاق بد و خصائل ناپسندیدہ سے پاک کرنا چہارم باطن کو ماسوی اللہ سے پاک کرنا

یہ چوتھی قسم مخصوص ہے ساتھہ انبیاء و صدیقین کے اب ہر اک قسم کا نصف ایمان ہونا اسطرح
پر ہے کہ چوتھی قسم کی علت غائی یہ ہے کہ آدمی کو اللہ تعالی کی جلالت و عظمت منکشف ہو جای
اور یہ معرفت دلمین نہ اوترے گی جبتک کہ اللہ کے سوا اور چیزین اوسمین سے نکل نجائینگی
اسی لئے اللہ نے کہا ہے قل اللہ ثم ذرھم فی خوضھم یلعبون کیونکہ اللہ و ماسوا اللہ
ایک دلمین جمع نہین ہوتے اور کسی آدمی کے اندر اللہ نے دو دل نہین بنائے
کہ ایک مین معرفت ہوا اور دوسرے مین غیر اللہ پس دور کرنا غیر اللہ کا دل سے اور آنا معرفت آلہی کا
اوسمین دو امر ہوئے جنہین سے نصف باطن کا پاک کرنا ہے اسیطرح علت غائی تیسری قسم کی
یہ ہے کہ دل اخلاق محمودہ و عقائد شرعیہ سے آباد ہو جای اور ظاہر ہے کہ اتصاف دل کا ساتھہ
اونکے نہوگا جبتک کہ اونکے مقابل کے اخلاق مذمومہ و عقائد فاسدہ سے پاک نہو پس یہان بھی
دو امر ہوئے جنہین نصف دل کا پاک کرنا ہوا جو واسطے امر دوم کے شرط ہے اسیطرح اعضا کا مناہی
سے پاک کرنا ایک بات ہے اور اونکا طاعات سے آباد کرنا دوسری بات ہے تو اعضا کا پاک کرنا
نصف ہوا اوس عمل کا جو اعضا سے ہونا چاہئے اسیطرح ظاہر کی پاکی کو سمجھنا چاہیے سو طہارت
کو نصف ایمان کہنا اس اعتبار سے ہے یہ مقامات ہین ایمان کے اور ہر مقام کا ایک درجہ ہے
بندہ اوپر کے درجہ کو ہرگز نہین پہنچ سکتا جب تک کہ نیچے کے درجے کو طے نکرلے مثلاً تطہیر باطن کو
اخلاق بد سے پاک کرنے اور صفات نیک سے آباد کرنے کو نہ پہنچیگا جبتک کہ طہارت دل کے عادات
مذمومہ سے نہ کریگا اور خصال حسنہ سے اوسکو معمور نکریگا اور جو شخص کہ تطہیر اعضا کے مناہی سے
کر کے طاعات مین اونکو مصروف نکریگا وہ دلکی طہارت کو نہ پہنچے گا پھر جسقدر مقصود عزیز و شریف
ہوتا ہے اوتنا ہی اوسکا رستہ دشوار گذار ہوتا ہے اور اوسمین بہت سی گھاٹیان ہوتی ہین
اسلئے یہ خیال کرنا نچاہیئے کہ یہ باتین آرزو سے حاصل ہو جاتی ہین اور بدون کوشش کے ہاتھہ
آجاتی ہین ہان جس شخص کی چشم دل ان درجات کے دیکھنے سے اندھی ہوتی ہے وہ طہارت
فقط ظاہر کی طہارت کو سمجھتا ہے جو بنسبت اور اقسام کے ایسی ہے جیسے اوپر کا چھڑا بنسبت

مغز کے پھر اسی کو مقصود سمجھکر اوسمین نہایت مبالغہ کرتا ہے اور تمام اوقات اپنے استنجا کرنے اور
کپڑون کے دہونے اور ظاہر کی صفائی مین صرف کرتا ہے اس خیال فاسد پر کہ طہارت مقصود
یہی ظاہر کی ستھرائی ہے اوسکو سیرت سلف معلوم نہین کہ وہ لوگ اپنی تمام ہمت و فکر دل کے پاک
کرنے مین مشغول رکھتے تھے اور طہارت ظاہری کے باب مین سہل انگاری کرتے تھے چنانچہ عمر فاروق
نے ایک نصرانی عورت کی ٹھلیا سے وضو کیا تھا اور وہ لوگ بعد کھانے کے چربی وغیرہ کے دور
کرنے کو ہاتھ نہ دہوتے تھے بلکہ اونگلیون کو تلوون سے پونچھ لیا کرتے تھے اشنان وبسین کو
بدعت جانتے تھے مسجدونمین نماز زمین پر بدون فرش کے پڑہتے راہون مین پیادہ چلتے اور جو
شخص خاک پر لیٹ رہتا اور زمین پر کچھہ نہ بچھاتا وہ اکابر مین سے ہوتا تھا اور استنجا مین ڈہیلون
پر اکتفا کرتے ابو ہریرہ و اہل صفہ کہتے ہین کہ ہم گوشت بُھنا ہوا کہاتے اور تکبیر نماز کی ہوجاتی تو اونگلیان
کنکرونمین ڈالکر مٹی سے مل دیتے اور نماز مین شامل ہوجاتے اور کہتے کہ بعد حضرت کے چار چیزین
نکلین چھلنی و اشنان و دسترخوان و شکم سیری غرضکہ اون لوگون کی توجہ بالکل نظافت
باطن و طہارت دل پر تھی یہانتک کہ بعض نے کہا ہے کہ نماز جوتون سمیت پڑہنا افضل ہے اور نخعی
جوتیان اوتارنے کو بُرا جانتے بلکہ راستے کی کیچڑ مین ننگے پاؤن چلتے اور اوسپر بیٹھہ جاتے اور روٹی
جو اور گیہون کی کھاتے حالانکہ اونکو جانور پانون سے کہوندا کرتے ہین اور پیشاب کرتے ہین اور اونٹ
و گھوڑے کے پسینے سے احتراز نکرتے باوجودیکہ وہ اکثر نجاستونمین لوٹا کرتے ہین اور سلف مین سے
کسی کے حال مین نہین لکھا کہ وہ نجاست کی باریکیونمین سوال کرتا ہو وہ تو اسطرح انمین سستی کیا کرتے
تھے اور اب رعونت کا نام طہارت رکھا ہے اور آرایش ظاہر کی درستی مین رہا کرتے ہین جیسے مشاطہ
دولہن کو سنوارا کرتی ہے حالانکہ باطن کبر و عجب و جہالت و ریا و نفاق کی آلایش سے بھرے ہین
اوسکو بُرا نہین جانتے سبحان اللہ خاکساری و شکستہ حالی کو جو جزو ایمان ہے ناپاکی کہتے
ہین اور رعونت کو ستھرائی سمجھتے ہین گو یہ چیزین مباح ہون لکن بعض اوقات بُری بھی
ہوسکتے ہین جبکہ انکو دین کی اصل ٹھیرالیا جای اور اچھے بھی ہوسکتی ہین جبکہ غرض اونسے بہتری ہو

نہ زینت اور جو اونکو نکرے اوسپر اعتراض نہ کیا جاے اور نہ اونکے سبب سے اول وقت
کی نماز مین تاخیر ہو اور نہ اونمین مصروف ہونے سے کوئی عمل بہتر وغیرہ چھوٹنے پائے اور
یہ بھی ممکن ہے کہ نیت کی جہت سے ثواب بھی ملے لکن اسمین ثواب اونہین نکمون کو ہوتا ہے
جو بالفرض اگر طہارت مین مصروف نہون توسونے مین یا زٹل قافیو نمین مشغول رہین مگر اہل علم وعمل
کو نچاہیئے کہ وہ اپنے اوقات اِن امور مین مقدار حاجت سے زیادہ صرف کرین اس مثال سے
اور اعمال کے نظائر اور اونکے فضائل وترتیبات اور تقدیمات کو سمجھہ لینا چاہیئے اسکے بعد غزالی
نے کہا ہے کہ طہارت ظاہر مین قسم ہے ایک نجاست ظاہری سے پاک ہونا دوسرے نجاست حکمی
سے پاک ہونا جسکو حدث کہتے ہین تیسری فضلات بدن سے پاک ہونا پھر انکی تفصیل لکھی ہے اور
آداب پاخانہ مین جانے کے اور وضو وغسل وتیمم کے اور فضیلت وضو کی اور کیفیت نہانے
کی بیان کی ہے اور کہا ہے کہ فضلات بدن کے آٹھہ ہین اور زوائد اجزا بدن کے بھی آٹھہ ہین
پھر اِن سب کا بیان تفصیل وار مطابق فقہ کے لکھا ہے اسجگہہ ذکر کرنا اونکا کچھہ حاجت نہین رسالہ
فتح المغیث مشتمل ہے اِن احکام پر اور ہر باب ومسئلہ اوسکا مربوط بدلیل ہے - پس جسکو ان
امور مین اتباع آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا منظور ہو اگر وہ عالم ہے تو کتاب زاد المعاد
ابن القیم اوسکو کفایت کرتی ہے اور اگر فارسی خوان ہے تو کتاب سفر السعادۃ وافی شافی ہے
غزالی رح نے اِن بیانات مین بہت سے ادعیہ بھی ذکر کئے ہین اونکا پڑہنا مستحب ہے لکن بہتر
یہ ہے کہ ادعیہ صحیحہ جنکا ذکر نووی نے کتاب اذکار مین یا ہمنے نزل الابرار مین کیا ہے اونپر
اقتصار کرے یا حصن حصین سے اون دعوات کو واسطے ہر موقع کے یاد کرکے عمل مین لایا
کرے جب یہ بات معلوم ہوگئی تو اب اسرار نماز کو معلوم کرنا چاہیئے کیونکہ نماز دین کا رکن
ویقین کا متمسک اور ثواب کی چیزونکی اصل اور طاعتونمین عمدہ طاعت ہے کتاب روضۂ ندیہ
وبدور اہلہ ومسک الختام ابواب نماز پر مطابق احکام فقہ سنت کے مشتمل ہین یہان بیان کرنا اسرار
باطنی کا مقصود ہے نہ تفریعات فقہی کا جیسے خشوع واخلاص ونیت وغیرہا - غزالی نے اسجگہہ

فصل اسرار نماز

فضائل اذان ونماز فرض واکمال ارکان وجماعت وسجدہ کے لکھے ہین یہ فضائل کتب حدیث
مین مرقوم ہین حاجت ذکر کی نہین پھر فضیلت خشوع کی نماز مین بیان کی ہے اور کہا ہے اللہ فرماتا ہے
اقم الصلوٰۃ لذکری یعنی نماز کھڑی کر میری یاد کو اور فرمایا ولا تکن من الغافلین
مت ہو تو غافلون مین سے اور حالت سکر مین قربت نماز سے منع کیا ہے بعض نے کہا مراد اوس سے
نشہ ہے کثرت غم سے یا مستی ہے محبت دنیا سے لکن ظاہر یہ ہے کہ مراد نشہ ظاہری ہے جس نماز
مین حدیث نفس نہین ہوتی ہے تو اگلے گناہ نمازی کے بخشدئے جاتے ہین نماز ہو یا حج یا
طواف مقصود ساری عبادات سے برپا کرنا ذکر خدا کا ہے جب ذکر نہوا اور دل عظمت وہیبت
خدا سے خالی رہا تو اس ذکر کی کچھ قیمت نہوئی ابو ایوب رفعًا کہتے ہین اذا صلیت فصل صلوٰۃ
مودع رواہ ابن ماجۃ یعنی اپنے نفس وخواہش وعمر کو رخصت کرکے اپنے مولی کیطرف چلے
نماز نام ہے مناجات کرنے کا تو پھر وہ غفلت کے ساتھ کیسے ہوگی امام زین العابدین جب
وضو کرتے رنگ چہرہ کا زرد ہو جاتا کسی نے پوچھا فرمایا تم نہین جانتے کہ مین کس شخص کے سامنے
کھڑا ہوا چاہتا ہون ابن عباس نے کہا ہے متوسط دو رکعتین ساتھ تفکر کے ایک رات کے
جاگنے سے بہتر ہین جسمین دل غافل ہو اسکے بعد غزالی نے اعمال ظاہر وکیفیت نماز کو مع آداب
قیام ورکوع وسجدہ وغیرہ ذکر کیا ہے یہ امور مطالعہ کتب حدیث سے جنمین ذکر حضرت کی نماز کا
آیا ہے بخوبی معلوم ہو سکتے ہین مسک الختام شرح بلوغ المرام وفتح علام مین احوال مذکور بسط سے
لکھا ہے اسجگہہ حاجت ذکر کی نہین ہے یہان غرض بیان کرنا شروط باطنی کا ہے جو دل سے علاقہ
رکھتی ہین اثبات کی دلیلین بہت ہین کہ نماز کے اندر خشوع وحضور دل شرط ہے ایک دلیل
یہی ہے اقم الصلوٰۃ لذکری صیغۂ امر واسطے وجوب کے آتا ہے یعنی حضور دل کا
ہونا واجب ہے کیونکہ ذکر کی ضد غفلت ہے پس غافل مقیم نماز ذاکر خدا نہوگا ولا تکن من
الغافلین نہی کا صیغہ ہے دلیل ہے حرمت غفلت پر حتی تعلموا ما تقولون یہ علت اوس شخص کو بھی
عام ہے جو غافل اور وساوس مین مستغرق اور افکار دنیاوی مین ڈوبا ہوا ہو اور حدیث مین آیا ہے

جس شخص کو اوسکی نماز برائی اور فحش سے باز نرکھے تو وہ نماز اوسکو اللہ سے دوری ہی بڑہاوےگی
اور ظاہر ہے کہ غافل کی نماز فحش و برائی سے مانع نہین ہوتی ہے بہت نمازی ایسے ہین کہ اونکی
نماز سے اونکو سوای رنج و مشقت کے کچہہ حصہ نہین ہوتا بندہ کے لئے اوسکی نماز مین سے اُسیقدر
ہے جتنا کہ وہ سمجھے نمازی اپنے رب سے مناجات کرتا ہے تو جو کلام غفلت سے ہوگا وہ یقیناً
مناجات نہوگا اگر بالفرض آدمی زکوۃ سے غافل ہوجائے تو وہ بذات خود مخالف شہوت اور
نفس پر گران ہے اسیطرح روزہ قوتون کا دبانے والا اور خواہش نفس کا توڑنیوالا ہے
کچہہ بعید نہین کہ اگر روزہ سے غفلت بھی ہو تو بھی مقصود حاصل ہوجائی یہی حال حج کا ہے
کہ اوسکے افعال شاق و سخت ہین اونمین اتنی محنت ہے کہ جسسے امتحان حاصل ہوجاتا ہے
خواہ ہمراہ افعال کے دل حاضر ہو یا نہو لکن نماز مین بجز ذکر و قرات و رکوع و سجدہ و قیام و
قعود کے اور کچہہ نہین ہے اب دیکھنا چاہیئے کہ ذکر سے جو ایک مناجات ہے ساتہہ خدا کے
خطاب و ہم کلامی مقصود ہے یا فقط حروف و آواز کا نکلنا واسطے امتحان عمل زبان کے
جیسے معدہ و شرمگاہ کا امتحان روزہ مین روکنے سے کیا جاتا ہے اور بدن کا امتحان حج کی
مشقتین اوٹھانے سے اور دل کا امتحان زکوۃ نکالنے اور مال محبوب کو جدا کرنے سے سوا اسمین
کچہہ شک نہین ہے کہ ذکر سے یہ مقصود ہرگز نہین کہ حروف و اصوات کا امتحان لیا جای بلکہ
حضور دل مطلوب ہے مثلاً اگر دل غافل ہوا اور زبان پر اھدنا الصراط المستقیم جاری
کیا تو اس سے کیا سوال ہوگا پس جس صورت مین ذکر سے فروتنی و دعا کا ہونا مقصود نہوا
تو غفلت کے ساتہہ زبان ہلانے مین کونسی دقت پڑے گی خصوصاً عادت پڑنے کے بعد تو
کچہہ بھی دشواری نہوگی مقصود قرات و ذکر سے حمد و ثنا خدا کی اور اوسکے سامنے تضرع و دعا
کرنا ہے اور جس سے خطاب ہے وہ ذات پاک الہی ہے تو جبکہ پردہ غفلت کا اسکے دل پر
پڑا ہوگا اور اپنے مخاطب کو ندیکھتا ہوگا نہ اوسکے سامنے ہوگا تو ضرور ہے کہ مخاطب سے غافل
ہوگا اور عادت کی وجہہ سے اوسکی زبان چلتی ہوگی پس ظاہر ہے کہ ایسا شخص نماز کے مقصود یعنی

دل کی روشنی وصفائی اور ذکر خدا کی تازگی اور عقد ایمان کے پختہ ہونے سے بہت دور ہوگا
یہ حکم قرأت وذکر کا ہے رہا رکوع وسجدہ سو یقیناً اوس سے تعظیم مقصود ہے اگر یہ بات درست ہو
کہ آدمی اپنے فعل سے خدا کی تعظیم خدا سے غافل ہوکر کرتا ہے تو یہ بھی درست ہوگا کہ وہ اپنے
فعل سے کسی بت کی تعظیم کرے جو اوسکے سامنے رکھا ہو اور وہ اوس بت سے غافل ہو یا کسی
دیوار کی تعظیم کرے جو اوسکے سامنے ہے اور اوسکو اوس سے غفلت ہو اور جب یہ افعال
تعظیم سے خالی ہوئے تو صرف پشت وسر کی حرکت رہگئی اسمین کچھ اتنی دقت نہین ہے جس سے
امتحان مقصود ہو یا اوسکو دین کا رکن کیا جائے اور کفر واسلام کا فرق ٹھیرایا جاے اور حج وتمام
عبادات سے مقدم کیجائے ہمکو معلوم نہین ہوتا کہ یہ تمام عظمت نماز کی اندر صرف اوسکے اعمال
ظاہری کیوجہ سے ہو ہان اگر مناجات کا مقصود اس پر زائد کیا جای تو یہ ایسا امر ہے کہ روزہ و
زکوۃ وحج وغیرہ سے بڑہکر ہے یہ اور بات ہے کہ فقہاء نے حضور دل کو فقط اللہ اکبر کہتے وقت
شرط کیا ہے یہ اسلئے ہے کہ وہ باطن مین تصرف نہین کرتے اور نہ دل کو چیر کر اندر کا حال جانتے
ہین اور نہ طریق آخرت مین دخل دیتے ہین وہ تو ظاہر دین کے احکام کو ظاہر اعمال پر بنا کرتے
ہین سو ظاہر اعمال واسطے سقوط قتل وحفظ کے سزای سلطان سے کافی ہین رہی یہ بات کہ یہ
اعمال ظاہر آخرت مین بھی کار آمد ہونگے یا نہین تو یہ امر حدود فقہ سے باہر ہے اسکے سوا بدون حضور
دل کے اعمال کے کامل ہوجانے پر اجماع کا دعوی نہین ہوسکتا سفیان ثوری نے کہا ہے
جو شخص خشوع نکرے اوسکی نماز فاسد ہے حسن بصری نے کہا جس نماز مین دل حاضر نہو وہ جلد
طرف عذاب کے جاتی ہے معاذ بن جبل نے فرمایا جو شخص نماز مین ہو اور قصداً پہچانے کہ اوسکے
دہنے بائین کون ہے تو اوسکی نماز نہوگی ابو داؤد ونسائی مین مرفوعاً آیا ہے کہ بندہ نماز پڑہتا ہے
اوسمین سے اوسکے لئے چھٹا حصہ دسوان حصہ بھی نہین لکھا جاتا صرف اوتنا لکھا جاتا ہے جتنا
اوسمین سے سمجھتا ہے غزالی فرماتے ہین یہ امر اگر کسی امام سے منقول ہوتا تو مذہب ٹھیرالیا جاتا
تو اب اسپر تمسک کیسے نکیا جائے بلکہ عبد الواحد بن زید نے حضور دل پر اجماع ہی ٹھیرادیا ہے اس

قسم کی باتین جو اتقیاء و فقہاء و علماء آخرت سے منقول ہین وہ گنتی سے باہر ہین اور حق یہی
ہے کہ شرعی دلیلون کی طرف رجوع کرنا چاہیے کیونکہ اخبار و آثار سے ظاہر ایسی معلوم ہوتا ہے
کہ حضور دل شرط ہے لیکن فتوی کا مقام احکام ظاہری مین موافق قصور خلق کے ٹھیرالیا جاتا
ہے لہذا اونکو اسیطرح شرط کرنا پڑا کہ ایک ہی لحظہ کو لفظ حضور دل کا صادق آجائے مع ہذا ہمکو
توقع ہے کہ جو شخص اپنی ساری نماز مین غافل ہے اوسکا حال اوس شخص کا سا نہوگا جو سرے
سے نماز ہی نہین پڑہتا ہے اسلئے کہ غافل نے کچھہ تو فعل ظاہر پر اقدام کیا اور دل کو ایک لحظہ
حاضر کیا لیکن اس توقع کے ساتھہ یہ ڈر بھی لگا ہوا ہے کہ کہین غافل کا حال تارک نماز کی نسبت کے
برا نہو کیونکہ جو شخص خدمت کے لئے اگر حضور مین سستی کرے اور غافلین و محقرین کا سا کلام
منہ سے نکالے وہ بہ نسبت اوس شخص کے جو خدمت ہی نکرے برا ہوگا فقہاء کو یہ حکم بمجبوری
دینا ہی پڑتا ہے حاصل یہ کہ حضور دل نماز کی روح ہے اور کم سے کم جس سے کہ یہ روح باقی رہے
حضور دل کا وقت اللہ اکبر کہنے کے ہے اگر اسقدر سے کم ہوگا تو صورت تباہی کی ہے اور
جسقدر اس سے زیادہ ہوگا اوتنی ہی روح اجزاء نماز مین پہیلے گی اور جو زندہ ایسا ہو کہ
اوسکو حرکت نہو وہ مردہ کے قریب ہے پس جو شخص اپنی ساری نماز مین غافل رہے صرف
اللہ اکبر کہنے کے وقت حاضر دل ہو اوسکی نماز ایسی ہی زندہ کی طرح ہے جسمین کچھہ حس و حرکت
نہو ہم اللہ سے سوال کرتے ہین کہ غفلت کے دور کرنے اور حضور دل کے میسر ہونے مین ہماری
مدد اچھی طرح کرے اللہم آمین رہے وہ امور باطنی جنسے نماز کی زندگی پوری ہوتی ہے اونکے لئے
بہت سے الفاظ ہین مگر چھہ لفظ اون سب کو جمع کرتے ہین اول حضور دل ہے اس سے ہماری
یہ مراد ہے کہ جس کام کو آدمی کر رہا ہے اور جس بات کو بول رہا ہے اوسکے سوا دوسری چیزون
سے دل فارغ و خالی ہو یعنی دل کو فعل و قول دونون کا علم ہو اور ان دونون کے سوا اور کسی
چیز مین اوسکی فکر ندوڑے اور جب فکر آدمی کی اوس کام سے جسمین وہ لگا ہوا ہے دوسری
طرف نجائیگی اور اوس کام کی یاد دلمین ہوگی اور اوسکی کسی چیز سے غفلت نہوگی تو حضور دل

حاصل ہوگا دوم فہم ہے یعنی بات کے معنی کو سمجھنا کیونکہ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ دل لفظون کے ساتھہ
حاضر ہوتا ہے مگر اونکے معنون کے ساتھہ حاضر نہین ہوتا تو مراد فہم سے دلمین معنی لفظ کا علم ہونا ہے
اور اس مقام مین لوگ مختلف ہوتے ہین کیونکہ فہم معانی قرآن و تسبیحات مین سب لوگ یکسان
نہین ہوتے اور بہت سے معانی لطیف ایسے ہوتے ہین کہ نمازی عین نماز مین اونکو سمجھہ لیتا ہے
حالانکہ وہ اوسکے دلمین پہلے سے نہین گزرے تھے اسیوجہ سے نماز فحش و برائی سے منع کرتی
ہے یعنی ایسی باتین سمجھاتی ہے کہ خواہی نخواہی برائی سے مانع ہون سوم تعظیم ہے کیونکہ
آدمی اپنے غلام سے کوئی بات کرتا ہے اور دل بھی اسکا حاضر ہوتا ہے اور اپنی بات کا مطلب بھی
سمجھتا ہے مگر غلام کی تعظیم نہین کرتا اس سے معلوم ہوا کہ تعظیم حضور دل اور فہم کے علاوہ اور
اون سے بڑھکر ہے چہارم ہیبت یہ تعظیم سے بھی بڑھکر ہے کیونکہ ہیبت اوس خوف کو کہتے ہین جسکا
منشا تعظیم ہو اسلیئے کہ جسکو بالکل خوف نہو اوسکو ہیبت زدہ نہین کہتے اور نہ بچھو اور غلام کی بدخلقی
اور اس جیسی دوسری ادنی چیزون سے ڈرنے کو ہیبت کہتے ہین بلکہ بڑے بادشاہ سے خوف کرنیکو
ہیبت کہتے ہین غرضکہ ہیبت وہ خوف ہے جو اجلال و تعظیم کی جہت سے پیدا ہو پنجم رجا ہے
اسمین کچھہ شک نہین کہ رجا اون پہلی باتون کے علاوہ ہے بہت ایسے لوگ ہین کہ کسی بادشاہ کی
تعظیم کرتے ہین اور اوسکے دبدبے سے ڈرتے ہین مگر اوسنے کچھہ توقع نہین رکھتے بندہ کو چاہیئے کہ
اپنی نماز سے اللہ کے ثواب کی توقع رکھے جیسے کہ گناہ سے اوسکے عذاب کا ڈر رکھتا ہے ششم حیا
یہ اون پانچون سے الگ چیز ہے کیونکہ اسکا منشا اپنی خطا پر مطلع ہونا اور اپنے قصور کا
وہم گزرنا ہی تو تعظیم و خوف و رجا ایسی ہوسکتی ہین جنمین حیا نہو یعنی اگر تقصیر کا وہم اور ارتکاب
گناہ کا خیال نہو تو ظاہر ہے کہ حیا نہو گی غرضکہ ان چھہ ون باتون سے نماز کی روح پوری
ہوتی ہے اب انکے اسباب کو جدا جدا سنو کہ حضور دل کا سبب ہمت ہوتی ہے آدمی کا دل تابع ہمت
ہوا کرتا ہے ہمت مشتق ہے ہم سے بمعنی فکر تو جو بات آدمی کو فکر مین ڈالتی ہے اوسی مین دل حاضر
ہوتا ہے نماز مین اگر دل حاضر نہوا تو بیکار نرہیگا دنیا کے امور مین سے جس امر مین اسکی ہمت



و فکرت مصروف ہوگی اوسی مین دل موجود ہوگا پس نماز مین دل کے حاضر کرنیکا کوئی حیلہ و علاج بجز اسکے نہین کہ ساری ہمت کو طرف نماز کی پھیرا جائے یہ جب ہوگا کہ اسبات کا یقین کرے کہ آخرت بہتر و پائدار و مطلوب ہے اور نماز اس مطلوب کے حصول کا ذریعہ ہے پھر جب اسکو دنیا و مہمات دنیا کے حقیر جاننے کے ساتھہ ملاؤگے تو ان دونون کے مجموعہ سے حضور دل حاصل ہوگا اور سبب حاضر نہونے دل کا بجز ضعف ایمان کے اور کچھہ نہین اب ایمان کے قوی کرنے مین کوشش کرنا چاہیئے اور فہم کا سبب بعد حضور دل کے فکر کا دائم رکھنا اور ذہن کو طرف ادراک معنی کے پھیرنا ہے اوسکی تدبیر وہی ہے جو دل کے حاضر ہونے کی ہے اوسکے ساتھہ ہی یہ بھی ہو کہ فکر پر متوجہ رہے اور جو وسوسے مشغول کرین اونکے دور کرنیکے لئے مستعد رہے دفع وساوس کا یہ علاج ہے کہ جن چیزونکی طرف کے وسوسے آتے ہین اونکو اپنے پاس نرکھے جبتک یہ مواد قطع نہوگا تب تک وسوسے چلے جائینگے جو کوئی کسی چیز کو چاہتا ہے اوسکا ذکر بہت کیا کرتا ہے ولہذا محبوب چیز کا ذکر یقینا دل پر ہجوم لاتا ہے اسیلئے جو شخص غیر اللہ سے محبت رکھتا ہے اوسکی نماز وسوسون سے خالی نہین ہوتی رہی تعظیم سو وہ دو چیزون کے معلوم کرنے سے پیدا ہوتی ہے ایک اللہ کے جلال و عظمت کا پہچاننا جو اصل ایمان ہے کیونکہ جو کوئی معتقد عظمت الٰہی کا نہوگا اوسکا نفس سامنے اوسکے نہ دبے گا دوسرے نفس کی حقارت و خست کا پہچاننا اور اوسکو ایک بندۂ مسخر و مملوک سمجھنا جب تک یہ دونون امر نہین ہوتے ہین تب تک حالت تعظیم و خشوع کی منتظم نہین ہوتی ہیبت و خوف ایک حالت نفس ہے جو شناخت قدرت و سطوت و استغنا خدا سے پیدا ہوتی ہے یعنی یون سمجھے کہ اگر اللہ سارے اگلے پچھلونکو ہلاک کردے تو اوسکے ملک مین سے ایک ذرہ کم نہوگا اور اسکے ساتھہ ہی وہ باتین دیکھے جو انبیاء اولیاء پر انواع مصائب و آفات سے آتی ہین باوجودیکہ اونکے دور کرنے پر قادر ہے غرضکہ آدمی کو جتنا علم اللہ کی ذات کا زیادہ ہوگا اوتنی ہی ہیبت و دہشت زیادہ ہوگی رجا کا سبب یہ ہے کہ آدمی اللہ کے لطف و کرم و انعام عام و لطائف صنائع کو پہچانے اور نماز کی وجہ سے جو وعدہ جنت کا اوسنے

فرمایا ہے اوسکو سچا جانے ان دونون کے مجموعہ سے بیشک رجا پیدا ہوگی حیا اسطرح آتی ہے
کہ عبادت مین آپکو خطاوار قاصر سمجھے اور جانے کہ اللہ تعالیٰ کا جتنا بڑا حق ہے مین اوسکے
بجالانے سے عاجز ہون اور اسبات کو اپنے عیوب نفس و قلت اخلاص و خبث باطن کے
پہچاننے سے قوت دے اور اوسکے ساتھہ ہی یہ جانے کہ اللہ تعالیٰ کا جلال کس عظمت کا خواہان
ہے اور وہ وساوس دل اور ضمائر باطن پر کیسے ہی باریک و خفیہ کیون نہون مطلع ہے جب یہ
معرفتین حاصل ہونگی تو یقیناً ایک حالت پیدا ہوگی جسکو حیا کہتے ہین ان سب اسباب کا
رابطہ ایمان و یقین ہے سو جتنا یقین ہوتا ہے اوتنا ہی دل خشوع کرتا ہے عائشہ نے کہا آپ
حضرت ہمسے اور ہم اونسے باتین کرتے مگر جب نماز کا وقت آجاتا تو گویا وہ نہ ہمکو جانتے اور
نہ ہم اونکو اور انہین امور کے مختلف ہونے سے نمازی کئی طرح ہوگئے ہین کوئی ایسا غافل ہے
کہ نماز پڑہتا ہے مگر دل ایک دم کو حاضر نہین ہوتا کوئی ایسا ہے کہ ایک دم اوسکا دل غائب
نہین ہوتا اوسکے سامنے کوئی حال گزر جائے اوسکو خبر نہین ہوتی مسلم بن یسار نماز مین تھے
ستون مسجد کا گرا لوگ جمع ہوئے اونکو کچھہ خبر نہوئی بعض سلف مدت تک جماعت مین حاضر
ہوئے مگر کبھی نہ پہچانا کہ دہنے پر کون ہے اور بائین پر کون کچھہ لوگ ایسے تھے کہ نماز کے وقت
اونکے چہرے زرد ہو جاتے اور شانے تھر آتے یہ امور کچھہ بعید نہین ہین اونسے دوچند افکار
اہل دنیا کے مخاوف سلاطین زمین سے مشاہدہ ہوتے ہین حالانکہ وہ عاجز ضعیف ہین اور جو کچھہ
اونسے ملتا ہے وہ بھی حقیر و خفیف ہے سو نماز مین ہر ایک کا حصہ اوتنا ہی ہوگا جتنا خوف و
خشوع و اعظام اوسنے کیا ہوگا کیونکہ اللہ کے دیکھنے کی جگہہ دلمین ظاہر کے حرکات نہین ہین
بعض صحابہ نے کہا ہے کہ آدمی قیامت کو اوسی صورت پر مبعوث ہوگا جو شکل اوسکی نماز مین
تھی یعنی اطمینان و سکون و لذت مناجات یا بالعکس غرضکہ اس امر مین رعایت دل کے
حال کی ہوگی حرکات ظاہری کا لحاظ نہوگا کیونکہ دار آخرت مین دلونکی صفتون ہی سے صورتین
ڈہالی جاتی ہین اور نجات اوسی کو ہوگی جو پاس اللہ کے قلب سلیم لیکر جائیگا خدا ہمکو بھی اسکی

تدبیر حضور دل

توفیق اپنی رحمت وعنایت سے بخشے نماز مین غفلت اونہین وسوسون سے ہوتی ہے جو
دلپر وارد ہوکر اوسکو مشغول کردیتے ہین اسلیئے حضور دل کی یہ تدبیر ہے کہ ادن وساوس کو دور
کیا جائے اور چیز جب ہی دور ہوتی ہے کہ اوسکا سبب دور ہو سو اسباب وساوس وخواطر کے
یا تو خارجی ہوتے ہین یا کوئی امر ذاتی مخفی خارجی وہ چیزین ہین جو کان آنکہہ مین پڑتی ہین
یہ فکر کو اوچاٹ کردیتی ہین ایک شئے کیطرف سے دوسری شئے کیطرف سلسلہ بندہ جاتا ہے ہان
جس شخص کا رتبہ قوی اور ہمت عالی ہوتی ہے سامنے اوسکے حواس کے کچہہ گزرے اوسکو غفلت
نہین ہوتی مگر ضعیف شخص کی بِنکر ضرور پراگندہ ہوجاتی ہے آسکا علاج یہ ہے کہ ان اسباب کو
قطع کرے اسطرح کہ اپنی آنکہہ بند کرلے یا اندہیرے مکان مین نماز پڑہے اور اپنے سامنے کوئی ایسی
شئے نرکھے جسمین حواس مشغول ہوجائین اور نقش ونگار کی جگہہ اور رنگین فرشون پر اور منقش
لباس مین نماز پڑہنے سے بچے اسیوجہ سے عابد لوگ ایک حجرۂ تنگ وتاریک مین نماز پڑہتے تہے
کہ صرف سجدہ کی گنجایش ہو تاکہ فکر مجتمع رہے اور قوی لوگ مسجد ونمین حاضر ہوکر اپنی آنکہین نیچی کرلیتے
اور نظر کو جای سجود سے آگے نہ بڑہاتے اور نماز کا کمال اسی مین سمجہتے کہ اسبات کو نجانین کہ دہنے
بائین پر کون ہے ابن عمر رضی اللہ عنہ سجدہ کی جگہہ مین قرآن ہتیار وغیرہ کچہہ رکہنے ندیتے
رہے اسباب باطنی وسوسون کے سو وہ سخت تر ہین اونکے دور کرنے کا طریق یہ ہے کہ نفس
کو زبردستی اس بات پر لائے کہ جو کچہہ نماز مین پڑہے اوسکو سمجہے اور اوسمین لگا رہے دوسری
چیز مین مشغول نہو اسکی طیاری نیت باندہنے سے پہلے کرے یون کہ نفس کو از سر نو آخرت
کی یاد دلائے مناجات کا موقف اور خطرہ قیام کا سامنے اللہ کے اور اہوال موت کو روبرو
نفس کے پیش کرے اور پہلے سے نیت کو اسباب فکر سے خالی کرلے اور کوئی شغل ایسا باقی
نچہوڑے جسکی طرف دل التفات کرے اگر اس تدبیر سے فکر ونکا اوبھار ساکن نہو تو مسہل
دے وہ یہ ہے کہ جو امور شغل مین ڈالنے اور حضور دل سے پہیرنے والے ہین اونکو دیکہے اسمین
شک نہین کہ وہ اسکے مہمات ہونگے اور وہ بہی فقط شہوات کیوجہ سے مہمات ہوگئے ہونگے

تو اپنے نفس کو سزا دے کہ اون شہوات سے پرہیز کرے اور اون علاقون کو کاٹ ڈالے
جسطرح کہ حضرت نے ایک چادر سیاہ پلو دار مین نماز پڑہی تھی بعد نماز کے اوسکو اوتار ڈالا اور
فرمایا کہ اسکو ابوجہم کے پاس لیجاؤ کہ اسنے مجھکو میری نماز سے غافل کر دیا اور مجھکو سادی چادر
لا دو اسیطرح ابوطلحہ اپنے باغ مین نماز پڑہتے تھے ایک چڑیا اودے رنگ کی اوپر درخت کے
جانے کو اوڑی اونکو وہ پرندہ اچھا معلوم ہوا یاد نرہا کہ کتنی رکعتین پڑہین حضرت سے عرض کیا
کہ آج یہ فتنہ مجہپر گزرا اب وہ باغ صدقہ ہے اسیطرح ایک دوسرے شخص کا ذکر ہے کہ اوسنے
باغ مین نماز پڑہی کہجور کا درخت پھلون سے لدا ہوا تھا اوسکے دہیان مین بھول گئے
کہ کتنی نماز پڑہی حضرت عثمان سے یہ ماجرا کہا اور باغ صدقہ کر دیا غرضکہ اکابر سلف فکر کی جڑ
کاٹنے اور کفارہ نقصان نماز کے لئے یہ تدبیرین کرتے تھے اور واقع مین اسکے سوا دوسری
بات مفید نہوگی اور نماز ہی کشاکش مین گزرے گی اور ان سب کی جڑ ایک چیز ہے یعنی دنیا
کی محبت یہ ہر اک برائی کی اصل اور ہر نقصان کی بنیاد اور ہر فساد کا منبع ہے جو کہ یہ دوا تلخ ہے
اسلئے طبیعتین اوسکو بدمزہ جانتی ہین اور روگ پرانا اور درد لاعلاج ہو گیا ہے کاش
ہمکو آدہی یا تہائی نماز ہی بے وسوسہ ملجائے تو اونہین لوگو نمین سے ہوجائین جنہونے اعمال
نیک مین اعمال بد کو ملا جلا دیا ہے غرضکہ جس شخص کو آخرت منظور ہو تو اوسپر لازم ہے کہ جب
اذان سنے تو اپنے دلمین دہشت قیامت کی پکار کے حاضر کرکے اوسکے سنتے ہی ظاہر و باطن
سے اوسکی اجابت کے لئے طیار ہو کر جلدی کرے ایسا آدمی اوسدن لطف کے ساتھ
پکارا جائیگا اذان سننے پر اپنے دل کا جائزہ لے اگر خوشی سے بھرا پائے اور جلد چلنے کی
رغبت دیکھے تو جان لے کہ دن جزا کے بشارت و فلاح پانے کی آواز آئیگی اسی جگہہ سے
حضرت نے فرمایا تہا ارحنا یا بلال کیونکہ حضرت کی آنکہہ کی ٹہنڈک نماز مین تھی اور جب طہارت
مصلے و جامہ و بدن کر چکے تو دل کی طہارت سے غافل نہو اوسکی طہارت کے لئے توبہ و ندامت
مین ساعی ہو اور آیندہ عزم عدم عود کا مصمم کرلے کہ یہ دل معبود کے دیکھنے کی جگہہ ہے اور جب

ستر عورت کرے تو کیا بات ہے کہ باطن کے عیب نہ چھپائے جائین اونکو دلمین حاضر کرکے
نفس سے سائل اونکے ستر کا ہو اور جی مین ٹھان لے کہ اللہ کی نظر سے وہ عیب اور
کوئی چیز چھپ نہین سکتی اسیلئے نادم ہونا اور اللہ سے حیا و خوف کرنا اونکا کفارہ ہوجاتا ہے
اس صورت مین سامنے اللہ کے ایسا کھڑا ہوگا جیسے کوئی غلام گنہگار بدکردار گریز پا اپنے
فعل سے پشیمان ہوکر سامنے اپنے آقا کے سر جھکائے شرمندہ خوف زدہ کھڑا ہوتا ہے
قبلہ رخ ہونے کے یہ معنی ہین کہ اپنی ظاہر چہری کو سب طرف سے پہیر کر کعبۂ الٰہی کیطرف کیا اب
کیا دل کا پہیرنا تمام معاملات سے طرف امر خدا کے اوس سے مطلوب نہین ہے ہرگز یون
نسمجھے بلکہ یہ جانے کہ اسکے سوا اور کوئی مقصود نہین ہے اور قیام سے یہ غرض ہے کہ اپنے
بدن و دل سے سامنے معبود کے خدمت بجالانے کو کھڑا ہوا ہے سر جھکا ہو دل خاشع ہو اور
اوس روز کا کھڑا ہونا یاد کرے کہ سامنے خدا کے کھڑا کرکے سوال کیا جائیگا اگر اللہ کے کنہ
جلال کو دریافت نکر سکے تو اتنا ہی سمجھے جیسے سامنے کسی بادشاہ دنیا کے کھڑے ہوتے ہین
ابو ہریرہ نے حضرت سے پوچھا تھا کہ اللہ سے حیا کسطرح ہوتی ہے فرمایا اسطرح شرماؤ جیسے
اپنے گھر کے کسی نیکبخت شخص سے شرماتے ہو رواہ البیہقی عن سعید بن زید مرسلا
اور نیت سے یہ بات دلمین پختہ کرے کہ اللہ نے جو حکم نماز کا دیا ہے اوسکو مینے مانا اور اللہ
کا احسان اپنے اوپر سمجھے کہ اوسنے باوجود بے ادب و کثیر العصیان ہونے کے مجکو اجازت
اپنی مناجات کی دی اور اس مناجات کی دلمین بڑی قدر کرے اور جانے کہ مین کس سے مناجات
کرتا ہون اب چاہیئے کہ ماتھا غرق عرق پشیمانی ہو اور ہیبت سے شانے تھرانے لگین اور مارے
ڈر کے رنگ زرد پڑ جائے اور اللہ اکبر کہنے مین جب زبان سے یہ لفظ نکلے تو دل کو موافق
زبان کے کرے دل اس قول کو جھوٹا نکرے اس امر کا ڈر نہایت بڑا ہے اور جب وجھت
وجھی للذی فطر السموات والارض کہے تو تامل کرے کہ چہرہ دل کا گھر و بازار کے مہمات
اور اپنی شہوات کیطرف مائل نہو بلکہ خالق ارض و سموات کی طرف متوجہ ہو ایسا ہرگز نکرے

کو مناجات کے شروع ہی مین جھوٹ اور بناوٹ کو دخل دے روئے دل طرف اللہ کی
اوسوقت پھرتا ہے جبکہ اوسکے غیر کی طرفسے پھیر لیا جاتا ہے اور اگر یہ بات ساری نماز مین میسر نہو
تو جسدم یہ کلمہ زبان پر ہوا اوسوقت تو یہ قول سچا ہو جب بسم اللہ الرحمن الرحیم کہے
تو یہ جانے کہ سب امور طرفسے اللہ کے ہین اور اسم سے غرض اسجگہہ مسمی ہے اور جب
سب کام اللہ کے ہوئے تو الحمد للہ رب العالمین کہنا بھی ٹھیک ہوا کیونکہ سب نعمتین اللہ
کی طرفسے ہین جو شخص کسی نعمت کو غیر اللہ کی جانب سے جانتا ہے یا اپنے شکر سے غیر اللہ
کا قصد کرتا ہے اور اوسکو مسخر حکم خدا کا نہین سمجھتا تو اوسکو بسم اللہ الحمد للہ کہنے مین اوتنا ہی
نقصان ہوگا جتنا کہ وہ طرف غیر اللہ کے ملتفت تھا جب الرحمن الرحیم کہے تو اپنے دلمین
اوسکے نوال و لطف کو حاضر کرے تاکہ اوسکی رحمت کا حال کھلے اور اوسکی امید اوبھرے پھر مالک
یوم الدین کہنے سے اللہ کی عظمت و ہیبت کو اوبھارے عظمت اس جہت سے کہ ملک سوا اوسکے
اور کسی کا نہین ہے خوف اس جہت سے کہ وہ مالک ہے دن جزا و حساب کا اوسدن کی ہول
سے ڈرنا چاہیئے ایاک نعبد کہنے سے اخلاص تازہ کرے اپنے حول و قوت سے بری ہوا ایاک
نستعین کہنے سے یہ بات ٹھانے کہ بے اوسکی مدد کے کوئی بندگی و طاعت نہین ہوسکتی
ہے اللہ کا بڑا احسان ہے کہ اوسنے اپنی طاعت کی توفیق دی اور عبادت کی خدمت لی اور
اوسکو اہل اپنی مناجات کا بنایا اگر فرضًا وہ اسکو توفیق سے محروم رکھتا تو یہ بھی شیطان لعین
کے ساتھ مین راندۂ درگاہ جہان پناہ ہو جاتا پھر اھدنا الصراط المستقیم کا بعد استعاذہ
و بسملہ و حمد و استعانت کے کہنا سوال کا معین کرتا ہے وہی چیز مانگے جو سب حاجات مین مہم تر
ہے اور اللہ کی مرضیات تک لیجائے اسکی تشریح و تاکید کے لئے یون کہے صراط الذین انعمت
علیہم مراد ان لوگون سے انبیاء و صدیقین و شہداء و صالحین ہین اور مراد غیر المغضوب
علیہم ولا الضالین سے سارے کفار و یہود و نصاری و مجوس و صابئین ہین پھر اس
درخواست کے قبول ہونے کے لئے آمین کہے یعنی ای رب تو ایسا ہی کر جب کوئی شخص الحمد کو

اسطرح پڑہیگا تو عجب نہین ہے کہ اون لوگونہین سے ہو جائے جنکے حقمین حدیث قدسی بروایت ابو ہریرہ نزدیک مسلم کے آئی ہے کہ مینے نماز کو درمیان اپنے اور اپنے بندے کے آدہون آدہ بانٹ لیا ہے آدہی میری ہے اور آدھی اوسکی اور میرے بندہ کو وہ ملیگا جو اوسنے مانگا ہے بندہ جب الحمد للہ رب العالمین کہتا ہے تو اللہ فرماتا ہے کہ میرے بندہ نے میری تعریف کی سمع اللہ لمن حمدہ کہنے سے یہی غرض ہے کہ اللہ نے قول حامد کو سُنا الحدیث اسیطرح نمازی جو سورت پڑہے اوسکے معنی سمجھے حاصل یہ ہوا کہ قراءت کے پڑہنے مین نمازی کو اللہ کے امر و نہی و وعد و وعید و نصیحت و اخبار انبیاء و احسانات کے ذکر مین غفلت نکرنا چاہیئے انمین ہر ایک بات کا ایک حق ہے مثلاً وعدہ کا حق رجا ہے وعید کا حق خوف ہے امر و نہی کا حق پکا ارادہ اوسکے بجالانے کا ہے نصیحت کا حق نصیحت ماننا ہے احسان کا حق شکر ادا کرنا ہے اخبار انبیاء کا حق عبرت پکڑنا ہے ان حقوق کو مقرب لوگ پہچانتے ہین اور وہی ان حقوق کو ادا کرتے ہین چنانچہ زرارہ ابن ابی اوفی نماز مین جب اِس آیت پر پہنچے فاذا نقر فی الناقور یعنی جب پھونکا جائیگا صور تو پچھاڑ کہا کر گرے اور مر گئے ابراہیم نخعی جب یہ آیت سُنتے اذا السماء انشقت تو اتنے بیقرار ہوتے کہ سارے جوڑ بدن کے تھرّاتے ابن عمر رضی اللہ عنہ ایسے نماز پڑہتے تھے جیسے کوئی غمزدہ ہوتا ہے غرضکہ یہ باتین بموجب فہم درجات کی ہوا کرتی ہین اور فہم اوتنا ہوتا ہے جتنا علم و تصفیۂ قلب زیادہ ہوتا ہے اسکے درجات کی کچھ انتہا نہین نماز دلونکی کُنجی ہے اوسمین الفاظ کے اسرار کُھلتے ہین یہی حق قراءت و ذکر و تسبیحات کا بھی ہے ابراہیم نخعی جب یہ آیت پڑہتے ما اتخذ اللہ من ولد وما کان معہ من الٰہ تو آواز پست کر دیتے جیسے کسی کو اس بات سے شرم آئے کہ اللہ پاک کا ذکر اون اوصاف سے کرے جو لائق اوسکی جناب پاک کے نہون ساری قراءت مین کہڑے رہنے سے یہ اشارہ ہے کہ دل اللہ تعالیٰ کے ساتھہ صفت حضور پر ایک ہی طرح قائم رہے حدیث مین آیا ہے کہ اللہ نمازی کیطرف متوجہ ہوتا ہے جبتک کہ نمازی اور طرف دہیان نکرے

سو جسطرح کہ سر و آنکھہ کی حفاظت اور طرف دیکھنے سے واجب ہے اسیطرح باطن کی حفاظت
نماز کے سوا اور طرف دھیان کرنے سے واجب ہے پھر اگر دل اور طرف متوجہ ہو تو اوسکو یاد
دلائے کہ اللہ پاک تیرے حال پر مطلع ہے اور مناجات والے کو غفلت کرنا دوبارہ اُسکے
پاس جانے کے لئے بہت بُرا ہے جب باطن خشوع کریگا تو ظاہر بھی فروتنی کریگا ابو بکر صدیق
نماز مین میخ کی طرح ہوتے تھے اور ابن زبیر لکڑی کیطرح اور بعض اکابر پر رکوع مین چڑیان
پتھر سا جانکر بیٹھہ جاتی تھین یہ سب باتین سامنے پادشاہان دنیا کے باقتضای طبیعت
ہو جاتی ہین تو سامنے شاہنشاہ حقیقی کے جن لوگون کو اوسکا حال معلوم ہے کیسے نہو نگی
اور جو شخص غیر اللہ کے سامنے پیٹ بھر کے فروتنی کرے اور سامنے معبود برحق کے اوسکے
ہاتھہ پاؤن ہلتے جلتے رہین تو وہ معرفت جلال الٰہی مین قاصر ہے اور نہین جانتا کہ اللہ اوسکے
دل اور وسوسون پر آگاہ ہے عکرمہ نے تفسیر آیۂ الذی یراک حین تقوم و تقلبک
فی الساجدین مین کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ قیام و رکوع و سجدہ و جلسہ کے وقت مین دیکھتا
ہے غرضکہ رکوع و سجدہ مین نئے سر سے اللہ کی بزرگی یاد کرے اور اتباع سنت کی نیت
رکھے اللہ کے عذاب سے پناہ مانگتے ہوئے ذلت و تواضع کے ساتھہ رکوع کرے اور زبان
سے سبحان ربی العظیم کہے تاکہ اوسکی عظمت اسکے اقرار سے ثابت ہو اور واسطے تاکید
عظمت کے مکرر سہ کرر کہے پھر سمع اللہ لمن حمدہ کہکر اوسکا شکر بجالائے ربنا لک الحمد
ملأ السموات والارض کہکر سجدے کے لئے جُھکے یہ سب مین زیادہ درجہ کی ذلت
ہے کہ مُنہ خاک پر رکھا پھر اگر ہو سکے کہ زمین پر سجدہ کرے اور چہرے مین کوئی حائل نہو تو
ایسا ہی کرے کہ اسمین خوب خاکساری و خواری معلوم ہوتی ہے اور یہ جانے کہ مینے اپنے
نفس کو جہان کا تھا وہان رکھدیا اور فرع کو اصل تک پہنچا دیا کیونکہ اصل پیدائش اُسکی
مٹی ہی سے ہوئی ہے اوسیطرف دوبارہ جائیگا اللہ کا احسان ہوا کہ اوسنے اس مٹی کو ایمان بخشا

اب اپنی ذلت اور اللہ کی عظمت کو یاد کر کے سبحان ربی الاعلیٰ کہے اور کمر سیدہ کر کہے
اور جانے کہ اللہ کی رحمت ذلت وضعف ہی کی طرف جھپٹتی ہے تکبر وشیخی پر نہین دوڑتی
اب اللہ اکبر کہتے ہوئے سر اوٹھائے اور اپنی حاجت ان الفاظ سے مانگے رب اغفر وارحم
وتجاوز عما تعلم یا جو دعا منظور ہو طلب کرے پھر خاکساری وتواضع کو دوبارہ سجدہ
کرنے سے پختہ کرے پھر جب واسطے تشہد کے بیٹھے تو ادب سے بیٹھے اور جانے کہ
جتنی چیزین تقرب کی ہین صلوات ہون یا طیبات وہ سب اللہ ہی کے لئے ہین اور یہی معنی
التحیات کے ہین اور حضرت کے وجود باجود کو یاد کر کے السلام علیک ایھا النبی و
رحمۃ اللہ وبرکاتہ کہے اور یہ آرزو کرے کہ یہ سلام اونکو پہنچے اور اسکا عمدہ جواب
عنایت ہو پھر اپنے اوپر اور سب نیک بندون پر سلام کہے اور یہ توقع کرے کہ اللہ مجھکو اس
سلام کے جواب مین بقدر شمار نیک بندون کے پورا سلام ورحمت کریگا پھر اللہ کی وحدانیت
وحضرت کی رسالت پر شہادت دے اور اللہ کے عہد کو ان شہادتون سے تازہ کرے پھر
اپنی نماز کے آخر مین جو دعا حدیث مین آئی ہو یا جو پسند آئے تواضع وخشوع ومسکنت
وعجز کے ساتھہ پڑہے اور سچی توقع قبول ہونے کی رکھے اور اس دعا مین والدین اور جملہ
اہل ایمان کو شریک کرلے اور سلام مین نیت حاضرین وملائکہ اور اتمام نماز کی کرے اور اللہ کا
شکر دل مین لائے کہ مجھکو اس طاعت کے پورا کرنے کی توفیق بخشی اور یہ سمجھے کہ مین اس
نماز کو رخصت کرتا ہون شاید پھر میری زندگی نہو کہ پھر مین ایسی نماز پڑہون پھر اپنے دل
مین نماز مین قصور ہونیکا خوف وشرم کرے اور اس بات سے ڈرے کہ کہین نماز نامقبول
نہو اور کسی گناہ ظاہر یا باطن کی جہت سے بُری ٹھیر کر مُنہ پر ماری نجائے بعض اکابر بعد
نماز کے کہتے تھے اللھم اغفرلی ما فیھا اور اوسکے ساتھہ ہی یہ توقع بھی رکھے کہ وہ اسکو
اپنے فضل وکرم سے قبول کریگا یحییٰ بن وثاب جب نماز پڑہ لیتے تو کچھہ ٹھیرتے اور اونکے
چہرے سے آثار ملال وغم کے معلوم ہوتے تھے ابراہیم نخعی بعد نماز کے ایکساعت ٹھیرے رہتے

گویا بیمار ہین یہ اون لوگون کی نماز ہوتی ہے جو خشوع و خضوع کرتے ہین اور نماز کی نگاہداشت
اور اوسپر مداومت رکہتے ہین اور جتنی اونکو قدرت و طاقت بندگی مین ہوتی ہے اوتنی ہی
مناجات مین مصروف ہوتے ہین آدمی کو چاہیئے کہ جو نماز پڑہے اوسمین انہین باتونکا
پابند رہے اور جو بات اوسکو ان امور مین سے حاصل ہو اوس سے خوش ہو اور جو
حاصل نہو اوسپر حسرت کرنا زیبا ہے اور اوسکے علاج مین کوشش کرنا لازم رہے غافل لوگ
سوا اونکی نماز تو محل خطر مین ہے ہان اگر اللہ اپنی رحمت کرے تو ہو سکتا ہے کیونکہ اوسکی
رحمت وسیع اور کرم عمیم ہے ہم اللہ سے سوال کرتے ہین کہ ہمکو اپنی رحمت مین ڈہانپ لیے
اور اپنی مغفرت سے ہمارا پردہ فاش نکرے کیونکہ ہمکو بجز اسکے کہ اُسکی طاعت بجالانے سے
عاجزی کا اقرار کرین اور کوئی وسیلہ نہین ہے بہرحال نماز کو آفات سے پاک کرنا اور فقط
اللہ کی ذات پاک کے لئے اوسکو خاص و خالص کرنا اور ہمراہ خشوع و تعظیم و حیا وغیرہا
کے پڑہنا دونین انوار کے حاصل ہونے کا سبب ہے اور یہ انوار علم مکاشفہ کی کنجیان
ہین اولیاء جو آسمان و زمین کے ملکوت اور ربوبیت کے اسرار مکاشفہ سے معلوم کرتے
ہین تو وہ بھی نماز ہی کے اندر خصوصًا سجدہ کی حالت مین معلوم کرتے ہین کیونکہ سجدہ کی
سبب بندہ اپنے رب سے نزدیک ہو جاتا ہے اسی لئے فرمایا ہے واسجد واقترب یعنی
سجدہ کر اور قرب حاصل کر اور ہر ایک نمازی کو نماز مین اوتنا ہی مکاشفہ ہوتا ہے جتنا کہ وہ
دنیا کی کدورات سے صاف ہوتا ہے اور یہ بات قوت و ضعف و قلت و کثرت و ظہور و خفا
مین مختلف ہوا کرتی ہے یہانتک کہ بعض کو چیز بعینہ منکشف ہوتی ہے اور بعض کو اوسکی
صورت مثالی معلوم ہو جاتی ہے اور بعض کو دنیا بصورت مردار نظر آتی ہے اور شیطان
کو کتے کی طرح اوسپر سینہ رکھے ہوئے دیکھتا ہے کہ اوسکی طرف بلا رہا ہے پھر مکاشفہ کی چیز
مین بھی اختلاف ہوتا ہے کسی کو اللہ کی صفات و جلال کا کشف ہوتا ہے اور کسی کو اوسکے
افعال کا اور کسی کو دقائق علوم معاملہ کا اور ان امور کے معین کرنے کے لئے ہر وقت مین اتنے

اسباب پوشیدہ ہوتے ہین جنکی نہایت نہین سب سے زیادہ سخت فکر دلی کی مناسبت ہے کہ
جب وہ کسی معین چیز مین مصروف رہتا ہے تو اوسی چیز کا انکشاف ہونا اولی ہوتا ہے اور
جو شخص مکاشفہ والونمین سے نہو تو اس سے کمتر تو نہونا چاہیئے کہ غیب پر ایمان و تصدیق
ہی رکھے جب تک کہ تجربہ سے خود مشاہدہ کرے زیادت درجات کی کنجیان یہی نماز ہے
قال تعالی قد افلح المومنون الذین ہم فی صلوتہم خاشعون پھر فرمایا والذین
ہم علی صلوتہم یحافظون فلاح کو وابستہ کیا ہے خشوع و محافظت کے ساتھہ پھر ان صفات
کا ثمرہ بیان کیا اولئک ہم الوارثون الذین یرثون الفردوس ہم فیہا خالدون مجھکو
معلوم نہین ہوتا کہ زبان کے ٹپر ٹپر کرنے کو باوجود غفلت دل کے اِس درجہ کی فضیلت ہو
اسی لئے فرمایا ہے ماسلککم فی سقر قالوا لم نک من المصلین اللہ ہمکو بھی اون لوگونمین
سے کرے جو نماز اچھی طرح پڑہتے ہین آمین آسکے بعد غزالی رح نے کچھہ حکایات خاشعین کی لکھی
ہین پھر آداب امامت کے پھر فضیلت جمعہ کی مع آداب وسنن و شرائط پھر چند مسائل متفرق
جنمین اکثر لوگ مبتلا ہین پھر نماز ہاے نفل کا ذکر کیا ہے جو سنت یا مستحب یا تطوع ہین پھر وہ
نوافل جو ہفتہ مین مکرر ہوتے ہین پھر بیان نماز عیدین و تراویح و نماز رجب و شعبان کا کیا
ہے پھر نماز کسوف و خسوف و نماز جنازہ و تحیۃ المسجد و تحیۃ الوضو و نماز استخارہ و نماز حاجت
و صلوۃ التسبیح کا حال لکھا ہے یہ بیانات مطابق فقہ و اخبار کے ہین لکن بعض ایسے امور کا
ذکر کیا ہے جسکی سند صحیح نہین ہے جیسے نماز ہفتہ یا رجب یا شعبان و نحوہا اِن ابواب مین طالب
آخرت کو یہ چاہیئے کہ کتب صحیحہ پر اعتماد کرے مثلاً نماز نوافل کو کتاب نزل الابرار یا اذکار
نووی یا حصن حصین سے اخذ کرے اور آداب وسنن کو کتاب ہدی نبوی و سفر السعادۃ
سے معلوم کرلے اور ادای جملہ آداب وسنن و شروط مین اصح الصحیح پر نظر رکھے یہ نکرے کہ
روایات ضعیفہ پر چلے اور صحیحہ کو چھوڑ دے یا فرائض کو ضائع کرے اور نوافل کے پیچھے پڑے
وہ نوافل عبادات و نمازہای تطوع و آداب جو سنن صحیحہ سے ثابت ہین وہ بھی بہت ہین

اگر کوئی شخص اون سب کو بجالائے تو سمجھو کہ وہ اپنے وقت مین مومن کامل ہے وباللہ التوفیق اب تو وہ زمانہ آیا ہے کہ سو نفر مین دو چار مومن بھی مصداق اسلام فقہی کے نہین ہین اسلام عرفانی کا کیا ذکر ہے پھر ترقی کرنا مقامات ولایت پر اور پہنچنا علوم مکاشفہ تک کی آجکل کے خواص مسلمین عوام مسلمین زمانہ سلف کو نہین پہونچتے اکابر سلف سے مشابہت پیدا کرنے کا کیا ذکر ہے زمانہ واہل زمانہ کو دیکھکر اب بڑی آرزو یہی ہوتی ہے کہ کہین ایمان ہی پر موت آجائے ثواب نہ ملے تو عذاب ہی سے کسیطرح نجات ملجائے لکن اکثر خلق کو اتنی بات کی بھی پروا نہین ہے اب تو اسی حیات دنیا کو رأس المال ٹھیرالیا ہے اور محبت دنیا کو وسیلہ سعادت کا بنالیا ہے آخرت کو تو بھول کر بھی کوئی یاد نہین کرتا علماء جستجو مین ہین عوام محو گفتگو ہین فقراء کو بکو ہین اہل طبیعت کا دور ہے حکمت عملی کا زور ہے ہر طرف سے برّ و بحر مین فساد و فتنہ کا شور ہے کم سے کم بھلا ویسی نماز تو ہو جسکی ترکیب کسی نے رسالہ اُردو ہے حقیقۃ الصلوٰۃ مین لکھی ہے

باب سوم بیان مین بناء سوم اسلام کے

اسمین اسرار زکاۃ کا بیان ہی اللہ نے زکوٰۃ کو ایک رکن اسلام کا بنایا ہے اور بعد نماز کے اسی کا ذکر فرمایا ہے اور ارشاد کیا ہے واقیموا الصلوٰۃ واٰتوا الزکوٰۃ اور حضرت نے حدیث بناء اسلام مین کہا ہے واقام الصلوٰۃ وایتاء الزکوٰۃ اور قرآن مجید مین زکوٰۃ نہ دینے والون کے حق مین وعید شدید آئی ہے والذین یکنزون الذھب والفضۃ ولا ینفقونھا فی سبیل اللہ فبشرھم بعذاب الیم مراد راہ خدا سے اسجگہ زکاۃ کا نکالنا ہے حدیث مین فرمایا ہے کوئی اونٹ والا بکریون والا گایون والا اونکی زکات نہ دیگا تو وہ چوپائے دن قیامت کے نہایت بڑے اور موٹے ہو کر آئینگے اور اوس شخص کو اپنے سینگون سے مارینگے اور اپنے کھرون سے کچلین گے جب اوّل سے آخر تک وہ چوپائے مارچکین گے تو پھر دوبارہ اسیطرح شروع کرینگے یہ عذاب اوسوقت تک ہوگا کہ لوگون کے درمیان حکم کیا جائے یہ حدیث صحیحین مین آئی ہے وہ دن

پچاس ہزار برس کا ہوگا زکوۃ چہ قسم ہے ایک چوپایونکی زکوۃ دوسرے غلات پیداوار کی زکوۃ تیسرے چاندی سونے کی زکوۃ چوتھے مال تجارت کی زکوۃ اسمین اختلاف ہے اہل حدیث کے نزدیک یہ زکوۃ ثابت نہین ہے اگرچہ جمہور اسکو واجب کہتے ہین پانچوین دفینہ وکان کی زکوۃ چھٹے صدقہ فطر کی زکوۃ ان سب اقسام کے احکام کتب فقہ مین لکھے ہین اور غزالیؒ نے بھی اس مقام مین شرح اونکی مطابق اپنے مذہب کے تحریر کی ہے لیکن وہ احکام جو منصوص کتاب وسنت ہین اونکا دریافت کرنا نیل الاوطار و روضہ ندیہ سے ضرور ہے اسجگہہ ذکر کرنا اونکا مقصود نہین یہان تو بیان کرنا شروط ظاہری وباطنی کا مطلوب ہے سو ظاہری شروطین پانچ امر ہین ایک نیت یعنی دل سے ارادہ فرض زکوۃ دینے کا کرے یہ ضرور نہین کہ اموال کو معین کرے کہ فلان فلان مال کی زکوۃ دیتا ہون پھر اگر کوئی مال اسکے پاس نہین ہے بلکہ اور کہین ہے اور اسنے کہدیا کہ اگر میرا مال غائب بچا ہوا ہے تو یہ اوسکی زکوۃ ہے ورنہ صدقہ نفل ہے تو یہ جائز ہے کیونکہ اگر بالفرض صراحت نکرتا تو بھی یون ہی ہوتا اور جب کہ زکوۃ دینے کے لئے کسی کو وکیل کیا اور نیت کرے تو یہ بھی کافی ہے دوسرے برس روز پورا ہونے پر جلدی کرنا اور صدقہ فطر کو روز عید سے تاخیر نکرنا اور جو شخص باوجود قدرت کے اداء زکوۃ مین دیر کرے گا وہ گنہگار ہوگا اور دو برس کی زکوۃ پیشتر دینا بھی درست ہے تیسرے یہ کہ زکوۃ واجب کا عوض باعتبار قیمت کے ندے بلکہ جو چیز واجب ہوئی ہو وہی دیوے یہانتک کہ سونے کی عوض چاندی اور چاندی کے عوض سونا ندے اگرچہ قیمت بڑھا کر ہی دے یہ مذہب امام شافعی کا یہی ہے چوتھے یہ کہ صدقہ کو دوسرے شہر مین نہ لیجائے کیونکہ ہر شہر کے محتاج وہان کے اموال کو تاکتے ہین پھر اگر ایسا کرے گا تو ایک قول کے بموجب کافی ہوگا مگر شبہہ خلاف سے باہر ہو جانا اچھا ہے یعنی ہر شہر کی زکوۃ اوسی جگہہ کے غرباء مین تقسیم کرے پانچوین یہ کہ مال زکوۃ کے اوتنے حصے کرے جتنے مصرف کے اقسام اوس شہر مین موجود ہون کیونکہ ساری اقسام مصارف زکوۃ کو پہنچانا مزکی پر واجب ہے بدلیل قوله تعالی انما الصدقات للفقراء والمساکین الخ

یعنی صدقات ان سب لوگون کو پہنچنا چاہیئے آیت مین تمام اقسام کی شرکت مراد ہے اب ان
آٹھ قسمون مین سے دو قسمین تو اکثر شہرون مین مفقود ہین ایک مولفۃ القلوب دوسرے عاملین۔
رہین چار قسمین سو وہ تمام شہرون مین موجود ہین یعنی فقراء و مساکین و قرضدار و مسافر
جنکے پاس مال نہو اور دو قسمین ایسی ہین کہ بعض بلاد مین ہین اور بعض مین نہین یعنی غازی
و مکاتب پس اگر شہر مین مزکی کے پانچ مصرف ہون تو پانچ حصے برابر کرے اور ایک حصہ ایک
قسم کا معین کردے پھر ان پانچون حصون کے تین تین ٹکڑے یا زیادہ یا برابر یا کم کرنیکا اختیار
ہے یہ واجب نہین ہے کہ اون اقسام کے ہر شخص کو بھی برابر دے بلکہ ایک قسم کے دس آدمیونکو
اور دوسری قسم کے بیس آدمیون کو دیسکتا ہے ہر قسم مین تین آدمیون سے کم نہ کرے یہی حکم
صدقۂ فطر کا بھی ہے تیسرے آداب باطن اونمین ایک علت وجوب زکوۃ کا پہچاننا ہے اور وجہ
امتحان کا خیال کرنا اور یہ بات کہ زکوۃ کیون ایک رکن اسلام ٹھہری ہے یہ تصرف مالی ہے
کچھہ عبادت بدنی نہین سو اسکی تین وجہین ہین ایک یہ کہ شہادت کلمتین دینا اور توحید کو لازم
پکڑنا اسطرح ہے کہ موحد کے نزدیک سوا احد یکتا کے اور کوئی محبوب نرہے کیونکہ محبت شرکت
کو قبول نہین کرتی اور فقط زبان سے موحد ہونا کم نفع دیتا ہے بلکہ امتحان درجۂ محبت کا
مفارقت اشیاء محبوبہ سے لیا جاتا ہے اور خلایق کے نزدیک مال بہت محبوب ہے دنیا
کی کاربرآری کا یہی ذریعہ ہے اس جہان مین اسی سے اونکو انس رہتا ہے اور موت سے
نفرت کرتے ہین باوجودیکہ موت مین ملاقات محبوب کی میسر ہے اسلیئے واسطے ثبوت صدق دعوے
کے امتحان اس محبوب چیز کا لیا گیا کہ جو چیز تمہاری معشوق ہے اوسکو ہماری راہ مین دو و لہذا
اللہ نے فرمایا ہے ان اللہ اشتری من المومنین انفسہم واموالہم بان لہم الجنۃ اِس
بنیاد پر آدمی تین قسم ہین ایک وہ جنہون نے توحید کو سچی طرح ادا کیا اور اپنے سب مال سے
دست بردار ہوئے نہ اشرفی رکھی نہ روپیہ جیسے ابو بکر صدیق کہ اپنا سب مال دے ڈالا اور
حضرت عمر نے نصف مال دیا دوسرے وہ لوگ ہین جو اتنے درجے مین کم ہین اپنا مال روکتے

ہین اور اوقات حاجت مین مواسم خیرات کو تاکتے رہتے ہین اونکا قصد جمع مال سے یہ ہے
کہ بقدر حاجت خرچ کرین عیش نہ اوڑادین اور جو حاجت سے بچے اوسکو نیک راہ مین جب
موقع ملے دے ڈالین اور یہ لوگ صرف مقدار زکوۃ پر قناعت نہین کرتے بلکہ زکوۃ کے سوا اور
صدقات بھی دیدیتے ہین نخعی و شعبی و عطا و مجاہد جیسے علمار کا یہ مسلک ہے کہ مال مین زکوۃ کے
سوا اور بھی حقوق ہین شعبی نے کہا اللہ نے فرمایا ہے واتی المال علی حبہ ذوی القربی
والیتامی الخ دوسری دلیل یہ ہے ومما رزقناھم ینفقون تیسری دلیل یہ ہے وانفقوا مما
رزقناکم یہ آیات زکوۃ سے منسوخ نہین ہوئی بلکہ مسلمانون کے حق جو ایک دوسرے پر ہین
اسمین داخل ہین مطلب انکا یہ ہے کہ تونگر آدمی جب کسی محتاج کو پائے تو اوسپر واجب ہے کہ اسکی
حاجت کو مال زکوۃ کے سوا دور کرے تیسرے لوگ وہی ہین جو فقط اداء واجب پر اکتفا کرتے
ہین نہ اوسپر بڑہائین اور نہ اوس سے گھٹائین اور یہ مرتبہ سب مرتبون سے کم ہے عوام سب کے
سب اسی پر کفایت کرتے ہین کیونکہ مال پر مائل و بخیل ہوتے ہین اور آخرت کی محبت اونکو کم
ہوتی ہے قال تعالیٰ ان یسألکموھا فیحفکم تبخلوا یعنی اگر تمسے مال مانگے اور مبالغہ
کرے تو تم بخل کرو سو اوس بندہ مین جس سے اللہ نے مال و جان عوض جنت کے مول
لیا ہے اور اوس شخص مین جسپر بسبب بخل کے مبالغہ نکیا جاتا ہو بہت فرق ہے دوسری وجہ
وجوب زکوۃ کی پاک کرنا ہے صفت بخل سے کیونکہ یہ صفت مہلکات مین سے ہے حضرت نے
فرمایا ہے ثلث مہلکات شح مطاع وھوی متبع واعجاب المرء بنفسہ اور اللہ نے
کہا ہے ومن یوق شح نفسہ فاولئک ھم المفلحون اور ظاہر ہے کہ صفت بخل کی اسیطرح
دور ہوتی ہے کہ آدمی مال کے دے ڈالنے کی عادت کرے کیونکہ محبت کسی چیز کی نہین جاتی جبتک
کہ نفس کو اوسکی جدائی پر زور نہ دیا جائے یہانتک کہ اوسکے جدا ہونیکا خوگر ہو جائے اسی
وجہ سے زکوۃ پاک کرنیوالی ہے یعنی ناپاکی بخل سے جو مہلک ہے اور زکوۃ کا پاک کرنا اوسیقدر
ہوگا جسقدر آدمی کو اوسکے دینے سے خوشی اور راہ خدا مین صرف کرنے سے راحت ہوگی۔

تیسری وجہ شکر نعمت ہے کیونکہ اللہ کی نعمت خود بندہ پر اور اوسکے مال مین ہے سو عبادت بدنی نعمت بدن کا شکر ہے اور عبادت مالی نعمت مال کا شکر ہے اس صورت مین وہ شخص بڑا خسیس ہے جو فقیر کو تنگ روزی دیکھے اور اپنا محتاج پائے معہذا اوسکا جی گوارا نکرے کہ اللہ کا شکر بجالائے کہ مجھکو سوال سے غنی کیا اور دوسرے کو میرا دست نگر بنایا اور چالیسوان حصہ خواہ دسوان حصہ نہ نکالے دوسرا ادب باطنی یہ ہے کہ وقت وجوب سے پیشتر ہی زکوۃ دے تاکہ تعمیل حکم خدا مین رغبت پائی جائے اور فقراء کے دلون کو آسائش پہنچے اور موانع زمانہ سے برطرف رہین کہ معلوم خیرات مین کچھہ حرج نہ پڑ جائے کیونکہ تاخیر مین بہت سی آفات ہوتی ہین اگر وقت وجوب سے دیر ہو جائیگی تو گناہ مین پڑیگا سو جبکہ باطن مین کوئی باعث خیر کا ظاہر ہو تو اوسکو غنیمت جانے کیونکہ وہ فرشتے کا اوتارا ہے اور مومن کا دل اللہ کی دو اونگلیون کے بیچ مین ہے اوسکو پلٹتے دیر نہین لگتی علاوہ اسکے شیطان مفلسی کا خوف دلاتا ہے اور فحش و منکر کا حکم کرتا ہے اور اگر کسی خاص مہینے مین زکوۃ دیا کرتا ہو تو زکوۃ اوس ماہ کے لیے معین کر کے رکھہ چھوڑے اور کوشش کرے کہ زکوۃ دینے کا وقت افضل وقتون مین ہو تاکہ قربت بھی زیادہ ہو اور زکوۃ بھی دو چند ہو جائے مثلاً ماہ محرم مین دے کہ یہ مہینا سال کا شروع ہے اور اشہر حرم مین سے ہے یا رمضان مین زکوۃ نکالے کہ حضرت اس ماہ مین زیادہ تر سخاوت کرتے تھے آندھی کیطرح ہوتے تھے کہ کوئی چیز گھر مین نچھوڑتے اور رمضان مین شب قدر کی بھی فضیلت ہے اور اوسمین قرآن اوترا ہے اسیطرح ماہ ذیحجہ بھی بہت فضیلت رکھتا ہے کہ حرام مہینون مین سے ہے اور اوس مین حج اکبر ہوتا ہے اور ایام معلومات یعنی عشرۂ اولی اوسمین ہے اور ایام معدودات یعنی ایام تشریق بھی اوسمین ہین ماہ رمضان مین بہتر عشرۂ اخیر ہے اور ماہ ذیحجہ مین عشرۂ اولی تیسرا ادب یہ ہے کہ زکوۃ پوشیدہ دے تاکہ نمود و شہرت و ریا سے دور رہے صحیحین مین منجملہ اون سات شخصون کے جنکو اوسدن نیچے عرش کے سایہ ملیگا ایک وہ شخص بھی ہے جسنے کوئی صدقہ دیا اور اوسکے بائین کو خبر نہوئی کہ اوسکے دہنے نے کیا دیا ہے ابو امامہ کا لفظ مرفوعاً یہ ہے صدقة السر تطفی غضب الرب

اور اللہ پاک نے فرمایا ہے وان تخفوہا وتؤتوہا الفقراء فہو خیر لکم پس جو شخص اپنے صدقہ
کو کہتا پھرتا ہے وہ شہرت کا طالب ہے اور جو لوگون کے مجمع مین دیتا ہے وہ ریا کا خواہان ہے
اور پوشیدہ دینے اور چپ رہنے مین ان دونون آفتون سے بچاؤ ہے بعض اکابر اتنا مبالغہ کرتے
کہ لینے والا دینے والے کو نہ پہچانتا بعض اندھے کے ہاتھہ مین ڈالدیتے اور بعض فقیر کے رستہ مین
پھینکدیتے اور بعض سوتے ہوئے فقیر کے پلو مین باندہ دیتے اور بعض دوسرے شخص کے ہاتھہ
سے فقیر کو پہنچادیتے کہ اوسکو دینے والیکا حال معلوم نہوا اور درمیانی سے کہدیتے کہ حال پوشیدہ
رکھنا یہ سب اسلیئے تھا کہ اللہ کے غصے کو بجھائین اور شہرت و ریا سے بچین اور جب ایسی صورت
ہو کہ بدون ایک شخص کے معلوم کیئے خیرات ندیسکے تو بہتر یہ ہے کہ ایک وکیل کو سپرد کردے کہ وہ
مسکین کو دیدے اور اوسکو خبر نہو کہ کسنے دیا مسکین کے پہچاننے مین ریا و احسان دونون ہین اور
درمیانی کے جاننے مین صرف ریا ہی ہوگی دو باتین تو نہونگی بخل کی صفت قبر مین بشکل گزندہ بچھو کے
ہوگی اور ریا کی صفت سانپ کی سی ہوگی چوتھا ادب یہ ہے کہ جہان یہ جانے کہ میری ظاہر زکوۃ دینے سے
اورونکو رغبت ہوگی اور وہ میری پیروی کرینگے تو وہان ظاہر دیوے اسصورت مین ریا سے بچنے کا طریق وہ ہے جو باب الریا
مین ذکر کیا گیا ہے اور اظہار کے باب مین اللہ نے فرمایا ہے ان تبدوا الصدقات فنعما ہی یہہ
اوسی جگہہ کے لئے ہے کہ حال مقتضی ظاہر دینے کا ہو یا دوسرون کے اقتداء کے لئے دے قال تعالی
وانفقوا مما رزقنا کم سرا وعلانیۃ یا اگر سائل نے مجمع مین سوال کیا ہے تو ڈر سے ریا کے
ترک تصدق نکرے اور حتی الوسع باطن کو ریا سے بچائے غرضکہ ظاہر دینے مین جو فائدہ ہے اوسکو
اوس خرابی سے جو اسمین لازم آتی ہے غور سے سمجھہ لے کیونکہ یہ امر باختلاف احوال و اشخاص اور کا
اور ہوجاتا ہے یہانتک کہ بعض اوقات بعض کو ظاہر دینا ہی بہتر ہوتا ہے پانچوان ادب یہ ہے کہ
اپنے صدقہ کو منّ و اذیٰ سے باطل نکرے قال تعالی لا تبطلوا صدقاتکم بالمن والاذی
مت برباد کرو اپنی خیرات احسان رکھکر اور ستا کر بعض نے کہا منّ یہ ہے کہ صدقہ کا ذکر کرے لوگون
سے کہے اذیٰ یہ ہے کہ اوسکو ظاہر کرکے دیوے بعض نے کہا منّ یہ ہے کہ اوسکی عوض مین فقیر سے

خدمت لیوے آذی یہ ہے کہ اوسکو فقیری کا ننگ دلائے یا منّ یہ ہے کہ فقیر پر اپنے دینے کی
جہت سے تکبر کرے آذی یہ ہے کہ اوسکو سوال پر گھڑکے دہمکائے غزالی رحمہ نے کہا ہے میرے نزدیک
یہ ہے کہ منّ کی ایک جڑ ہے جو منجملہ احوال وصفات دل کے ہے پھر اوس سے جوارح وزبان پر متفرع
ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ دینے والا یہ سمجھتا ہے کہ مینے فقیر پر انعام واحسان کیا حالانکہ اوسکو یہ سمجھنا
چاہیئے کہ فقیر کا مجھپر احسان ہے کہ اوسنے اللہ کا حق مجھسے قبول کیا جسکے سبب سے میری طہارت ونجات
دوزخ سے ہوگی اگر وہ قبول نکرتا تو میرا گلا اوس حق مین پھنسا رہتا تو زیبا یہ ہو کہ فقیر کا احسان اپنے
اوپر مانے حدیث ابن عباس مین رفعًا آیا ہے کہ صدقہ پہلے اس سے کہ سائل کے ہاتھہ مین پڑے
اللہ کے ہاتھہ مین پڑتا ہے رواہ الدار قطنی فی الافراد وقال غریب تو اب یون سمجھے کہ مین اللہ کا
حق دیتا ہون اور فقیر جو اوسکو لیتا ہے وہ اللہ سے اپنا رزق پاتا ہے اور پہلے یہ مال اللہ کا
ہو جاتا ہے پھر فقیر کو ملتا ہے سو جب آدمی اس اصل سے جاہل ہوتا ہے تو دو باتین متفرع ہوتی ہین
ایک صدقہ کا ذکر کرنا ظاہر کرنا دوسرے فقیر سے اوسکا بدلا چاہنا کہ شاکر و داعی وخادم ومعظم ہو یہ
سب امور منت کے ثمرے ہین اور اذی کے معنی ظاہر ہین تو جھڑکی وعیب لگانے وسخت کلامی
وترشروئی اور پردہ دری فقیر کے کرنے کی ہین لکن باطن مین دو باتین ہوتی ہین ایک مال سے دست بردار
ہونا جو جی کو برا لگتا ہے اور نفس پر شاق گزرتا ہے دوسرے یہ سمجھنا کہ مین فقیر سے بہتر ہون نہ بسبب
محتاجی کے مجھسے کم رتبہ ہے سو منشا ان دونون امر کا جہالت ہے اسلئے کہ جو کوئی ہزار کے عوض مین
ایک درم دینے کو برا جانے اوس سے زیادہ کون احمق ہوگا اور اگر فضل فقر کا غنا پر معلوم کرے تو
کبھی فقیر کو حقیر نجانے بلکہ اوسکے رتبہ کی تمنا کرے صلحا و اغنیا پر پانسو برس بعد فقراء صلحاء سے
جنت مین جائینگے بعض اکابر صدقہ کو فقیر کے سامنے رکھکر آپ کھڑے رہتے اور فقیر سے التجا اوسکی قبول
کی کرتے اور بعض خود فقیر کے پاس جاکر دیتے اوسکا اپنے پاس آنا اچھا نہ جانتے بعض ہاتھہ پر
صدقہ رکھکر فقیر کے سامنے ہتیلی پھیلا دیتے تاکہ فقیر اوسکو اوٹھالے اور اوپر ہاتھہ فقیر ہی کا رہے
عائشہ وام سلمہ کو اگر کوئی فقیر کچھہ لیکر دعا دیتا تو عوض اوسکے اوتنی ہی دعا اوسکو دیتین تاکہ دعا کا

بدلہ دعا ہو کر صدقہ بیچار ہے وہ لوگ فقیر کی دعا کے متوقع نرہتے کہ دعا بھی ایک طرح کی مکافات
ہے حضرت عمر وابن عمر بھی یہی کرتے تھے کہ عوض دعا کے دعا دیتے زکوۃ مین یہ شرط کہ من واذی
نہو بجای شرط خضوع کے نماز مین ہے فقیہ کا فتوی کہ زکوۃ ادا ہوگئی آدمی بری الذمہ ہوا گویہ شرط
مفقود ہو دوسری بات ہے چھٹا ادب یہ ہے کہ اپنی دہش کو کم جانے اگر زیادہ جانیگا تو معجب
ہوگا اور عُجب مُہلک ہے عمل کو باطل کرتا ہے قال تعالی اذا عجبتکم کثرتکم فلم
تغن عنکم شیئا اہل علم نے کہا ہے طاعت کو جتنا چھوٹا جانیگا وہ نزدیک اللہ کے بڑی
ہوگی اور معصیت کو جتنا بڑا جانیگا وہ نزدیک اللہ کے چھوٹی ہوگی یہ زیادہ جاننا خیرات کا مَن
واذی کے سوا تیسری بات ہے اسکے دوا علم وعمل ہے علم یہ ہے کہ یون جانے کہ دسوان یا چالیسوان
حصہ سب مین سے نہایت کم ہے اور جو تین درجے خیرات کرنے کے ہین اونمین یہ درجہ سب سے زیادہ خسیس
درجہ ہے اب چاہیئے کہ شرمائے نہ یہ کہ اوسکو بڑا جانے اور اگر درجہ اول پر ترقی کرے اور کل یا
اکثر مال دے ڈالے تو یہ سوچے کہ یہ مال میرے پاس کہانسے آیا اور مین کہان اسکو صرف کرتا ہون
کیونکہ مال تو اللہ کا ہے یہ اللہ کا احسان ہے کہ اوسنے مجھے دیا توفیق صرف کی بخشی تو خدا کے حق مین
کچھہ دیکر بڑا جاننا نہ چاہیئے کہ وہ تو خود اوسی کا ہے اور اگر اس نظر سے دیا ہے کہ ثواب آخرت ملے تو
جسکے عوض مین دگنا چوگنا پائیگا اوسکو کیون بڑا جانے عمل یہ ہے کہ صدقہ کو شرمندہ ہو کر دے
کہ بقیہ مال روک رکھا ہے اور خدا کی امانت کے خرچ کرنے مین بخل کیا ہے ساتوان ادب یہ ہے کہ صدقہ
کے لئے اپنے مال مین سے بہت عمدہ وپاکیزہ چیز نکالے کیونکہ اللہ پاک ہے پاک ہی مال کو قبول کرتا ہے
جب مال شبہہ کا ہوگا تو عجب نہین کہ وہ اسکی ملک ہی نہو تو پھر اپنے موقع پر نہوگا یہ بڑی بے ادبی
ہے کہ اپنے لئے یا اپنے اہل خدام کے لئے اچھا مال رکھے اور اللہ پر اورونکو ترجیح دے اللہ نے
فرمایا ہے یا ایہا الذین اٰمنوا انفقوا من طیبات ما کسبتم ومما اخرجنا لکم من الارض
ولا تیمموا الخبیث منہ تنفقون ولستم باٰخذیہ الا ان تغمضوا فیہ یعنی ایسی چیز
ندو جسکو تم بغیر کراہت وحیا کے نہ لو حدیث ابو ہریرہ مین فرمایا ہے ایکدرم لاکھہ درہمون سے

سبقت لیجاتا ہے رواہ النسائی والحاکم اسکی وجہ یہ ہے کہ آدمی اوس درم کو اپنے نہایت عمدہ واچھے مال مین سے نکالتا ہے ولہذا یہ صدقہ رضا وخوشی سے دیا جاتا ہے اور کبھی لاکھ درہم ایسے مال سے دیتا ہے جسکو خود بُرا جانتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ جس چیز کو محبوب رکھتا ہے اوسپر اللہ تعالیٰ کو ترجیح نہین دیتا اسیلئے اللہ تعالیٰ نے اون لوگون کی مذمت کی ہے جو اللہ کے لئے ایسی چیز ٹھیراتے ہین جسکو وہ مکروہ رکھتے ہین قال تعالیٰ ویجعلون للہ ما یکرھون وتصف السنتھم الکذب ان لھم الحسنی لاجرم ان لھم النار آٹھوان ادب یہ ہے کہ اپنے صدقہ کے لئے ایسے لوگ جستجو کرے جنسے صدقہ کو زیبا ور طہارت ہو جائے یہ نہین کہ آٹھون قسمون مین سے جیسا ہوا وسکو پہنچا دینا چاہئے بلکہ اون لوگون مین چھہ وصف لحاظ کرے جسمین وہ صفات ہون اونکو دیوے **اول** یہ کہ پرہیزگار دنیا سے روگردان صرف آخرت کی تجارت مین مشغول ہو حضرت نے فرمایا ہے لاتاکل الا طعام تقی ولا یاکل طعامک الا تقی رواہ ابوداؤد والترمذی ضحاک نے مرسلاً کہا ہے کہ تم اپنے طعام کے لئے اوس شخص کی ضیافت کرو جس سے تمکو محبت فی اللہ ہو اور بعض علما اپنا مال سوا فقراء صوفیہ کے اور کسی کو ندیتے جب اونسے پوچھا تو کہا یہ وہ لوگ ہین کہ انکی ہمت خدا کے لئے ہے جب انکو فاقہ ہوتا ہے تو انکی ہمت پریشان ہو جاتی ہے اگر ایک شخص کو مین صدقہ دیکر اوسکی ہمت خدا کی طرف متوجہ کرون تو میرے نزدیک یہ بہتر ہے اس سے کہ ہزار شخصون کو دون جنکی ہمت دنیا کی طرف ہو یہ بات کسی نے سامنے جنید رضی اللہ عنہ کے نقل کی آپنے بہت پسند کی اور کہا کہ وہ شخص اللہ کا ولی ہے مینے بہت مدت سے اس سے بہتر بات نہین سُنی **دوم** یہ کہ جسکو دے وہ خاص کر اہل علم مین ہو کہ اسمین علم پر مدد کرنا ہوگا اور علم بہت عبادتون سے اشرف ہے بشرطیکہ نیت درست ہو ابن المبارک اپنا صدقہ خاص اہل علم کو دیا کرتے جب کہا کہ اگر آپ عام کردین تو اچھا ہے فرمایا مین بعد درجہ نبوت کے کوئی درجہ علماء کے درجے سے افضل نہین جانتا انکو دینا گو علم کے لئے کوئی فرصت نکالدینی ہے **سوم** یہ کہ وہ شخص اپنے تقوی مین سچا ہو اور علم توحید مین

پکا توحید اسطرح کہ جب کسی سے مال لیوے تو اللہ کی حمد کرے اور اسکا شکر بجالائے اور جانے کہ یہ نعمت اوسی
کیطرف سے ہے درمیانی شخص کا لحاظ نکرے لقمان نے اپنے بیٹے کو وصیت کی تھی کہ اپنے اور
خدا کے درمیان مین دوسرے کو نعمت دینے والا مت ٹھیرانا پس جو شخص اس امر پر یقین کرے گا
اوسکی نظر بجز مسبب الاسباب کے اور طرف نہوگی اور جس کسیکا باطن درمیانی واسطون کیطرف
التفات کرنے سے صاف نہین تو اوسکا دل گویا کہ شرک خفی سے جدا نہین ہوا ہے اوسکو چاہیے کہ
اللہ سے ڈرے اور اپنی توحید کو کدورات وشبہات شرک سے پاک کرے **چہارم** یہ کہ وہ شخص
مستور الحال ہو اپنی حاجت کو چھپاتا ہو بہت سی شکایت ودرد کا اظہار نکرتا ہو یا صاحب مروت
ہو جبکی نعمت جاتی رہی ہو اور عادت باقی ہو اور زندگی وضعداری سے بسر کرتا ہو قال
تعالیٰ یحسبھم الجاھل اغنیاء من التعفف تعرفھم بسیماھم لا یسئلون الناس
الحافا انکو دینا بہ نسبت علانیہ سوال کرنیوالون کے کئی گنا ثواب زیادہ رکھتا ہے **پنجم** یہ کہ
وہ شخص صاحب عیال ہو یا مرض مین گرفتار یا کسی اور حال مین مبتلا کما قال تعالیٰ الذین
احصروا فی سبیل اللہ لا یستطیعون ضربا فی الارض یعنی جو لوگ طریق آخرت مین بہ سبب
عیال یا تنگی رزق یا اصلاح دل کے گھر گئے ہین کہ زمین مین جانے کی قدرت نہین رکھتے حضرت عمر
ایک گھر کے لوگون کو ایک گلہ بکریون کا دس یا زیادہ دیا کرتے تھے اور حضرت صلی اللہ وآلہ وسلم
عطا موافق عیال کے کرتے تھے عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ جہد بلا کیا ہے یعنی حالت شاقہ کہا کثرت
عیال و قلت مال **ششم** یہ کہ وہ شخص ذوی القربیٰ یا ذوی الارحام مین سے ہو تو اوسکے
دینے مین صدقہ بھی ہوگا اور صلہ رحم بھی اور صلہ رحم مین جتنا ثواب ہے وہ ظاہر ہے علی مرتضیٰ
نے کہا اگر مین ایک درم سے کسی اپنے بھائی کا صلہ رحم کرون تو میرے نزدیک بیس درم خیرات
کرنے سے بہتر ہے غرضکہ صفات مطلوبہ یہی ہین اور انمین سے ہر صفت مین بہت سے درجے
ہین سب سے اعلیٰ درجے والے کو تلاش کرے پھر اگر کوئی ایسا ملجائے جسمین ان صفات مین سے
کئی ایک صفتین موجود ہون تو بڑی دولت وعمدہ نعمت ہے آدمی جب طلب مین محنت

کرکے مقصود پاتا ہے تو اُسکو دُہرا ثواب ملتا ہے اور اگر خطا ہو جائے گی تب بھی ایک ثواب کہین نہین گیا غزالی رح نے بیان مین ان آداب کے بسط بسیط کیا ہے لکن غور کرنے سے معلوم ہوا کہ جسطرح اکثر نمازیون کی نماز طریق علمای آخرت پر صحیح لایق اجر و جزا نہین ہوتی ہے اسیطرح حال زکوۃ کا بھی ہے کہ اکثر لوگ زکوۃ دیتے ہین لکن وہ بسبب بےموقع ہونے کے قابل ثواب و قبول نہین ہوتی گو نزدیک فقہاء دنیا کے مثل نماز ظاہر کے ادا ہو جاتی ہے کیونکہ اللہ پاک کی نظر قالت دل و فعل پر مطابق سنت کے ہوتی ہے نہ نری صورت ظاہر پر اور یون تو اللہ کا فضل وسیع ہے وہ چاہے تو ایسی ہی نکمی نماز و نکمی زکوۃ سے درگزر کرے لکن خرق عادت حجت نہین ہے ہم اللہ سے سوال کرتے ہین کہ ہمکو توفیق اصلاح باطن و درستی دل کی عطا کرے اس زمانۂ پر آشوب مین جسطرح کہ زکوۃ دینے والے با وجود مقدرت کے کمیاب ہین اسیطرح لینے والے زکوۃ کے متصف باوصاف اخذ میسر نہین آتے اکثر یہی ہوتا ہے کہ ع مال حرام بود بجای حرام رفت - باقی رہے اسباب استحقاق زکوۃ و آداب زکوۃ لینے والون کے سو زکوۃ لینے کا مستحق وہی شخص ہے جو مسلمان و آزاد ہو ہاشمی مطلبی نہو اور اوسمین ایک صفت منجملہ اون آٹھ صفتون کے موجود ہو جو قرآن مجید مین مذکور ہے آیہ انما الصدقات مین کافر غلام ہاشمی مطلبی کو زکوۃ دینا نچاہیئے مگر لڑکے اور دیوانہ کا ولی اگر اونکی طرفسے زکوۃ لیلے تو اونکو دینا درست ہے اب آٹھون قسمون کو جُدا جُدا سُنو پہلی قسم فقیر ہے فقیر اُسکو کہتے ہین جسکے پاس مال نہو اور نہ کمائی کرسکے پس جس شخص کے پاس ایکروز کی غذا و لباس ہو وہ فقیر نہین بلکہ مسکین ہے یہ قید فقیر مین ضرور ہے کہ اُسکے پاس سوا مقدار ستر عورت کے جامہ نہو اور غالبًا ایسا شخص نایاب ہوتا ہے اور جسکی عادت سوال کرنا ہے وہ زمرۂ فقراء سے خارج نہوگا اسلیئے کہ سوال کرنا کوئی کمائی کا پیشہ نہین ہے اور اگر ایسے پیشہ پر قادر ہو جو اوسکی مروت و شان کے لایق نہین ہے تب بھی فقیر ہے اور اگر فقیہ ہے اور پیشہ سیکھنا مانع تعلم فقہ ہے تو بھی فقیر ٹھیریگا اور اگر عابد ہے اور پیشہ کرنے سے عبادت مین حرج ہوتا ہے تو صدقہ لینے سے پیشہ کرنا اچھا ہے ابن مسعود نے رفعًا کہا ہے طلب الحلال فریضة بعد الفریضة

رواہ البیہقی بسند ضعیف حضرت عمر کہتے تھے شبہ کے ساتھہ کمانا مانگنے سے بہتر ہے
دوسری قسم مسکین ہین مسکین وہ ہے جسکی آمدنی خرچ کو کافی نہوتی ہو پس ہوسکتا ہے کہ ہزار
درم کا مالک ہو اور مسکین ہو اور بعض اوقات سوا کلہاڑی و رسّی کے کچھہ نرکھتا ہو اور مسکین نہو اسیطرح
کتب فقہ کا مالک ہونا مانع مسکینی نہین اور نہ اوسپر صدقہ فطر واجب ہے کتاب کی حاجت تین غرض
سے ہوتی ہے پڑہنا پڑہانا مطالعہ کرنا ہان جو کتب نری سیر کے لئے ہون جیسے دواوین غزل
وتواریخ ونحو ہا جو آخرت مین مفید نہون اور نہ دنیا مین کارآمد تو ایسی کتب کفارہ وصدقہ فطر
مین فروخت کردے کہ یہ مانع مسکنت ہین مطالعہ کی کتاب مین یہ لحاظ رہے کہ ایسی کتاب ہو کہ
سال بھر مین اوسکے مطالعہ کی حاجت پڑتی ہو ورنہ وہ حاجت سے زیادہ ہے اور جسکے پاس
ایک دن کے قوت سے زیادہ بچتا ہے اوسپر صدقہ فطر لازم ہے تیسری قسم عامل ہین یعنی قاضی
وبادشاہ کے سوا جو عامل زکوۃ وصول کرتے ہین وہ اس قسم مین داخل ہین جیسے تحصیلدار
عریف یعنی پیر محلہ کاتب مستوفی محافظ نقل نویس امین کسیکو معمولی مزدوری سے زیادہ دینا
نچاہیئے پھر جو انکو اجرت دیکر بچ رہے وہ بقیہ اقسام پر تقسیم کرے اور اگر کم پڑے تو اموال مصالح
سے پورا کرے۔ چوتھی قسم وہ لوگ ہین جنکو مسلمان ہونے کے لئے بطور تالیف دیا کرتے ہین
اور ایسے لوگ اپنی قوم کے سردار ہوتے ہین اونکے دینے سے قوم کو مسلمانی مین رغبت ہوتی
ہے پانچوین قسم مکاتب ہین یعنی جن غلامونکو اونکے آقاؤن نے کچھہ مال کی عوض آزاد کرنے
کہا ہے سو مکاتب کا حصّہ اوسکے آقا کو دے اور اگر خود مکاتب ہی کو دے تب بھی درست
ہے مگر آقا اپنے مال کی زکوۃ اپنے مکاتب کو ندے کیونکہ وہ بھی اوسکا غلام ہے چھٹی قسم قرضدار
ہین جنہون نے امر طاعت خواہ مباح مین قرض لیا ہے اور بوجہ افلاس ادا نہوا اور اگر
معصیت مین قرض لیا ہے تو پھر کچھہ دینا نچاہیئے جبتک کہ توبہ نکرے ساتوین قسم غازی ہین
جنکا وظیفہ راتبہ دارون کے دفتر مین کچھہ نہو تو اونکو زکوۃ مین سے ایک سہم دینا چاہیئے اگرچہ
وہ مالدار ہون یہ دینا اسلئے ہے کہ جہاد پر اونکی مدد ہو آٹھوین قسم مسافر ہین یعنی جو شخص

اپنے شہر سے باراده سفر نکلے اور وہ سفر معصیت کا نہو تو اگر وہ مفلس ہو جائے تو اوسکو زکوۃ مین
سے دے اور اگر گھر مین مال رکھتا ہو تو اتنا دے کہ اپنے مال تک وہ پہنچ جائے رہی یہ بات کہ یہہ
صفات ہشتگانہ کسطرح معلوم ہون سو فقیر ومسکین تو لینے والے کے قول سے معلوم ہوتا ہے
اوس سے گواہ طلب نہ کئے جائین نہ قسم لیجائے بلکہ فقط اُسکا کہدینا کافی ہے کہ مین فقیر یا مسکین
ہون اگر جھوٹ ہونیکا یقین نہو اور جہاد و سفر آیندہ کی بات ہے جو کوئی کہے میرا ارادہ سفر یا
جہاد کا ہے اوسکو دیدے اگر وہ اپنا قول پورا نکرے تو جتنا دیا ہے وہ پھیر لے باقی چار قسمون
مین گواہونکا ہونا ضرور ہے آداب لینے والے کے یہ ہین کہ ایک یہ بات سمجھے کہ اللہ نے جو مجھکو
مال دلوانا اورون سے واجب کیا ہے تو اسلئے ہے کہ مجھکو سوا ایک فکر کے اور فکر نہو وہ فکر
عبادت و ذکر آخرت ہے وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون غرضکہ فقیر جو کچھ لیوے
اوسکو اپنے رزق وطاعت پر مدد کے لئے لیوے اور اگر یہ بات نہو سکے تو اُس مال کو ایسے مصارف
مین صرف کرے جو مباح ہین ورنہ معصیت پر مدد لینے سے اللہ کی نعمت کا ناشکر اور خفگی کا
مستحق ٹھیریگا **دوم** یہ کہ دینے والے کا شکر گزار ہو اوسکے حقمین دعای خیر کرے یہ شکر و دعا
ایسی ہو کہ اوسکو درمیانی ہونے سے خارج نکرے واسطہ کو اصل سمجھنا برا ہے **سوم** یہ کہ جو مال
لینا چاہے اوسکو پہلے دیکھ لے اگر وجہ نا جائز و حرام سے ہو تو اوس سے پرہیز کرے اللہ تعالی
اور کہین سے اوسکو پہنچا دیگا ومن یتق اللہ یجعل لہ مخرجا ویرزقہ من حیث لا یحتسب
یہ بات نہین ہے کہ جو شخص حرام سے بچیگا اوسکو حلال مال نہ ملیگا غرضکہ لشکریون اور سرکاری عاملون
کے مال اور جنکی اکثر کمائی حرام ہے نلیوے ہان اگر اوسپر وقت تنگ ہو اور جو مال اسکو دیا جاتا ہے
اوسکا کوئی مالک معین و معلوم نہو تو بقدر حاجت کے لینا جائز ہے یہ اوس صورت مین ہے کہ
حلال سے عاجز ہو **چہارم** یہ کہ شک کی جگہون سے بچے جسمین شبہہ ہو اوسکو نہ لے جتنا مباح
ہو اوتنا لے اور جبتک نجانے کہ مجھمین صفت استحقاق کی موجود ہے تب تک نہ لے مثلاً اگر کتابت
یا قرض ہونیکی جہت سے زکوۃ لیتا ہے تو مقدار کتابت و قرض سے زیادہ نہ لے اور اگر عامل

ہونیکی جہت سے لیتا ہے تو اجرت مثل سے زیادہ نہ لے اگر کوئی دے تو انکار کرے اگر مسافر
ہو تو منزل مقصود تک پہنچنے سے زیادہ نہ لے اور اگر غازی ہے تو بقدر ضرورت کے جو خاص اوسی کام
مین آئے اور کچھہ نہ لے اِن چیزون کا اندازہ اوسکے اجتہاد سے متعلق ہے یہی حکم بقیۂ اقسام کا ہے
بہرحال جب حاجت ثابت ہو تو بقدر ضرورت کے لے بہت سا مال نہ لے بلکہ اتنا لے کہ لینے کے وقت
سے ایکسال تک کافی ہو کہ یہ مدت بڑی سے بڑی ہے کیونکہ برس کے مکرر ہونے سے اسباب آمدنی
کے مکرر ہوتے ہین اور حضرتؐ نے اپنی عیال کے لئے ایک ہی سال کی غذا جمع فرمائی تھی تو بہتر ہے
کہ فقیر و مسکین کے لئے یہی حد مقرر ہو اور اگر ایک مہینے یا ایکروز کی حاجت پر بس کرے تو یہ اقرب بتقوی
ہے مذاہب علما کی کمی مقدار کی بابت جدا جدا ہین کسینے ایک رات دن کی غذا پر کفایت کرنے کو واجب
کہا ہے اور کسینے تونگری کی حد زکوۃ کی نصاب بتائی ہے اور کسی نے پچاس درم کہے اور کسی نے
چالیس درم اور بعض علما نے وسعت مین مبالغہ کیا ہے کہا فقیر کو اتنا لینا درست ہے کہ اوس سے
ایک زمین خرید لے جس سے تمام عمر کو بیفکر ہو جائے یا مال تجارت خرید کرکے بیحاجت ہو جاوے اور
حضرت عمرؓ نے کہا جب تم دو تو غنی کر دو اور بعض نے کہا کہ اگر کوئی شخص محتاج ہو جائے تو اوسکو اتنا
لینا درست ہے کہ پھر اوسکا حال بدستور سابق ہو جائے گو دس ہزار درم ہون ہان حد اعتدال
سے خارج ہونا درست نہین ہے اعتدال سے قریب تر یہ ہے کہ برس روز کے لئے کافی ہو اس سے
زیادہ مین خطر ہے اور کمی کی صورت مین تنگی ہے متقی اپنے دل سے فتوی لے لے کیونکہ علما ظاہر
کے فتوے ضرورتونکی قید سے آزاد ہوتے ہین اونمین داخل ہونا تخمین و شبہات مین بہت ہوتا ہے
اور سالکان طریق آخرت کی عادت احتراز ہے شبہات سے پنجم یہ کہ مزکی سے پوچھے کہ تم پر زکوۃ کتنی واجب
ہے پھر مقدار معلوم کرکے جو کچھہ اسکو ملا ہے اوسکو دیکھے اگر یہ مقدار حصہ ہشتم زکوۃ سے زیادہ ہو تو نہ لے
اسلئے کہ یہ اور اسکے دو اور شریک ملکر اوس حصہ ہشتم مین مستحق ہین اون دو قسم کا حصہ کم کرکے لے
ورنہ کچھہ نہ لے یہ امر دریافت کرنا اکثر لوگون پر واجب ہے کیونکہ خلق رعایت اس تقسیم کی نہین کرتی
خواہ جہالت سے یا سہل انکاری سے صدقہ نفل کی فضیلت بھی حدیثون مین بہت آئی ہے جیسے اتقوا النار

فضیلت صدقہ

ولو بشق تمرة فان لم تجدوا فبكلمة طيبة رواه مسلم والبخاری من حديث عدی
بن حاتم مرفوعًا یہ صدقہ خواہ کہانا ہو یا کپڑا یا کوئی خدمت عائشہ نے پچاس ہزار خیرات کئے اور اونکا
کپڑا پیونددار تہا پہر بعض اہل اخلاص نے کہا کہ پوشیدہ لینا افضل ہے اور بعض نے کہا ظاہر لینا
اخفا مین پانچ فائدے ہین ایک یہ کہ لینے والے کا پردہ بنا رہتا ہے دوسرے یہ کہ لوگون کے دل و
زبان محفوظ رہینگے کیونکہ ظاہر لینے مین لوگ حسد کرتے ہین یا زیادہ لینے پر انکار او نکو ان گناہون سے
بچانا بہتر ہے ابو ایوب سختیانی کہتے ہین کہ مینے نئے کپڑے کا پہنا اسلئے چہوڑ دیا ہے کہ مجہے یہ ڈر
ہوتا ہے کہ کہین میرے ہمسایون مین اس سے حسد پیدا نہو تیسرے یہ کہ دینے والے کو عمل کے خفیہ کرنے
پر مدد ملتی ہے اور خفیہ کو علانیہ پر فضل ہے تو بہتر ہوگا کہ اچھی بات کی تکمیل پر اعانت کی بعض سلف
ظاہر مین نہ لیتے اگر خفیہ طور پر کوئی دیتا تو لیتے سفیان ثوری نے کہا اگر مین جانتا کہ کوئی شخص دیگر
اوسکا ذکر نکرے گا اور لوگون سے نکہیگا تو لے لیتا چوتہے یہ کہ مسکین ذلت و خواری سے بچتا ہے
ایماندار کو نچاہیے کہ آپکو ذلیل کرے بعض علما کو اگر کوئی ظاہر مین دیتا تو نہ لیتے اور کہتے کہ اسمین علم
کی ذلت اور علما کی بے عزتی ہے پانچوین یہ کہ شبہۂ شرکت سے بچنا ہے کیونکہ جسکے پاس کوئی ہدیہ آوے
اور اُسکے یہان کچہہ لوگ ہون تو وہ سب اوس ہدیہ مین شریک ہین اور سونا چاندی بہی ہدیہ سے
خارج نہین ہے اور اظہار مین چار فائدے ہین ایک اخلاص و صدق کا ہونا اور ریا سے بچنا کہ
جیسا واقع مین ہے ویسا ہی ظاہر کر دیا دوسرے دور ہونا جاہ و منزلت کا اور ظاہر ہونا بندگی و مسکنت
کا اور بیزار ہونا دعوی تکبر و استغنا سے اسمین لوگونکی نظرون سے گر جاتا ہے تو یہ عین مقصود
ہے اور واسطے سلامتی دین کے نافع ہے تیسرے بچنا ہے توحید کا شرک سے کیونکہ عارف کی نظر
بجز خدا کے اور طرف نہین ہوتی خفیہ و ظاہر اوسکے حقمین یکسان ہے تو اس حال کا مختلف ہونا
توحید مین شرک ہے چوتہے ظاہر کرنے مین سنت شکر کا ادا کرنا ہے واما بنعمة ربك فحدث
اور نعمت کا چہپانا ناشکری ہے قال تعالی ويكتمون ما اتاهم الله من فضله حکایت
ایک شخص نے ایک عارف کو کچہہ چہپا کر دیا عارف نے اپنا ہاتہہ اونچا کر دیا اور کہا کہ یہ دنیا کی چیز ہے

اسمین ظاہر کر دینا افضل ہے پوشیدہ کرنا آخرت کے کاموںمین افضل ہوتا ہے اور شکر قائم مقام مکافات کے ہو جاتا ہے لکن یہ اختلاف خفیہ و علانیہ کا مسئلہ مین نہین ہے حال کا اختلاف ہے اور وہ باعتبار نیات و اشخاص کے مختلف ہوتا ہے لہذا اخلاص والے کو چاہیئے کہ وہ اپنے نفس کا نگران رہے مغالطہ مین نہ پڑے حاصل یہ ہے کہ مجمع مین لینا اور خفیہ پھیر دینا سب طریقو نمین عمدہ ہے ہان اگر معرفت کامل ہو اور ظاہر و باطن یکسان تو پھر خفیہ لینے کا بھی مضائقہ نہین ہے لکن ایسا شخص عنقا ہے کہ اوسکا ذکر تو ہوتا ہے مگر دیکھنے مین نہین آتا رہی یہ بات کہ صدقہ کا لینا افضل ہے یا زکوۃ کا سوا ابراہیم خواص و جنید وغیرہ اکابر کی یہ راے تھی کہ صدقہ لینا بہ نسبت زکوۃ لینے کے افضل ہے اور بعض نے کہا کہ زکوۃ لینا افضل ہے دلائل طرفین کو غزالیؒ نے لکھا ہے پھر کہا ہے کہ حق یہ ہے کہ یہ امر ہر ایک شخص کے حالات کے بموجب مختلف ہوا کرتا ہے پس جسطرح کی حالت اوسپر غالب ہو اوسیطرح کا حکم کیا جاتا ہے واللہ اعلم۔

باب چوتھا بیان مین بناء چہارم اسلام کے

روزہ ایک رکن عظیم ہے ایمان کا حدیث ابوہریرہ مین فرمایا ہے صوم نصف صبر ہے رواہ الترمذی وابن ماجۃ ابوسعید کا لفظ مرفوع یہ ہے کہ صبر نصف ایمان ہے رواہ الخطیب معلوم ہوا کہ روزہ ایمان کے نصف کا نصف یعنی چوتھائی حصہ ہے اور چونکہ صوم کو ایک نسبت خاص ہے طرف خدا کے اسلیے حدیث قدسی مین ابوہریرہ سے رفعاً آیا ہے کہ سب نیکیان دس گنی ثواب سے سات سو گنے تک ہونگی مگر صوم کہ وہ خاص میرے لئے ہے اور مین ہی اوسکا بدلا دونگا رواہ الشیخان اور اللہ نے فرمایا ہے انما یوفی الصابرون اجرھم بغیر حساب یعنی صبر والون کو بیحساب اجر ملیگا اور صوم نصف صبر ہے تو اوسکا ثواب بھی قانون حساب سے باہر ہو گیا احادیث بوی دہن صائم و باب ریان و فرحت روزہ دار کی وقت افطار و لقاء رب کے و فتح ابواب جنت کے ماہ رمضان مین مشہور ہین وکیع نے تفسیر مین اس آیت کے کلوا واشربوا ھنیئا بما اسلفتم فی الایام الخالیۃ

کہا ہے کہ یہ دن روزے کے ہین اسلئے کہ اونہین کھانا پینا چھوڑ دیا تھا اور بعض نے کہا فلا تعلم
نفس ما اخفی لهم من قرة اعین جزاء بما کانوا یعملون انکا عمل یہی روزہ تھا ہرچند ساری
عبادتین اللہ ہی کے لئے ہین مگر روزے کو ایسا شرف ہے جیسا خانۂ کعبہ کو ہے اگرچہ ساری زمین
اللہ ہی کی ہے یہ اسلئے کہ ایک تو روزہ رکھنا چند چیزون سے باز رہنا اور بعض افعال کا ترک کرنا ہے
اور یہ ایک امر باطنی ہے اسمین کوئی عمل ایسا نہین ہے جو آنکھہ سے سوجھا ور روزے کو سوا خدا کے اور
کوئی نہین دیکھتا دوسرے یہ کہ اللہ کے دشمن پر غالب ہونا ہے کیونکہ ابلیس لعین کا وسیلہ یہی
شہوات ہین جو کھانے پینے سے قوی ہوتی ہین ولهذا حدیث مین فضائل گرسنگی کے آئے ہین
بھوک سے راہین شیطان کی تنگ یا بند ہوتی ہین اور شہوات شیطانونکی چراگاہ ہین جبتک یہ بھری
ہین آمد و رفت اونکی موقوف نہوگی اور جبتک آتے جاتے رہینگے اللہ پاک کا جلال بندے پر
ظاہر نہوگا لقاء الٰہی سے محجوب رہیگا حدیث ابوہریرہ مین فرمایا ہے اگر بنی آدم کے دلون پر شیاطین
دورہ نکرتے رہتے تو وہ ملکوت آسمان کو دیکھنے لگتے رواہ احمد اور حدیث صفیہ مین فرمایا ہے کہ
شیطان آدمی مین خون کے چلنے کی جگہو نمین پھرتا ہے رواہ الشیخان غرضکہ اسوجہ سے روزہ
عبادت کا دروازہ اور آگ سے سپر ٹھیرا ہے واجبات ظاہری اسکی چھہ ہین ایک رویت ہلال دوم
نیت کرنا رات سے سوم روزے کی یاد ہوتے ہوئے جانکر کسی چیز کو پیٹ مین نہ پہنچانا چہارم
جماع واجب سے بند رہنا اسکی حد یہ ہے کہ سر ذکر غائب ہو جائے پنجم اخراج منی سے رکا رہنا
یعنی نہ جماع سے نکالے نہ بغیر جماع کے اگر قصداً نکالیگا تو روزہ جاتا رہیگا ششم قصداً قے نکرنا کہ یہ
مفسد صوم ہے اور اگر آپ سے ہو جائیگی تو مفسد نہین ہے تفصیل ان احکام ششگانہ کی کتب فقہ
سنت مین مرقوم ہے اسجگہہ ذکر کرنا مسائل صوم کا مقصود نہین ہے رہا افطار صوم سو اوسکے لئے چار
باتین لازم ہین قضا و کفارہ و فدیہ دینا اور باقی دن مین امساک کرنا مثل روزہ دارون کے قضا
اوسپر ہے جو بلا عذر روزہ نرکھے اور قضاء رمضان مین پیہم رکھنا بھی شرط نہین ہر جا ہے الگ
رکھے چاہے الگ کفارہ روزہ کا بجز جماع کے اور باتون سے واجب نہین ہوتا جیسے کھانے

پینے منی نکالنے سے کفارہ یہ ہے کہ ایک بردہ آزاد کرے اگر نہو سکے تو دو ماہ پیہم روزہ رکھے
یہ بھی نہ بنے تو ساٹھہ مسکینون کو ایک ایک مُدّ کھانا دے مُدّ سو روپیہ کے سیر سے تین پاؤ ہوتا ہے
امساک بقیہ دن کا اونپر واجب ہے جنھون نے افطار کرنیسے معصیت کی ہے یا افطار مین اونکی
طرفسے کوئی قصور ہوا ہے۔ فدیہ حاملہ اور مرضعہ پر واجب ہے جبکہ یہ دونون اولاد کے خوفسے
افطار کرین فدیہ یہہ ہے کہ ہر دن کی عوض ایک مُدّ گندم ایک مسکین کو دین اور روزہ کی قضا کرین
اور نہایت بوڑہا آدمی جب روزہ نرکھے تو ہر دن کی عوض ایک مُدّ گیہون دیدیا کرے روزے
کی سُنتین چھہ ہین ایک سحر کو دیر کر کہانا دوسرے خُرما یا پانی سے قبل نماز کے افطار کرنا تیسرے
بعد زوال کے مسواک نکرنا چوتھے رمضان مین خیرات کرنا پانچوین قرآن کا پڑہنا پڑہانا چھٹے مسجد مین اعتکاف کرنا خصوصًا
پچھلی دہائی مین نہین دس۱۰ دنو مین شب قدر ہوتی ہے اور غالبًا طاق راتو مین پڑتی ہے خصوصًا ۲۱
و ۲۳ و ۲۵ و ۲۷ پر زیادہ شبہہ ہے کہ شب قدر ہو تفصیل ان احکام کی مع آداب و سنن اعتکاف
کے کتب فقہ سنت مین مذکور ہے اسرار باطنی صوم کے سو صوم کے تین درجے ہین ایک
روزہ عوام کا ہے دوسرا خواص کا تیسرا اخص خواص کا عوام کا روزہ یہ ہے کہ پیٹ اور شرمگاہ
کو اونکی خواہش ادا کرنے سے روکا جائے خواص کا روزہ یہ ہے کہ آنکھہ کان زبان ہاتھہ
پاؤن تمام اعضا کو گناہ سے بند رکھا جائے اخص خواص کا روزہ یہ ہے کہ دل کو بُری ہمتون
اور دنیاوی فکرون سے روکا جائے سوا خدا کی کسی اور چیز کی فکر مطلقًا اردگرد نہ پھٹکے اس قسم کا
روزہ اللہ و آخرت کے سوا اور افکار اشیاء و دنیا کے کرنے سے ٹوٹ جاتا ہے ہان جو دنیا کہ دین
کے لئے مقصود ہوتی ہے اوسکی فکر صوم کو افطار نہین کرتی کیونکہ وہ زاد آخرت ہے اور یہ مرتبہ انبیاء
و صدیقین کا ہے اور یہ روزہ اوسوقت حاصل ہوتا ہے کہ تمام ہمت سے طرف خدا کی متوجہ ہو اور
غیر خدا سے منہہ پھیر لے اور اس آیت کا مصداق بنجائے قل اللہ ثم ذرہم فی خوضہم یلعبون
اور خواص کا روزہ جو اعضا کو گناہ ہونسے باز رکہتے ہین وہ چھہ باتون سے پورا ہوتا ہے ایک نظر کا
نیچے رکھنا کہ جو بُری اور مکروہ باتین ہین اور جن چیزون کے دیکھنے سے دل ہٹتا ہے اور غفلت

آتی ہے اونہر آنکہہ نہ پڑے دوسرے زبان کا بند رکہنا بیہودہ بات اور دروغ و غیبت و چغلی و فحش و ظلم
و خصومت و بات کاٹنے سے اور سکوت کو لازم پکڑنا اور ذکر و تلاوت مین لگائے رکہنا کہ یہ زبان
کا روزہ ہے مجاہد نے کہا کہ روزہ غیبت و جھوٹ سے ٹوٹ جاتا ہے تیسرے کانون کو بُری بات سننے
سے باز رکہنا کیونکہ جن امور کا کہنا حرام ہے اونکا سننا بھی حرام ہے اسیلئے اللہ نے سننے والون اور
حرام خوارون کو برابر یکجا ذکر کیا ہے سماعون للکذب اکالون للسحت اور فرمایا لولا ینھاھم
الربانیون والاحبار عن قولھم الاثم واکلھم السحت پس غیبت کو سنکر چپ رہنا حرام ہے
انکم اذا مثلھم اور حضرت نے کہا المغتاب والمستمع شریکان فی الاثم رواہ الطبرانی
عن ابن عمر باسناد ضعیف چوتھے ہاتھہ پانون وغیرہ اعضا کو بُری باتون سے روکنا اور وقت
افطار کے پیٹ کو غذای شبہات سے بچانا کیونکہ اگر حلال سے دن بہر بند رہا پھر حرام پر افطار کیا
تو یہ روزہ کچھہ نہوا یہ شخص اوسکی طرح ہوا جسنے ایک محل بنایا اور ایک شہر ڈہایا کیونکہ حلال کی کثرت
مضر ہوتی ہے اور صوم اوسکی کمی کے لئے ہوتا ہے تو پھر حرام کھانا زہر ہی ہوگا حدیث مین آیا ہے
کہ من صائم لیس لہ من صومہ الا الجوع والعطش رواہ النسائی عن ابن مسعود
بعض نے کہا مراد اس سے وہ شخص ہے جو حرام پر افطار کرتا ہے اور بعض نے کہا شخص غیبت کنندہ
ہے کہ لوگون کا گوشت کھاتا ہے اور کسی نے کہا وہ شخص ہے جو اعضا کو گناہون سے نہ بچائے
مین کہتا ہون کہ اگر یہ تینون مراد ہون تو بھی کوئی مانع نہین ہے پانچوین یہ کہ وقت افطار کے غذای
حلال کو بھی اتنی کثرت سے نہ کھائے کہ پیٹ تن جائے اللہ کے نزدیک کوئی برتن اتنا بُرا نہین ہے
جتنا کہ حلال سے شکم پُر ہونا بُرا ہے اور نیز ایسے روزہ سے آدمی شیطان کو کسطرح دبائیگا اور شہوت
کو کسطرح توڑیگا جبکہ تمام دن کی بھوک پیاس کا تدارک افطار کے وقت کرلیگا اور اکثر ایسا ہی کیا کرتے
ہین کہ کھانے کے اقسام روزہ مین زیادہ ہوتی ہین غرضکہ روح اور اصل روزے کی یہ ہے کہ جو قوتین
طرف برائیون کے کہینچتی ہین اور شیطان کے داؤ ہین وہ ضعیف ہو جائین اور یہ بات بدون کم کھانے
کے میسر نہین آسکتی ہے اور کیا عجب ہے کہ جب ایسا کرے تو شیطان اوسکے دل کے گرد نہ پہٹکے

اور وہ ملکوت آسمان کو دیکھہ لے شب قدر اوسی رات کا نام ہے کہ جسمین کچھہ ملکوت انسان پر منکشف
ہون اور اس آیت سے بھی یہی مراد ہے انا انزلناہ فی لیلۃ القدر ولہذا جو شخص اپنے دل و سینے
کے درمیان غذا کی آڑ کریگا وہ سیر ملکوت سے محجوب رہیگا اور جو آدمی اپنا معدہ خالی رکھیگا اوسکو
بھی رفع حجاب کے لئے اتنا کافی نہین جبتک کہ اپنی ہمت کو غیر اللہ سے خالی نکرے کہ تمام بات
یہی ہے اور اس سب کی اصل غذا کی کمی ہے چھٹے یہ کہ بعد افطار کے دل خوف و رجا سے وابستہ اور
متردد رہے کیونکہ معلوم نہین کہ روزہ قبول ہو کر اوسکا شمار مقربین کے زمرہ مین ہوا یا خفگی کے
مستحقوئین متصور ہوا بلکہ ہر عبادت سے فارغ ہونے پر اسیطرح کا حال ہونا چاہیئے حسن بصری کا
دن عید کے گزر ایک قوم پر ہوا جو ہنس رہی تھی کہا بخدا اگر حقیقت حال واضح ہو تو مقبول کو اتنی مسرت
ہو کہ اوسکو کھیل سے باز رکھے اور مردود کو اتنا غم ہو کہ اوسکو ہنسنے سے روکدے رہی یہ بات کہ جو
شخص شکم اور شرمگاہ کی شہوت سے باز رہنے پر کفایت کرتا ہے اور ان باتون کو بجا نہین لاتا تو فقہاء
کہتے ہین کہ اسکا روزہ درست ہے اور تم اس روزہ کو صحیح نہین بتاتے سو اسکا جواب یہ ہے کہ فقہاء
اثبات شروط ظاہر کا ایسی دلیلون سے کرتے ہین جو بہ نسبت شروط باطنی کے نہایت ضعیف ہین
خصوصًا غیبت وغیرہ کے باب مین فقہاء ظاہری ایسا حکم لگاتے ہین جس مین غافل
و دنیا کے لوگ بھی داخل ہو سکین اور علماء آخرت کی غرض صحت سے قبول ہوتی ہے
قبول سے یہ مراد ہے کہ مقصود کو پہنچنا ہو اہل آخرت نے یہ سمجھا ہے کہ مقصود
روزہ سے یہ ہے کہ ایک خلق خدا کی عادت کرین یعنی صمدیت کی اور شہوات سے رکنے مین
مقتدی ملائکہ ہون اور انسان کا رتبہ چوپائون سے اوپر ہے اور فرشتون سے نیچے جب یہ شہوات
مین ڈوبتا ہے تو اسفل سافلین مین اوتر کر بہائم مین لاحق ہو جاتا ہے اور جب کہ شہوات کو اوکھاڑتا
ہے تو اعلیٰ علیین کیطرف اوبھر کر فرشتون کے کنارہ سے جا لگتا ہے اور فرشتے اللہ کے مقرب ہین جو کوئی
اونکا اقتدا کرتا ہے اور اونکی سی عادتین اختیار کرتا ہے تو وہ بھی اونکی طرح اللہ سے نزدیک ہو جاتا ہے
کہ قریب کا ہمشکل بھی قریب ہی ہوتا ہے یہ قرب کچھہ باعتبار مکان و فاصلہ کے نہین ہے بلکہ بصفات

کے لحاظ سے ہے پس جبکہ روزہ کی اصل نزدیک اہل دل کے یہ ٹھہری تو ایک غذا کے دیر کرنے اور
شام کو دونون کو ایک ساتھہ کھا لینے اور دن بہر اور شہو تو نہین ڈوبے رہنے سے کیا فائدہ ہے
اور اگر ایسا روزہ بھی مفید ہوتا ہے تو پھر اس حدیث کے کیا معنی ہین کہ من صائم لیس لہ من صومہ
الا الجوع والعطش بلکہ اہل الیقین والتقوی کا ایک ذرہ مغالطہ والون کے پہاڑونکی برابر عبادت
سے افضل و غالب ہے باقی رہے صیام نفل سو روزہ کا بہتر ہونا اچھے دنونمین موکد تر ہوتا ہے جو ایام
سال مین ہین اونمین بعد رمضان کے صوم یوم عرفہ و یوم عاشورا و صوم عشرۂ اول ذیحجہ و عشرۂ محرم
ہے بلکہ تمام ماہ محرم واسطے روزے کے عمدہ وقت ہے اور حضرت شعبان مین کثرت سے روزہ رکھتے
تھے اور ان سب مین افضل ماہ ذیحجہ ہے اور ذیقعدہ اشہر حرم مین ہے اور شوال فقط حج کا مہینا ہے
اشہر حرم مین نہین ہے اور محرم ماہ حج نہین ہے اور مہینے کے درمیان کے روزے ایام بیض ہین یعنی ۱۳
۱۴ – ۱۵ – اور ہفتے کے دنونمین دوشنبہ پنجشنبہ جمعہ ہے یہ عمدہ ایام ہین انمین روزہ رکھنا اور کثرت
سے خیرات کرنا مستحب ہے تاکہ ان اوقات کی برکت سے اون اعمال کا ثواب دوبالا ہو باقی رہا ہمیشہ
کا روزہ رکھنا سو وہ ان سب دنون کو شامل ہے لیکن بعض سالک ہمیشہ روزہ رکھنے کو مکروہ جانتے ہین اسلیے
کہ حدیث میں صوم دہر کی کراہت آئی ہے اور بعض غیر مکروہ کہتے ہین اسلیے کہ بہت سے صحابہ و تابعین نے ایسا ہی
کیا ہے لیکن قول فیصل اس باب مین یہ ہے کہ ایکدن رکھے ایکدن افطار کرے حدیث مین اسکو صوم
داؤد و افضل صیام فرمایا ہے اور حضرت نے کسی مہینے کے پورے روزے سوای رمضان کے نہین رکھے
بلکہ کچھہ دن ہر ماہ مین افطار کرتے اور جس شخص سے آدہی عمر کے روزے بھی نہو سکین تو کچھہ ڈر نہین وہ
تہائی عمر کے روزے رکھے یعنی ایکدن صائم ہو اور دو دن مفطر اور اگر تین دن اول ماہ مین اور تین
ایام بیض کے اور تین آخر ماہ مین رکھہ لیا کرے تو تہائی بھی ہو جائین اور عمدہ دنون مین بھی واقع ہون
اور اگر دوشنبہ پنجشنبہ جمعہ کو روزہ رکھا کرے تو یہ بھی تہائی سے کچھہ زیادہ ہو جاتے ہین اور جب
آدمی روزے کے معنی سمجھہ لیگا اور طریق آخرت کے چلنے مین دل کے مراتبہ سے اوسکی حد ثابت ہو جائیگی
تو اوسپر بہتری دلکی پوشیدہ نرہیگی اور دل کی بہتری کے لئے کوئی ترتیب دائمی ضروری نہ ٹھہریگی

کیونکہ مقصود روزہ کا یہی دل کا صاف کرنا اور رہمت کو واسطے خدا کے فارغ کرنا ہے بعض علما نے
چار روز سے زیادہ پیہم افطار کرنے کو مکروہ کہا ہے اسلیئے کہ اس سے زیادہ افطار کرنا دل کو سخت
کرتا ہے اور شہوات کے دروازون کو کھولتا ہے اور بُری عادتین پیدا کرتا ہے اور واقع مین اکثر
لوگون کے حقمین افطار کی یہی تاثیر ہے خصوصًا جو لوگ دن رات مین دو دفعہ کھاتے ہین اون کے
حق مین بہت مضر ہوتا ہے فضائل صیام نفل کے کتب احادیث واذکار ودعوات مین لکھے ہین جیسے
نزل الابرار وغیرہ واللہ اعلم۔

باب پانچوان بیان مین بناء پنجم اسلام کے

اسمین حج اکبر کا ذکر ہے حج اسلام مین عمر بھر کی عبادت کی خوبی اور کام کا انجام اور اسلام کا اتمام
اور دین کا کمال ہے کما قال تعالیٰ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی
ورضیت لکم الاسلام دینا اور حضرت نے فرمایا ہے جو مرا اور اوسنے حج نکیا اب وہ
چاہے یہودی مرے یا نصرانی ترمذی نے اوسکو علی سے اور ابن عدی نے ابوہریرہ سے روایت
کیا ہے یہ حدیث غریب ہے تو ایسی عبادت کا کیا کہنا ہے کہ جسکے نہونے سے دین کامل نرہے
اور اوسکے ترک سے یہود ونصاریٰ کے برابر ہوجائے فضائل حج ومکہ ومدینہ کا بیان کرنا اسجگہہ
ضرور نہین ہے اسلیئے کہ رسالہ ایضاح الحجہ وطراز الغرہ مین ذکر اسکا ہوچکا ہے لیکن ذرا ذرا سا
اشارہ اسجگہہ بھی کیا جاتا ہے حدیث ابوہریرہ مین فرمایا ہے جس شخص نے گھر کا حج کیا اور عورت سے
بے پردہ نہوا اور فسق نکیا وہ اپنے گناہون سے ایسا نکلا جیسا کہ مان کے پیٹ سے پیدا ہونے کے
دن تھا رواہ الشیخان کہتے ہین کہ بعضے گناہ اسطرح کے ہین کہ بدون عرفہ مین ٹھیرنے کے
اور کوئی چیز اونکا کفارہ نہین ہوتی ابوہریرہ نے رفعًا کہا ہے الحج المبرور لیس لہ جزاء
الا الجنۃ رواہ الشیخان فردوس دیلمی مین بسند ضعیف آیا ہے اعظم الناس ذنبا من
وقف بعرفۃ فظن ان اللہ تعالیٰ لم یغفر لہ بعض سلف نے کہا ہے کہ جب عرفہ کا دن جمعہ

کے دن پڑتا ہے تو سارے حاضرین عرفات کو اللہ بخشدیتا ہے دنیا مین ایسا دن سب دنون
سے افضل ہے اوسی مین حضرت نے بھی حجۃ الوداع کیا تھا حاکم نے ابو ہریرہ سے رفعاً روایت
کیا ہے اللہم اغفر للحاج ولمن استغفر له الحاج ابن عباس کا لفظ رفعاً یہ ہے عمرة فی
رمضان کحجة معی رواه مسلم والحاکم **ف** علما مین جو لوگ ڈرنے اور احتیاط
کرنیوالے ہین وہ مکہ معظمہ مین ٹھیرنے کو اچھا نہین سمجھتے تین وجہ سے ایک یہ کہ اُکتا جای اور خانۂ
کعبہ کے ساتھہ مساوات ہو اسی لئے عمر رضی اللہ عنہ لوگون کو بعد حج کے فرماتے کہ اپنے اپنے شہرون
کو چلے جاؤ تاکہ حرمت اوسکی اونکے دلو نمین باقی رہے دوسرے یہ کہ جدا ہونے سے شوق
اوبھرتا ہے اور پھر آنیکا سامان ونقشہ جمتا ہے اِسی لئے اللہ نے فرمایا ہے مثابة للناس و امنا
مثابہ کے یہی معنی ہین کہ بار بار آئین اور اپنی غرض وحاجت پوری نکرنے پائین تیسرے یہ کہ
مقام کرنے مین ڈر خطاؤن اور گناہون کا لگا ہوا ہے ابن مسعود نے کہا کوئی شہر مکہ کے سوا ایسا نہین
جسمین عمل سے پہلے نرے قصد پر مواخذہ کیا جای پھر یہ آیت پڑہی ومن یرد فیه بالحاد بظلم
نذقه من عذاب الیم کہتے ہین کہ مین جیسے نیکیان مضاعف ہوتی ہین ایسے ہی بُرائیان بھی
مضاعف ہوتی ہین زواجر مین یہ تنقیح کی ہے کہ صغیرہ مکہ مین برابر کبیرہ کے ٹھیرتا ہے **ف**
مدینۂ منورہ کی فضیلت تمام شہرون پر ہے بعد مکہ معظمہ کے کوئی جگہہ افضل حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کے شہر سے نہین ہے کہ اوسمین اعمال بھی مضاعف ہوتے ہین ایک نماز حضرت کی مسجد مین
ہزار نماز سے بڑہکر ہے بعد مدینہ کے بیت المقدس ہے وہان ایک نماز پانسو نماز کے برابر ہے یہی حال
اور اعمال کا ہے مسلم مین ابو ہریرہ و ابن عمر و ابو سعید سے مرفوعاً آیا ہے جو کوئی مدینہ کی سختی و
شدت پر صبر کرے گا تو مین قیامت کو اوسکا شفیع ہونگا بعد ان تینون شہر کے سب جگہہ مین برابر ہین
بجز رباط ثغور کے اسی لئے حضرتؐ نے فرمایا ہے لا تشد الرحال الا الی ثلثة مساجد المسجد
الحرام ومسجدی ہذا والمسجد الاقصی رواه الشیخان عن ابی ہریرة وابی سعید **ف**
حج کے درست ہونے کی دو شرطین ہین ایک وقت دوسرے مسلمان ہونا وقت حج کا شوال سے

لیکر ذیحجہ کی دسوین شب یعنی یوم نحر کی صبح صادق ہونے تک ہے جو شخص اس مدت کے سوا اور دنونمین احرام باندھیگا تو حج نہوگا بلکہ عمرہ ہوگا اور عمرہ کا وقت سال تمام ہے **ف** حج اسلام کی پانچ شرطین ہین ایک مسلمان ہونا دوم آزاد ہونا سوم بالغ ہونا چہارم عاقل ہونا پنجم وقت کا ہونا اور عمرہ کی بھی یہی شرطین ہین سوای وقت کے **ف** حج نفل کی شرط حقمین آزاد بالغ کے یہ ہے کہ حج اسلام سے فارغ ہو کیونکہ حج اسلام مقدم ہے اوسکے بعد اوس حج کی قضا ہے جسکو وقت وقوف عرفہ کے فاسد کردیا ہو پھر نذر کا حج ہے پھر دوسرے قریب کی طرفسے نائب ہوکر حج کرنا پھر حج نفل ہے یہ ترتیب اسیطرح ضروری ہے اور گو نیت اسکے خلاف ہو مگر حج اسیطرح ہوگا **ف** حج کے لازم ہونے کے شرطین پانچ ہین بلوغ اسلام عقل آزادی قدرت اور جس شخص پر حج فرض لازم ہوتا ہے اوسی پر عمرہ بھی لازم ہوتا ہے اور قدرت دو قسم ہے ایک تو خود اعمال حج کو بجالانے کے لیے اسکے واسطے کئی باتین چاہئین ایک تندرستی دوسری ارزانی نرخ وامن راہ خواہ تری کا رستہ ہو یا خشکی کا سوم مال جو آنے جانے کو کافی ہو اور کرایہ سواری کا یا ذاتی سواری دوسری قسم اپاہج کے حقمین ہے کہ اتنا مال رکھتا ہو کہ اپنی طرفسے کسی اپنے قریب کو حج کرنے کو بھیجے کہ وہ پہلے اپنا حج کرکے دوسرے سال اسکی طرف کا حج کرے اور اگر اپاہج کا بیٹا رستہ مین خدمت کرنے کو تیار ہو تو پھر وہ معذور نہ گنا جائیگا اور اگر اپنا مال اوسکے سامنے رکھدیگا تو قادر نہوگا اور جسپر حج واجب ہوا اوسکو تاخیر سے جانا درست ہے مگر تاخیر کرنے مین خطرہ ہے اگر آخر عمر تک بھی حج نصیب ہوگیا تو فرض ساقط ہوا ورنہ بعد مرنے کے سخت عاصی ہوگا سعید بن جبیر ونخعی ومجاہد وطاؤس میت تارک حج پر نماز جنازہ پڑہنے سے انکار کرتے یہ اسلئے تھا کہ حکم نماز وروزہ وزکوٰۃ وحج کا فعل وترک مین ایک ہی رہے ارکان وواجبات حج واقسام حج جیسے قران وافراد وتمتع وممنوعات حج سو بیان انکا کتب فقہ سنت مین مرقوم ہے یہان حاجت ذکر کی نہین رسالۂ ایضاح المحجہ وطراز الخمرہ وفتح المغیث اس باب مین کافی ہین اسیطرح وہ اعمال ظاہری جو شروع سفر سے لوٹ آنے تک ہوتے ہین اونکا ذکر کرنا بھی کچھہ ضرور نہین ہے رسائل مذکورہ اور منسک شیخ الاسلام بن تیمیہ یا منسک سید محمد بن اسمعیل

امیر واسطے دریافت ان امور کے بس کرتے ہین بلکہ منسک عزؔ بن جماعہ جامع احکام مذاہب اربعۂ اہل سنت ہے لکن انسان کو یہ چاہیئے کہ اتباع سنت صحیحہ مطہرہ مین مبالغہ کرے خصوصًا اسوجہ سے کہ یہ عبادت تمام عمر مین ایک بارہی فرض ہے اگر حج اسکا مطابق آداب وسنن وواجبات حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واقع ہوگا تو گویا بازی جیت گیا کیفیت حضرت کے حج کی بلوغ المرام اور اوسکی شرح مسک الختام مین اور فتح علام ونیل الاوطار مین مرقوم ہے اور ہدی نبوی وسفر السعادۃ مین بھی مطولاً ومختصراً مذکور ہے اسیطرح واسطے احرام باندہنے کے میقات سے پہلے اور واسطے داخل ہونیکے مکہ معظمہ مین اور واسطے طواف خانۂ کعبہ وسعی کے درمیان صفا ومروہ کے اور وقوف عرفہ اور مابعد عرفہ اور واسطے عمرہ ومابعد عمرہ کے اعمال وآداب ہین جنکو غزالیؒ نے مفصل لکھا ہے پھر آداب زیارت مدینۂ منورہ کے بیان کئے ہین اور ہر ایک عمل کی دعائین ذکر کی ہین اسکے بعد آداب دقیق واعمال باطنی حج کے لکھے ہین اور یہ دس ادب ہین اول یہ کہ نفقہ حلال کا ہو اور ہاتھہ ایسی تجارت مین نہ لگا ہو جس سے دل بٹے اور ہمت پراگندہ ہو بلکہ ہمت خاص اللہ کے لئے ہو اور دل واسطے اوسکے ذکر وتعظیم شعائر کے مطمئن ہو حدیث مین طریق اہلبیت سے بروایت انس مرفوعًا آیا ہے کہ جب آخر زمانہ ہوگا تو لوگ حج کو چار قسم کے ہوکر نکلینگے بادشاہ سیر وتماشے کو تونگر تجارت کو فقیر مانگنے کو قاری شہرت کو رواہ ابو عثمان الصابونی والخطیب دوم یہ کہ خدا کے دشمنون کو ٹیکس دیکر مدد نہ پہنچائے اور یہ لوگ امرائے مکہ معظمہ وسرداران عرب مین سے ہوتے ہین کہ راہون مین بیٹھہ کر مسجد الحرام کے جانے سے روکتے ہین ایسے لوگونکو مال کا دینا ظلم پر مدد کرنا اور اسباب ظلم کو اونکے لئے مہیا کرنا ہے گویا خود اپنی جان سے اونکی مدد کی اسلیئے اس سے بچنا ضرور ہے اور اگر نہو سکے تو بعض علمانے کہا ہے کہ حج نفل نکرنا اور راستہ سے پھر آنا ان ظالمونکی اعانت کرنے سے بہتر ہے کہ یہ ظلم ایک بدعت نوایجاد ہے اور اسکے قائم رہنے مین مسلمانون کی ذلت وخواری ہے کہ جزیہ دینا پڑتا ہے سوم زادراہ زیادہ لینا اور بدون تنگی واسراف کے بخوشی خاطر میانہ روی سے خرچ کرنا یہ خرچ راہ خدا مین ہے جس سے ایکدرم سات سو کے برابر ہوتا ہے

ابن عمر کہتے تھے افضل وہ حاجی ہے جسکی نیت سب سے خالص تر اور نفقہ پاکیزہ تر اور یقین بہتر ہو چہارم
فحش و بدکاری و لڑائی کا نکرنا قال تعالیٰ فلا رفث ولا فسوق ولا جدال فی الحج سفیان
ثوری نے کہا ہے کہ جو شخص حج مین فحش بکے اوسکا حج خراب ہو جاتا ہے غرضکہ ساربان اور خدام اور
رفقاء پر بہت اعتراض نکرے کسی کو ایذا نہ دے بلکہ اورونکی ایذا پر تحمل کرے پنجم یہ کہ اگر قدرت ہو تو پیادہ حج
کرے کہ یہ افضل ہے ابن عباس نے قریب موت کے اپنی اولاد کو وصیت کی تھی کہ تم پیادہ حج کرنا
حاجی کو ہر قدم پر حسنات حرم مین سے سات سو حسنات ملتی ہین پوچھا حسنات حرم کیا ہین کہا ایک
نیکی برابر لاکھہ نیکیون کے ہوتی ہے اور بہ نسبت راہ کے اعمال حج مین اور مکہ سے عرفات تک
پیادہ چلنا زیادہ تر مستحب ہے اور بعض علما کے نزدیک سوار ہونا افضل ہے کہ اسمین خرچ کرنا
پڑتا ہے اور نفس تنگ نہین ہوتا اور تحقیق یہ ہے کہ جس شخص پر پیادہ چلنا سہل ہے اوسکو پیادہ
جانا افضل ہے ورنہ سوار جانا بہتر ہے یہی حکم عمرہ کا بھی ہے ششم یہ ہے کہ پرتل کے جانور پر سوار ہو
محمل سے بچے ہان اگر عذر سے سوار نہو سکے تو محمل کا مضائقہ نہین اسمین دو فائدہ ہین ایک یہ کہ
اونٹ کو آرام دینا ہے کیونکہ محمل سے اوسکو ایذا ہوتی ہے دوسری ہیئت سے اہل دولت و تکبر
کے محفوظ رہنا ہے حضرت نے بوجھہ کے اونٹ پر حج کیا تھا اور آپ کے نیچے پرانا پالان و پرانی
چادر تھی جسکی قیمت چار درم تھی اور طواف بھی اوسی سواری پر کیا تھا تاکہ لوگ آپ کی سیرت
و عادت دیکھین اور فرمایا تھا خذوا عنی مناسککم یہ محمل حجاج کی ایجاد ہین علمانے اُسکو
مکروہ رکھا تھا ابن عمر محمل کو دیکھکر کہتے کہ حاجی تھوڑے ہین اور سوار بہت ہین پھر ایک مسکین
خستہ حال کو دیکھکر کہا کہ حجاج مین یہ شخص بہتر ہے ہفتم یہ کہ خستہ حال اور اولجھے بال غبار
آلودہ میلا کچیلا رہے زینت و تفاخر سے بچے تاکہ کہین متکبرون اور آرام طلبون کے دفتر مین داخل
اور زمرۂ ضعفاء و مساکین و صلحاء سے خارج نہو جائے حاجی وہی ہے کہ بال اولجھے ہون اور
بدن میلا کچیلا ہو قال تعالیٰ ثم لیقضوا تفثہم کسی نے کہا کہ اہل یمن زینت ہین قافلۂ حجاج
کی اسلئے کہ وہ لوگ انکسار و ضعف کی حالت اور اکابر سلف کی سیرت پر ہین اور لباس شہرت و سرخ سے

ہشتم یہ کہ چوپایہ کے ساتھہ نرمی کرے اور طاقت سے زیادہ اوسپر بار نکرے محمل بھی اوسکی حد طاقت
سے خارج ہے اہل تقوی کا دستور تہا کہ اونٹون پر سوتے نہ تہے صرف بیٹھے بیٹھے اونگھہ جاتے تہے نہم
یہ کہ ذبیح جانور سے تقرب حاصل کرے گو اوسپر واجب نہوا ور کوشش کرے کہ جانور نفیس اور موٹا
ہو قال تعالیٰ ومن یعظم شعائر اللہ فانہا من تقوی القلوب کہا ہے کہ مراد اس تعظیم سے
فربہی قربانی کی ہے اور ہدی کا لیچلنا میقات پر سے افضل ہے اگر کچہہ دقت و مشقت نہو حدیث مین آیا ہے
ما من عمل آدمي يوم النحر احب الى الله عز وجل من اهراقه دما وانها تاتي يوم القيامة
بقرونها واظلافها وان الدم يقع من الله عز وجل بمكان قبل ان يقع بالارض فطيبوا به
نفسا رواه ابن ماجة والحاكم والبيهقي عن زيد بن ارقم دہم یہ کہ جو کچہہ مال زاد دہش و
ہدی وغیرہ مین صرف کرے اوس سے خوش ہو اسیطرح اگر کوئی نقصان یا تکلیف مالی یا بدنی پہنچے
تو اوس سے خوش رہے کہ یہ علامات ہین قبول حج کے اس راہ مین سختی کا ہونا ایسا ہے جیسے کہ جہاد
مین کوئی سختی پہنچے ایک علامت قبول حج کی یہ بھی ہے کہ جو گناہ پہلے کرتا تہا اب نکرے اور عوض
بین بدلوگون کے صحبت صلحا کی اختیار کرے اور لعب و غفلت کی مجلسون کے عوض مین مجالس
ذکر اختیار کرے یعنی بجای گلبانگ بیخواران دعای دینداران باشد و عوض ہوی ہاے مستان تہلیل
خدا پرستان ع

بجای نغمۂ نے صوت دلکش حافظ	بجای جرعۂ مے بادۂ محبت دوست

ف حج مین سب سے پہلے یہ سمجھنا چاہیئے کہ دین مین اسکا رتبہ کیا ہے پھر اوسکی طرف شوق کا ہونا
پھر ارادہ کرنا پھر موانع حج کو دور کرنا پھر احرام کا کپڑا مول لینا پھر توشہ خریدنا پھر سواری کا کرایہ کرنا پھر
اپنے وطن سے باہر ہونا پھر جنگل مین چلنا پھر میقات سے لبیک کہکر احرام باندہنا پھر مکہ مین داخل
ہونا پھر افعال حج پورا کرنا ان باتون مین ہر ایک بات تذکرہ ہے واسطے متذکر کے اور عبرت ہے واسطے
معتبر کے اور تنبیہہ ہے واسطے مرید صادق کے اور تعریف ہے واسطے مرد دانا کے اب معلوم کرنا
چاہیئے کہ جبتک آدمی شہوات سے پاک نہو اور ضروری اشیا پر اکتفا کر کے لذات سے باز نرہے اور

تمام حرکات وسکنات مین خاص اللہ پاک ہی کا نہو رہے تب تک اوسکی رسائی اللہ پاک تک نہین ہوسکتی ہے اور اسیوجہ سے پہلی ملتون کے لوگ خلق سے تنہا ہوکر راہب ہوگئے تھے اور پہاڑونکی چوٹیون پر جا رہے اور اللہ کے ساتھہ اُنس حاصل کرنیکو خلق سے وحشت اختیار کی اور اللہ ہی کے لیے لذات موجودہ کو چھوڑ کر طمع آخرت مین اپنی جانون پر سخت مجاہدے لازم کیے اللہ نے اونکی ثنا کی ہے ذلک بان منھم قسیسین ورھبانا وانھم لایستکبرون سوجب یہ بات پُرانی پڑگئی اور خلق پیروی شہوات کی کرنے لگی تب اللہ نے ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو طریق آخرت کے زندہ کرنے اور پہلے رسولون کے طریقے پر چلنے کی تجدید کے لیے مبعوث کیا اللہ نے اس امت پر انعام فرمایا کہ حج کو اونکے لیے رہبانیت ٹھیرا دیا پھر کعبہ کو یہ شرف بخشا کہ اوسکو اپنی ذات کی طرف منسوب کیا اور اپنے بندون کا مقصود اوسکو ٹھیرایا اور اوسکے گرد کی زمین کو اوسکی عظمت وشان کے لیے حرم بنایا اور عرفات کو ایسا کیا جیسے حرم کے سامنے میدان ہوتا ہے پھر اوس جگہہ کی حرمت کی تاکید کی کہ اوسکے شکار و درخت کو حرام کردیا اور اوسکو ایسا بنایا جیسے پادشاہون کا دربار ہوتا ہے کہ زیارت کرنیوالے دور و دراز راہون سے ژولیدہ مو غبار آلودہ رب البیت کے لیے انکسار کرتے اور اوسکے جلال وعزت کے سامنے خضوع وخشوع سے دبتے چلے آوین معہذا اس بات کے مقر ہون کہ اللہ پاک اس امر سے منزہ ہے کہ کوئی گھر اوسکو گھیرے یا کوئی شہر اوسکو اپنے اندر لیوے تاکہ اس امر سے اونکی غلامی وبندگی بڑہ جائے اور فرمان برداری وانقیاد کامل تر ہوجاے اسی لیے بندون پر حج مین وہ اعمال مقرر فرمائے ہین جنکے ساتھہ نفس مانوس ومالوف نہو اور عقول اونکی وجوہ نپاسکین جیسے پتھرون پر کنکریان مارنا صفا ومروہ کے درمیان کئی بار آنا جانا اور ایسے اعمال سے کمال غلامی وبندگی ظاہر ہوتی ہے کیونکہ اور اعمال مین کچھہ نہ کچھہ نفس کا حظ ہے مثلاً زکوٰۃ مین دہش ہے اور اوسکی علت معلوم ہے کہ طبیعت مین بخل نہ ہے اور روزہ مین کسر شہوت ہے جو آلۂ شیطان ہے اور نماز مین رکوع وسجدہ سے انکسار کرنا ہے مگر سعی ورمی جمار وغیرہ اعمال مین نہ نفس کو کچھہ حظ ہے اور نہ طبیعت کو کچھہ اُنس بلکہ ان اعمال کے بجالانے مین بجز تعمیل ارشاد اور

کچھہ نہین یہان عقل کا تصرف بالای طاق ہے اسی لئے حضرت نے فرمایا ہے لبیک بحجۃ حقا تعبدا ورقا تعجب نفوس کا ان اعمال سے اسیوجہ سے ہوتا ہے کہ اسرار عبادات سے اونکو غفلت ہے

شوق اسبات کے سمجھنے اور ٹھان لینے سے اوٹھتا ہے کہ گہر خدا کا ہے اور اوسنے اس گھر کو بادشاہی دربار کی طرح بنایا ہے توجو شخص اس دربار کا قصد کرتا ہے وہ اللہ پاک کا قاصد وزائر ہوتا ہے اور جو کوئی دنیا مین اس گھر کا قصد کرے وہ لایق اسکے ہے کہ اوسکی زیارت برباد نجائے اور مقصود زیارت یعنی دیکھنا دیدار آلہی کا میعاد معین مین نصیب ہو کیونکہ دنیا مین اس آنکھہ کو بوجہ قصور وفنا کے یہ استعداد نہین ہے کہ وہ نور دیدار آلہی کو قبول کر سکے اور اوسکی تاب وطاقت لائے اور جو کہ آخرت مین آنکھہ کو مدد بقا ملیگی اور تغیر وفنا سے محفوظ رہیگی اسلئے وہان استعداد نظر و دیدار کی ہو جائیگی تاہم بوجہ قصد خانہ کعبہ اور اوسکی طرف دیکھنے سے بموجب وعدۂ آلہی اوسکو مستحقاق دیدار رب البیت کا ہو جائیگا اب ظاہر ہے کہ شوق دیدار آلہی اسکو مشتاق اوسکے سبب یعنی دیدار کعبہ کا کریگا ع ای گل بتو خرسندم تو بوئی کسے داری **ارادہ** مین یہ جانے کہ مینے اپنے اہل و وطن کے جدا ہونیکا اور شہوات ولذات سے علیحدہ رہنے کا قصد اسی غرض سے کیا ہے کہ طرف زیارت خانہ کعبہ کے متوجہ ہون پس اپنے دلمین بیت ورب البیت کی بڑی قدر کرے اور یہ جانے کہ مینے ایک بڑے رفیع الشان امر کا ارادہ کیا ہے جسکا معاملہ خطرناک ہے اور جو کوئی بڑی بات کا خواہان ہوتا ہے وہ بڑے خطرہ مین پڑتا ہے پھر چاہیئے کہ اس ارادہ کو خالص واسطے اللہ کے کردے اور ریا وشہرت سے دور رہے اور خوب یقین کرلے کہ ارادہ وعمل مین سے وہی امر مقبول ہوتا ہے جو خالص اللہ کے لئے ہو اور بڑی بری حرکت ہے کہ آدمی ارادہ تو پادشاہ کے گھر اور حرم کا کرے اور مقصود اوسکا دوسرا ہو **قطع علائق** کے معنی یہ ہین کہ حقوق حقدارون کو حوالہ کرے اور سب گناہون سے توبہ خالص کرلے اسلئے کہ ہر ظلمہ ایک علاقہ ہے اور ہر علاقہ ایسا ہے جیسے کوئی قرضخواہ موجود ہو اور گریبان پکڑکے یون کہتا ہو کہ تو کہان جاتا ہے میرا حق دیتا جا تو شہنشاہ کے گھر کا ارادہ رکھتا ہے اور اوسکے حکم کو اپنے گھر مین بجا نہین لاتا اوسکو حقیر جانتا ہے تجھے شرم نہین آتی کہ اوسکے سامنے گنہگار کیطرح جاتا ہے تاکہ تجھے نکالدے اگر تجھکو اپنی زیارت کے قبول ہونیکی رغبت ہے

تو اوسکا حکم اوٹھا اور حقوق جو ظلم سے لئے ہون واپس کر اور اول سب گناہون سے توبہ کر اور اپنے
دل کا علاقہ اور طرف التفات کرنے سے کاٹ تاکہ چہرۂ دل سے اوسکی طرف متوجہ ہو جسطرح کہ ظاہر حال سے
اوسکے گھر کا متوجہ ہے ورنہ اس سفر کا آغاز رنج و مشقت اور انجام مردود ہونا اور نکالا جانا ہوگا اور وطن
سے قطع تعلق اسطرح پر کرے جیسے کوئی وہانسے اوٹھا جاتا ہوا اور فرض کرے کہ پھر لوٹ کر نہ آؤنگا اور
اپنی اہل و اولاد کے لئے وصیت لکھدے کیونکہ مسافر ہدف موت ہوتا ہے مگر جسکو خدا بچالے اور وقت
سفر کے قطع علائق پر یہ یاد کرے کہ سفر آخرت کے لئے بھی اسیطرح علاقے ٹوٹ اور چھوٹ جائین گے
کیونکہ یہ سفر عنقریب آگے چلا آتا ہے اور سفر حج مین جو کچھ کرے اوس سے طمع آسانی سفر آخرت کی
کرے کہ قرارگاہ و بازگشت وہی ہے **توشہ** کو حلال جگہہ سے تلاش کرے اور جب جی مین یہ خواہش
پائے کہ کسیطرح خرچ بہت سا ہو اور باوجود اس سفر دور و دراز کے بچ رہے اور منزل مقصود تک پہنچنے
سے پہلے کوئی خرابی اوسمین نہو تو یاد کرے کہ سفر آخرت بہ نسبت اس سفر کے کہین دراز ہے اور اوسکا
توشہ تقوی ہے اور تقوی کے سوا جس چیز کو توشہ جانتا ہے وہ مرنے کے وقت سب پیچھے رہ جائیگی
اور اس سے دغا کرے گی اسلئے ضرور ہے کہ اس بات سے ڈرے کہ کہین ایسا نہو کہ اعمال جو آخرت کا
توشہ ہے موت کے بعد اپنے ساتھہ نرہین اور ریا و شہرت کی آمیزش اور قصور کی کدورت سے خراب
ہو جائین **سواری** جسوقت سامنے آئے اوسدم اللہ کی نعمت کا اپنے دلمین شکر کرے کہ چوپایون کو
ہمارا مسخر کر دیا کہ ہمکو تکلیف نہو اور مشقت سبک ہو جائے اور یہ یاد کرے کہ آخرت کی سواری بھی ایک
دن اسیطرح سامنے آجائیگی یعنی جنازہ کی تیاری ہو گی کہ اوسپر سوار ہو کر آخرت کا کوچ کرنا پڑیگا غرضکہ
حج کا حال مشابہ سفر آخرت کے ہے اب نظر کرلے کہ حج کی سواری اس قابل ہے کہ سفر آخرت کی سواری کا
توشہ ہو سکے کیونکہ سفر آخرت آدمی سے بہت ہی قریب ہے کیا معلوم کہ موت قریب ہو اور اونٹ کی سواری
سے پہلے تابوت پر سوار ہو جائے **احرام** کی دونون چادرون کے خریدنے کے وقت اپنے کفن کو
اور اوسمین اپنے لپٹنے کو یاد کرے کیونکہ احرام کی چادر اور تہمد تو اوسوقت باندہیگا کہ خانۂ کعبہ کے نزدیک
ہوگا اور کیا عجب ہے کہ یہ سفر پورا نہو اور اللہ تعالی سے ملاقات کفن مین لپٹے ہوئے ہونا بے شک ہے

توجسطرح کہ خداکے گھرکی زیارت بدون مخالفت لباس وہیئت معمولی کے نہین ہوتی ہے اسیطرح
زیارت خدابھی بعدمرنے کے بجز اس صورت کے نہوگی کہ لباس مخالف لباس دنیاکے ہو اور احرام
کا کپڑا کفن کے کپڑے کے مشابہ بھی ہے کہ نہ وہ سیا ہوا ہوتا ہے اور نہ یہہ شہر سے نکلنے مین یہ جانے
کہ مین اپنے اہل و وطن سے جدا ہوکر ایسے سفر مین خداکیطرف متوجہ ہوتا ہون جو دنیاکے سفرون کے
مشابہ نہین ہے تو اب یہ سوچے کہ مین کیا ارادہ کرتا ہون اور کہان جاتا ہون مین تو شہنشاہ کیطرف
اوسکی زیارت کرنیوالون کے زمرہ مین متوجہ ہون جو ندا کے ساتھہ حاضر ہوئے اور جنکو شوق دلایا گیا
تو مشتاق ہوگئے اور جنکو جانے کا حکم ہوا تو قطع علائق و ترک خلائق کرکے اوسکے گھر کی طرف جو
عظیم الشان رفیع القدر ہے متوجہ ہوئے تاکہ رب البیت کی زیارت کے عوض اوسکی زیارت سے دل
بہلائین یہانتک کہ منتہای آرزو تک پہنچ جائین اور اپنے مالک کے دیدار سے اپنی مراد پائین اور اپنے
دلمین توقع رسائی و قبول کی کرین نہ یہ کہ اپنے عملون پر بھروسا ہو کہ ہم اتنی دور سے گھر چھوڑکر
آئے ہین اور اللہ پر اپنا احسان رکھین بلکہ اللہ کے فضل و کرم و رحم پر بھروسا کرین اور یہ توقع
کرین کہ اگر ہم خانہ کعبہ تک نہ پہنچے اور اثناء راہ ہی مین طعمۂ اجل مسمی ہوگئے تو اللہ پاک سے
ملنا ایسے حال مین ہوگا کہ ہم اوسکے پاس جا رہے ہین کیونکہ اوسنے خود یہ فرمایا ہے ومن یخرج
من بیتہ مہاجرا الی اللہ ورسولہ ثم یدرکہ الموت فقد وقع اجرہ علی اللہ
جنگل مین گھسکر میقات تک گھاٹیون کے دیکھنے مین وہ احوال یاد کرے جو بوجہ موت دنیا سے
نکلکر میقات قیامت تک ہونگے اوسکے ہر ایک حال و ہول کو اسکی کیفیت سے مناسب کرے مثلاً
رہزنونکی دہشت سے منکر نکیر کے سوال کی دہشت کو یاد کرے جنگل کے درندون سے قبر کے سانپ
بچھو کیڑے مکوڑے خیال مین لائے گھربار اقارب سے جدا ہونے کو قبر کی وحشت و سختی و تنہائی
دھیان کرے و علی ہذا القیاس **میقات** پر احرام باندھنے و لبیک کہنے سے یہ جانے کہ لبیک
کے معنی یہ ہین کہ خداکی پکار پر یہ کہتا ہے کہ مین حاضر ہون تو اسدم یہ توقع کرے کہ یہ جواب قبول
ہو اور ڈرے کہ کہین اوسطرف سے یہ نہ کہدیا جائے لا لبیک ولا سعدیک لہذا متردد رہنا درمیان

خوف ورجا کے ضرور رہے اور اپنی تاب وطاقت سے جدا ہوکر اللہ کے فضل وکرم پر تکیہ کرے کیونکہ وقت لبیک کہنے کا شروع ہے حج کا اور وہ جائے خطرناک ہے اور لبیک کہنے والا جب یہ جانے کہ مین جواب مین واذن فی الناس بالحج کے یہ جواب دیتا ہون تو یہ بھی سوچے کہ صور کے پھکنے پر لوگ اسیطرح پکارے جائینگے اور قبرون سے نکلکر میدان قیامت مین جمع ہونگے اور اللہ کی پکار کا جواب دینگے پھر اونکی بہت سی قسمین ہونگی کوئی مقرب ہوگا کسی پر غصہ ہوگا کوئی مقبول ٹھہریگا اور کوئی مردود اور ابتدا مین درمیان خوف ورجا کے متردد ہون گے جیسے میقات مین حاجیون کو تردد ہوتا ہے کہ حج کا پورا ہونا اور مقبول ہونا معلوم نہین کہ میسر ہوگا یا نہین **مکہ معظمہ** مین داخل ہونے کے وقت یہ خیال کرے کہ اب مین حرم مامون مین پہنچگیا اور اللہ سے متوقع ہو کہ بدولت اس پہنچنے کے مجھکو عذاب سے محفوظ رکھیگا اور اس بات کا ڈر کرے کہ مبادا اگر مین لائق قرب کے نہوا تو حرم مین آنے سے کہین مستحق غضب کا نہ ٹھیرون مگر غلبہ رجا سب اوقات مین بہتر ہے کہ اُسکا کرم عام ہے اور کعبہ کا شرف بہت بڑا ہے آنے والے کے حق کی رعایت ہی کیا کرتے ہین اور پناہ دُوہائی دینے والے کی حرمت تلف نہین کیجاتی ہے

	فلیف لا یرجی من الرب		العفو یرجی من بنی آدم	

کعبہ معظمہ پر نظر کرنیکے وقت دلمین اوسکی عظمت وجلالت کو حاضر کرے اور فرض کرے کہ گویا رب البیت کو دیکھ رہا ہے اور متوقع ہو کہ خدا نے جسطرح اپنے گھر معظم کا دیکھنا مجھکو نصیب کیا ہے اسیطرح اپنا دیدار بھی وہان روزی کریگا اور اللہ کا شکر بجا لائے کہ اوسنے اس رتبہ کو پہنچایا اور اپنے پاس آنیوالون مین داخل کیا اوسوقت یہ بھی دھیان کرے کہ قیامت مین سب لوگ جنت کی طرف بتوقع دخول اسیطرح جھکینگے پھر اونکے دو فریق ہونگے بعض کو اجازت اندر جانے کی ہوگی اور بعض کو ٹالدیا جائیگا جیسے حاجیون کے دو فریق ہوتے ہین کہ بعض کا حج مقبول اور بعض کا مردود نامنظور ہوتا ہے جو احوال حج مین پیش آوین اونکو دیکھکر یاد سے امور آخرت کی غفلت نکرے کیونکہ حالات حجاج کے حالات آخرت پر دلیل ہین **طواف کعبہ** کو نماز تصور کرکے وقت طواف کے تعظیم وخوف ورجا ومحبت

کو دہین حاضر کرے آدمی بسبب طواف کے اون ملائکۂ مقربین کے مشابہ ہوجاتا ہے جو ارد گرد عرش مجید کے
گھومتے ہین طواف سے کچھہ یہی مقصود نہین ہے کہ آس پاس کعبہ کے پھرے بلکہ یہ ہے کہ آدمی کا دل
ذکر رب کعبہ کرے یہانتک کہ آغاز و انجام اوسی پر ہو جیسے کہ بدایت و نہایت طواف کی بیت پر ہوتی
ہے عمدہ طواف دل کا گرد حضرت ربوبیت کے ہے خانۂ کعبہ اس عالم ظاہری مین ایک نمونہ اوس
دربار کا ہے کیونکہ وہ عالم باطن مین ہے اور آنکھہ سے نظر نہین آتا جیسے کہ عالم ظاہری مین بدن دل کا
نمونہ ہے کیونکہ دل عالم غیب مین ہے اور آنکھہ سے محسوس نہین ہوتا یہ عالم ظاہری ایک زینہ ہے اوس
عالم غیب کا اُس شخص کے لیئے جسپر اللہ اس دروازے کو کہولدے اسیطرف یہ اشارہ ہے کہ بیت المعمور
آسمان مین کعبہ کے مقابل ہے اور فرشتے اوسکا طواف اوسیطرح کرتے ہین جسطرح کہ آدمی کعبہ کا طواف
کرتے ہین لکن جو کہ اکثر خلق کا رتبہ اس جیسے طواف سے قاصر ہے ناچار اپنے مقدور بہر اون ملائکہ
سے مشابہ ہونے کے لیئے انکو حکم ہوا ہے کہ یہ بھی اوسیطرح چکر مارین اور یہ وعدہ ہوگیا کہ من تشبہ
بقوم فھو منھم **حجر اسود** کے بوسہ دینے کے وقت یہ اعتقاد کرے کہ اللہ پاک سے اوسکی طاعت
بجالانے پر بیعت کرتا ہون اور پورا ارادہ کرے کہ مین اس عہد کو وفا کرونگا کیونکہ جو کوئی بیعت
مین دغا کرتا ہے وہ مستحق غضب کا ہوتا ہے حدیث مین اس کالے پتھر کو اللہ کا دہنا ہاتھہ فرمایا
ہے جس سے اپنے بندون کے ساتھہ وہ مصافحہ کرتا ہے **پردۂ کعبہ** کو پکڑنے اور ملتزم سے
چمٹنے کے وقت یہ نیت کرے کہ گہر اور گہر والے کی محبت و شوق مین قرب کا طالب ہون اور بدن
کے لگنے کو موجب برکت سمجھے اور یہ توقع کرے کہ جو عضو کعبہ سے ملجائیگا وہ انشاءاللہ تعالی آگ
سے محفوظ رہیگا اور پردہ پکڑنے مین یہ نیت ہو کہ طلب مغفرت و امان مین الحاح کرتا ہون جسطرح
کوئی خطاوار جسکا قصور کرتا ہے اوسکے دامن سے لپٹتا ہے اور واسطے عفو تقصیر کے اوسکے سامنے
خوار زار ہوتا ہے اور کہتا ہے کہ میرا ٹھکانا سوا تیرے اور کہین نہین ہے اب مین تیرا دامن نچھوڑونگا جبتک
خطا معاف نہوگی اور آیندہ کو امن نہ ملیگا **سعی** درمیان صفا و مروہ کے ایسی ہے جیسے غلام جو کہ مین
محلسرای شاہی کے باربار آتا جاتا ہو اس نظر سے کہ خدمت مین بادشاہ کے اپنا خلوص ظاہر کرے

اور نظر رحمت سے سرفراز ہو یا جیسے کوئی پاس کسی بادشاہ کے جائے اور پھر باہر نکلے اور نجانے کہ بادشاہ اوسکے حقمین کیا حکم دیگا قبول یا رد کاتو وہ بار بار چوک مین دربار کے آئے جائے اس امید پر کہ اگر پہلی بار رحم نہوا تو دوسری بار وہ رحم کریگا وقت سعی کے یہ خیال کرے کہ میدان قیامت مین ترازو کے دونون پلون کے بیچ مین اسی طرح پہرنا ہوگا صفا کو حسنات کا پلہ سمجھے مروہ کو سیئات کا پلہ دیکہے کونسا پلہ غالب رہتا ہے اور کونسا مغلوب عذاب و مغفرت مین تردد کرے کہ انہین سے کسکا مستحق ہوتا ہون اللہم اغفر **عرفات** پر ٹہیرنے مین جب لوگونکا ازدحام اور آوازون کا بلند ہونا اور زبانون کا اختلاف اور مشاعر کی آمد و رفت مین ہر ایک فرقہ کا اپنے اپنے اامون کے قدم بقدم چلنا دیکہے تو یہ یاد کرے کہ میدان قیامت مین بہی تمام امتین مع انبیاء علیہم السلام کے اسیطرح اکٹہی ہونگی اور ہر امت اپنے نبی کی پیروی کرے گی اور شفاعت انبیاء کی طامع ہوگی اور قبول و رد کے باب مین حیران رہیگی سو یہ خیال اوسکو گزرے تو دلکو منکسر اور طرف اللہ کے راجع کرے تاکہ اہل فلاح و فرقہ مرحوم کے ساتہہ حشر ہو پھر اسجگہہ اپنی رجا کو قبول ہی سمجھے کیونکہ یہ میدان شریف ہے اور دربار جلال سے رحمت الٰہی اوترتی ہے اوسکے آنیکا ذریعہ یہی اوتاد و ابدال کے دلہاے عزیز ہوتے ہین یہ میدان انسے خالی نہین رہتا اور گروہ صلحاء بہی وہان ضرور ہوتے ہین سو جب اون لوگونکی ہمتین جمع ہو کر اونکے دل انکسار و زاری کرتے ہین اور اللہ کیطرف اپنے ہاتہہ پہیلاتے ہین اور گردنین جہکاتے ہین اور طلب رحمت مین ہمت کے ساتہہ طرف آسمان کی نگاہ کرتے ہین تو اب یہ گمان نکرے کہ وہ اپنی امید مین محروم رہینگے اور اونکی کوشش بیکار جائے گی بلکہ اونپر وہ رحمت اوترتی ہے کہ سب کو ڈہانپ لے اسی لئے یہ کہا ہے کہ بہت بڑا گناہ یہ ہے کہ آدمی عرفات مین حاضر ہو کر یہ گمان کرے کہ اللہ نے میری مغفرت نہین کی غرضکہ نزول رحمت کا طریق اسکے برابر اور کوئی نہین کہ ہمتین جمع ہون اور ایک وقت مین ایک زمین پر دل مدد یکدیگر کی کرین۔ **رمی جمار** مین یہ قصد کرے کہ واسطے اظہار بندگی و غلامی کے اس امر کی طاعت کرتا ہون اور محض تعمیل ارشاد کے لئے طیار ہوتا ہون بدون اسکے کہ اس فعل مین کچہہ عقل و نفس کا حظ ہو پھر حضرت

ابراہیم علیہ السلام کی مشابہت کا قصد کرے کہ اوس مقام پر آپکو شیطان لعین ظاہر ہوا تھا کہ آپکے حج مین کچھہ شبہہ ڈالے یا کسی معصیت مین مبتلا کرے اللہ نے حکم دیا کہ اُسکے دور کرنے اور اوسکی امید قطع کرنے کو اوسکو کنکر مارو اسلئے کوشش و مضبوطی کے ساتھہ شیطان کے ذلیل کرنے کی نیت سے کنکر مار کر اوسکو اپنے نفس سے دور کرے اگرچہ اونکو شیطان نظر آیا تھا اور اسکو نہین آتا گو ظاہر مین یہ کنکر پتھر پر مارتا ہے لکن واقع مین شیطان کے مُنہ پر مارتا ہے اور اوسکی پشت توڑتا ہے ہدی کے ذبح کرنے کے وقت یہ جانے کہ یہ کام بسبب بجا آوری حکم کے موجب تقرب کا ہے اور یہ توقع کرے کہ اللہ اوسکے ہر جزر کے عوض مین میری ہر جزر کو آگ سے آزاد کریگا کیونکہ وعدہ اسیطرح ہوا ہے پس ہدی جتنی بڑی ہوگی اوتنے ہی اوسکے اجزا بہت ہون گے اوسیقدر آگ دوزخ سے رہائی کیصورت زیادہ متصور ہے **مدینۂ منوّرہ** کی دیوارون پر جب نظر پڑے تو یہ دہیان کرے کہ یہ وہ شہر ہے کہ اللہ نے اوسکو اپنے نبی صلی اللہ وآلہ وسلم کے لئے پسند فرمایا ہے اور اُسکو آپکا دار الہجرۃ بنایا ہے یہ وہ جگہہ ہے جہان آپنے اللہ کے فرائض و سُنن مشروع فرمائے تہے اور اعداء خدا سے جہاد کیا تہا اور خدا کے دین کو ظاہر کیا تھا یہانتک کہ اللہ نے آپکو اپنے جوار رحمت مین بلا لیا آپکی قبر مطہر اوسمین مقرر کی اور آپ کے دو وزیرونکی قبر جو بعد آپکی بجا آوری حقمین کامل تھے اُسی شہر مین ٹہیرائی پھر سوچے کہ آپکے قدم مدینۂ منورہ مین چلتے پھرتے وقت پڑتے ہونگے اور کوئی جگہہ پاؤن رکھنے کی ایسی نہین ہے جہان آپ کے قدم مبارک نہ آئے ہون اِس خیال کے بعد جو پاؤن رکہے وقار و خوف کے ساتھہ رکہے اور پھر رفتار مین آپکی فروتنی و وقار کا لحاظ کرے اور یہ کہ اللہ نے اپنی معرفت کسدرجہ آپکو دی تھی اور آپکے ذکر کو کیسا اونچا کیا ہے کہ اپنے ذکر کے ساتھہ ملایا اور جو کوئی آپکی تعظیم نکرے گو آپکی آواز پر اپنی آواز ہی اونچی کرنیسے وہ ترک تعظیم کیون نہو تو اللہ تعالیٰ اوسکے عمل باطل کردے گا پھر یہ خیال کرے کہ اللہ نے اون لوگون پر بڑا احسان کیا ہے جنہون نے آپکی صحبت پائی اور مشاہدۂ جمال و استماع اقوال و ملاحظہ احوال و اعمال سے سعادت حاصل کی اور اپنے حال پر نہایت افسوس کرے کہ یہ دولت

ہمکو نہ ملی اور نہ آپکے اصحاب کی صحبت نصیب ہوئی دنیا مین تو ہمنے آپکو ندیکھا اور آخرت کے دیکھنے مین شبہہ ہے شاید آپکی زیارت نگاہ حسرت ہی سے ہو کہ اعمال بد کے باعث ہمکو قبول نفرمائین جسطرح حدیث انس و ابن مسعود مین مرفوعًا آیا ہے کہ کچھہ لوگ میرے سامنے لائے جائینگے وہ یا محمد یا محمد کہینگے مین کہونگا الٰہی یہہ میرے اصحاب ہین حکم ہوگا کہ تمکو معلوم نہین کہ تمہارے بعد انہون نے کیا کام کیا تب مین کہونگا کہ الگ ہو دور ہو رواہ الشیخان پس اگر اسکنے بھی آپکی شریعت کی توقیر نکی ہوگی اور سنت کی قدر نسمجھی ہوگی اور بدعت کو ترجیح دی ہوگی گو ایک ہی دقیقہ مین کیون نہو تو یہ بھی اس بات سے مامون نہین ہے کہ اسکے اور آپکے درمیان مین دوری و حجاب نہو جائے اور آپکے طریق سے علیحدہ پڑجائے معہذا تائب ہو کر یہ توقع رکھے کہ اللہ اسکے اور آپکے درمیان مین دوری نڈالے کیونکہ اسکو ایمان روزی کیا ہے اور آپکی زیارت کے لئے وطن سے اوٹھاکر وہانتک لایا ہے کوئی تجارت یا حظ دنیا اسکو مقصود نہ تھا فقط آپکی محبت اور آپکے آثار شریفہ کے دیکھنے کا شوق ہوا جیسے مسجد نبوی و مسجد قبا اسلئے کہ جب آپکا دیکھنا نصیب نہوا تو اسکے نفس نے اسی پر قناعت کی کہ آپکی مسجد شریف ہی مین حاضر ہو کر آپکی قبر کی دیوار ہی نظر پڑے ه

غربتی گر روی بشہر و دیار		روی در مسجد مصفا کن	
دوست را گر نمیتوانی دید		خانۂ دوست را تماشا کن	

جب خدانے یہ سامان کر دیا تو اب اوسکی رحمت کے لایق یہی ہے کہ وہ اسکی طرف نظر رحمت سے دیکھیگا پھر جب مسجد نبوی مین آئے تو یہ دہیان کرے کہ یہ وہ جگہہ ہے جسکو اللہ تعالی نے اپنے نبی اور افاضل مسلمین کے لئے تجویز کیا تھا اللہ کے فرائض اول اسی مقام پر ادا ہوئے تھے یہی زمین ہے جسمین تمام مخلوق سے بہتر لوگ حالت حیات و حالت ممات مین جمع ہین اب یہ توقع کرے کہ اللہ اسپر بھی رحم ہی کریگا پہر مسجد مین خشوع و تعظیم سے داخل ہو پہر حضرت کے منبر شریف کے پاس آئے اور یہ خیال کرے کہ گویا آپ منبر پر چڑھے کھڑے ہین اور مہاجرین اور انصار

آپکے گرد حلقہ کئے ہوئے ہین اور آپ اونکو خطبہ مین اللہ کی طاعت کی ترغیب وہمت دلاتے ہین اور اوسکی نافرمانی سے روکتے وڈراتے ہین غرضکہ حج کے اعمال مین دل کا وظیفہ یہ ہے جو مذکور ہوا جب اعمال حج سے فارغ ہو چکے تو اپنے دل پر رنج وخوف کا التزام کرے کیونکہ یہ معلوم نہین کہ حج قبول ہوا اور یہ زمرۂ محبوبین مین رہا یا حج مردود ہوا اور نکالے ہوؤن مین ملایا گیا اور یہ بات اپنے دل اور اعمال سے معلوم کرلے یعنی حج کے بعد اگر اپنے دل کو ایسا پائے کہ دنیا سے زیادہ کنارہ کرنے لگا اور انس باللہ کیطرف زیادہ متوجہ ہوتا ہے اور اوس سے اعمال مطابق میزان شریعت کے سنجیدہ صادر ہوتے ہین تو قبول ہونیکا اعتماد کرے کیونکہ اللہ اوسی شخص کا حج قبول کرتا ہے جسکو دوست رکھتا ہے اور جسکو دوست رکھتا ہے اوسیکا متولی ہوتا ہے اور اپنی محبت کے آثار اوسپر ظاہر کرتا ہے اور اپنے دشمن ابلیس کا دباؤ اوسپر سے ہٹا دیتا ہے تو جب اسطرح کی باتین ظاہر ہونگی تو معلوم ہوگا کہ حج قبول ہوا اور اگر خدانخواستہ معاملہ بالعکس ہو تو عجب نہین کہ اس سفر سے آدمی کو سوای رنج ومشقت کے اور کچھ حصول ووصول نہوا اعاذنا اللہ من ذلک۔

خاتمۂ الرسالہ

یہ خاتمہ اس بیان مین ہے کہ **ان پانچون بنیاد اسلام کا ایک حکم ہے** یعنی تارک ومنکر انکا کافر ہے اس کفر مین کچھ تفاوت ترک نماز وغیرہ کا نہین ہے حدیث ابو ہریرہ مین فرمایا کہ والذی نفس محمد بیدہ لا یسمع بی احد من ھذہ الامۃ یھودی ولا نصرانی ثم یموت ولم یؤمن بالذی ارسلت بہ الا کان من اصحاب النار رواہ مسلم یہ دلیل ہے اسپر کہ جو کوئی حضرت پر ایمان نہ لائیگا اور وہ توحید جسکو حضرت لیکر آئے ہین اوسکا انکار کرے گا تو وہ ناری ہوگا اس سے معلوم ہوا کہ اقرار کرنا دونون کلمۂ شہادت کا اور یقین لانا اسپر سچے دل سے فرض عین ہے ہر انسان پر خواہ کتابی ہو یا غیر کتابی ابن عمر کا لفظ مرفوعًا یہ ہے امرت ان اقاتل الناس حتی یشھدوا ان لا الہ الا اللہ وان محمدا رسول اللہ ویقیموا الصلوۃ

ویوتوا الزکوۃ فاذا فعلوا ذلک عصموا منی دماءھم واموالھم الا بحق الاسلام وحسابھم علی اللہ متفق علیہ اس سیاق مین شہادت ونماز وزکوۃ کو ایک ہی سلک مین منتظم کیا ہے اور سب کا ایک ہی حکم رکھا ہے اور یہ بیان فرمایا ہے کہ عصمت جان ومال کی ان تینون امر کے قبول کرنے اور بجالانے پر یکسان ہے اگر ایک امر بھی انمین سے موجود نہوگا تو پھر عصمت بھی باقی نرہیگی ترک نماز وزکوۃ پر بھی مثل ترک شہادت کے مقاتلہ ہوسکتا ہے ولہذا جب سفیان ثقفی نے کہا یارسول اللہ قل لی فی الاسلام قولا لا اسأل عنہ احدا بعدک آپنے فرمایا قل امنت باللہ ثم استقم رواہ مسلم معلوم ہوا کہ صحت اسلام کی بدون استقامت کے نہین ہوتی ہے جابر کا لفظ رفعا یہ ہے بین العبد وبین الکفر ترک الصلوۃ رواہ مسلم واحمد دوسرا لفظ مسلم کا یون ہے بین الرجل وبین الشرک والکفر ترک الصلوۃ نسائی کا لفظ یہ ہے لیس بین العبد وبین الکفر الا ترک الصلوۃ ترمذی کا لفظ یہ ہے فان بین الکفر والایمان ترک الصلوۃ یہ دلیل ہے اسپر کہ نماز نہ پڑہنا کفر ہے حدیث بریدہ مین فرمایا ہے العھد الذی بیننا وبینھم الصلوۃ فمن ترکھا فقد کفر رواہ احمد والترمذی والنسائی وابن ماجۃ یہ حدیث بہ نسبت حدیث اول کے دلالت مین واضح تر ہے کفر تارک نماز پر عبداللہ بن عمرو رفعا کہتے ہین کہ حضرت نے ایکدن ذکر نماز کا کیا پھر فرمایا من حافظ علیھا کانت لہ نورا وبرھانا ونجاۃ یوم القیامۃ ومن لم یحافظ علیھا لم تکن لہ نورا ولا برھانا ولا نجاۃ وکان یوم القیامۃ مع قارون وفرعون وھامان وابی بن خلف رواہ احمد والدارمی والبیھقی فی شعب الایمان مراد محافظت سے یہ ہے کہ کسی وقت کی نماز بھی عمدا کسی حالت مین ترک نہو اگر ایک نماز بھی عمدا نہ پڑہیگا تو نور وبرہان ونجات سے محروم ہوکر حشر اوسکا ہمراہ کفار کے ہوگا یہ دلیل ہے اسپر کہ غیر محافظ نماز کا کافر ہوتا ہے اگرچہ گاہ گاہ نماز پڑہتا ہو عبداللہ بن شقیق کا لفظ یہ ہے کان اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم لا یرون شیئا من الاعمال ترکہ کفر غیر الصلوۃ رواہ

الترمذی ابو الدرداء کا لفظ یہ ہے اوصانی خلیلی ان لا تشرک باللہ وان قطعت وحرقت ولا تترک صلوۃ مکتوبۃ متعمدًا فمن ترکہا متعمدًا فقد برئت منہ الذمۃ ولا تشرب الخمر فانہا مفتاح کل شر رواہ ابن ماجۃ اس حدیث مین ترک نماز کو عمدًا برابر شرک و شرب خمر کے ٹھیرایا ہے گویا ان تینون امر کا ایک ہی حکم ہے و نیز دوسری حدیث مین شارب خمر کو مثل عابد وثن کے فرمایا ہے عبادہ بن صامت کہتے ہین وصیت کی مجھکو میرے خلیل رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سات خصلتون کی فرمایا لا تشرکوا باللہ شیئًا وان قطعتم او حرقتم او صلبتم ولا تترکوا الصلوۃ متعمدین فمن ترک الصلوۃ متعمدا فقد خرج من الملۃ ولا ترکبوا المعصیۃ فانہا سخط اللہ ولا تشربوا الخمر فانہا رأس الخطایا کلہا الحدیث رواہ الطبرانی ومحمد بن نصر فی کتاب الصلوۃ ابن القیم نے کتاب الصلوۃ مین بھی یہی تحقیق کیا ہے کہ ترک ایک نماز کا عمدًا کفر ہے اگر فی الفور تائب نہو تو گردن مارا جائے مقابر مسلمین مین دفن نہو ابن عباسؓ کی جب بینائی جاتی رہی لوگون نے کہا ہم تمہاری دوا کرینگے لیکن کئی دن تم نماز نہ پڑھو کہا یہ ہرگز نہین ہو سکتا حضرت نے فرمایا ہے من ترک الصلوۃ لقی اللہ تعالی وھو علیہ غضبان رواہ الطبرانی فی الکبیر حدیث معاذ بن جبل مین فرمایا ہے ولا تترک الصلوۃ متعمدًا فانہ من ترک الصلوۃ متعمدًا فقد برئت منہ ذمۃ اللہ رواہ الطبرانی فی الاوسط زیاد بن نعیم کہتے ہین کہ حضرت نے فرمایا ہے اربع فرضہن اللہ فی الاسلام فمن اتی منہن بثلاث لم یغنین عنہ شیئًا حتی یاتی بہن جمیعًا الصلوۃ والزکوۃ وصیام رمضان وحج البیت رواہ احمد وھو مرسل یہ دلیل ہے اس بات پر کہ جو کوئی نماز زکوۃ صوم حج مین سے کسی ایک فرض کو بھی ترک کرے گا تو باقی فرائض کا ادا کرنا اوسکو کچھ مفید نہو گا آدمی مسلمان جب ہی سمجھا جاتا ہے کہ اِن سب فرائض کو یکسان وقت قدرت کے ادا کرے یہ اور بات ہے کہ کسی شخص پر زکوۃ بسبب افلاس کے سرے سے فرض ہی نہو یا بوجہ عدم استطاعت زاد و راحلہ کے فرض حج اوسپر لازم نہ آئے یا بسبب بیماری یا سفر کے روزہ نرکھے لکن پھر اوسکی قضا کرنا ہو گا محمد بن نصر

مروزی کہتے ہین مینے اسحق کو سُنا وہ کہتے تھے کہ صح عن النبی صلعم ان تارك الصلوة
کافر ولهذا كان رأي أهل العلم من لدن النبی صلعم ان تارك الصلوة عمدًا
من غير عذر حتی یذهب وقتها کافر اور حماد بن زید نے ایوب سے روایت کیا ہے
کہ اونہون نے کہا ترك الصلوة كفر لا يختلف فيه انتهی مصعب بن سعد نے کہا ہے مینے اپنے
باپ سے کہا ای باپ اس آیت کے کیا معنی ہین الذین هم عن صلوتهم ساهون
ہم مین وہ کون شخص ہے جسکو نماز مین سہو نہین ہوتا ہے یا حدیث نفس نہین کرتا ہے کہا یہ طلب
نہین ہے مراد سہو سے اسجگہہ اضاعت وقت ہے بعضا آدمی لہو مین لگا رہتا ہے یہانتک کہ
وقت نماز کا ضائع ہو جاتا ہے رواہ ابو یعلی ابن عباس کا لفظ رفعًا یہ ہے من جمع بين الصلوتين
من غير عذر فقد اتی بابًا من ابواب الكبائر رواہ الحاكم پس جبکہ دو نمازون کو
ایک وقت مین بلا عذر جمع کرنا گناہ کبیرہ ٹہیرا تو جسنے کوئی نماز سرے ہی سے ضائع کر دی ہے
وہ بالاولی مرتکب اکبر کبائر یعنی کفر کا ہوگا حدیث طویل سمرہ بن جندب مین آیا ہے کہ حضرت
نے خواب مین دیکھا کہ ایک آدمی لیٹا ہے اور دوسرا آدمی اوسکے سر پر ایک پتھر لئے ہوئے
کہڑا ہے وہ اوس پتھر سے اوسکے سر کو پھوڑتا ہے جب وہ پتھر لڑک جاتا ہے تو پہر اوسکو اوٹھا کر
لاتا ہے اتنے مین اوسکا سر درست ہو جاتا ہے جیسا کہ پہلے تھا یہ پہر اوسکے سر پر وہ پتھر مارتا ہے
جسطرح کہ اول اوسکو زخمی کیا تھا جب حضرت نے پوچھا کہ یہ کون آدمی ہے فرشتون نے کہا
یہ وہ شخص ہے جو قرآن سیکھکر اوسکا پڑہنا چھوڑ دیتا ہے اور نماز فرض سے سو رہتا ہے۔
رواہ البخاری اسکے دو معنی ہین ایک یہ کہ بے نماز پڑہے سو رہا وہ نماز ضائع گئی دوسرے
یہ کہ سوتا رہا اور نماز کے لئے نہ اوٹھا یہانتک کہ وقت نکل گیا اول اظہر ہے ابو محمد بن حزم کہتے
ہین عمر وعبد الرحمن بن عوف ومعاذ بن جبل وابی ہریرہ وغیرہ صحابہ سے مروی ہے کہ جس نے
ایک نماز فرض عمدًا چھوڑ دی یہان تک کہ وقت نکلگیا تو وہ کافر مرتد ہے اِن صحابہ کا کوئی مخالف
معلوم نہین ہوتا یعنی اسپر اونکا اجماع ہے حافظ عبد العظیم منذری کہتے ہین ایک جماعت صحابہ و

من بعدہم کا مذہب یہی ہے کہ جسنے نماز کو متعمداً ترک کیا یہانتک کہ سارا وقت اوسکا جاتا رہا وہ کافر ہے ابن مسعود و ابن عباس و جابر بن عبداللہ و ابو الدرداء اسی طرف گئے ہین اور یہی مذہب ہے امام احمد و اسحق بن راہویہ و ابن مبارک و نخعی و حاکم و حکم بن عتیبہ و ایوب سختیانی و ابو داؤد طیالسی و ابو بکر بن ابی شیبہ و زہیر بن حرب وغیرہم کا انتہی یہ ذکر تارک نماز فرض کا تھا اب حکم تارک زکوۃ کا سنو حدیث علی مرتضی مین مرفوعاً حقمین اون اغنیاء کے جو زکوۃ نہین دیتے ہین یون آیا ہے الا وان اللہ یحاسبھم حسابا شدیدا ویعذبھم عذابا الیما رواہ الطبرانی فی الصغیر والاوسط وروی عن علی موقوفا علیہ وھو اشبہ اور حدیث مسروق مین ابن مسعود سے آیا ہے کہ لاوی صدقہ ملعون ہے زبان محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر دن قیامت کے رواہ ابن خزیمۃ منذری نے کہا لاوی الصدقۃ ھو المماطل بھا الممتنع من ادائھا یعنی مراد اس سے وہ شخص ہے جو کہ زکوۃ دینے مین دیر لگاتا ہے یا سرے سے دیتا ہی نہین ہے حدیث ابو ہریرہ مین رفعاً منجملہ اون تین شخصون کے جو سب سے پہلے دوزخ مین جائینگے ایک وہ صاحب ثروت و مالدار ہے جو اللہ کا حق اپنے مال مین ادا نہین کرتا ہے رواہ ابن خزیمۃ مراد اس حق سے زکوۃ مال کی ہے ابن مسعود کا لفظ یہ ہے امرنا باقام الصلوۃ وایتاء الزکوۃ ومن لم یزک فلا صلوۃ لہ رواہ الطبرانی فی الکبیر مرفوعاً والاصبھانی معلوم ہوا کہ زکوۃ نہ دینے والے کی نماز قبول نہین ہوتی ہے دوسری روایت مین یون ہے من اقام الصلوۃ ولم یوت الزکوۃ فلیس بمسلم ینفعہ عملہ اسمین نفی کی ہے اسلام کی اوس شخص سے جو نماز پڑھتا ہے لیکن زکوۃ نہین دیتا عمارہ بن حزم نے مرفوعاً کہا ہے اربع فرضھن اللہ فی الاسلام فمن جاء بثلاث لم یغنین عنہ شیئا حتی یاتی بھن جمیعا الصلوۃ والزکوۃ وصوم رمضان وحج البیت رواہ احمد اسمین حجت ہے اس بات پر کہ اگر ایک شخص نماز روزہ کرتا ہے اور اوسنے حج بھی ادا کیا ہے مگر زکوۃ نہین دیتا ہے تو اوسکے یہ سارے اعمال برباد ہین وہ مسلمان نہین سمجھا جائیگا۔ زکوۃ ایسی چیز ہے جسکے نہ دینے سے قحط سالی ہوتی ہے ایک جہان اوس بلا مین مبتلا ہو جاتا ہے

حدیث بریدہ مین فرمایا ہے ما منع قوم الزکوۃ الا ابتلاھم اللہ بالسنین رواہ الطبرانی فی الاوسط ورواتہ ثقات ہ

ابر ناید از پئے منع زکوۃ		از زنا افتد وبا اندر جہات	

یہ انجام منع زکوۃ کا تو دنیا مین ہوتا ہے اور آخرت کا عذاب اس سے علیحدہ ہے حدیث طویل ابوہریرہ مین آیا ہے کہ حضرت کا گزر ہمراہ جبریل علیہ السلام کے ایک قوم پر ہوا کہ جنکی اگاڑی پچھاڑی لگی تھی وہ مثل چوپایونکے ضریع وزقوم ورضف جہنم کیطرف چرنے کو چھوڑے جاتے تھے پوچھا یہ کون لوگ ہین جبریل نے کہا یہ وہ لوگ ہین جو اپنے اموال کی زکوۃ نہ دیتے تھے الحدیث رواہ البزار ترک روزہ کے باب مین پہلے حدیث زیاد بن نعیم وحدیث عمارہ بن حزم مرفوعاً گزر چکی ہے او نمین ترک روزہ کو برابر ترک نماز وزکوۃ وحج کے قرار دیا ہے معلوم ہوا کہ معصیت ترک مین یہ سب فرائض یکسان ہین اور حدیث ابوہریرہ مین فرمایا ہے من افطر یوما من رمضان من غیر رخصۃ ولا مرض لم یقضہ صوم الدھر کلہ وان صامہ رواہ الترمذی یہ دلیل ہے اسبات پر کہ ترک کرنا صوم کا بلا عذر کے معصیت کبری ہے جسکا بدل صوم دہر بھی نہین ہو سکتا رہا عذاب اس ترک کا سو حدیث طویل ابو امامہ باہلی مین قصہ حضرت کے خواب کا آیا ہے کہ ایک پہاڑ پر آپکو لیگئے وہان سخت آوازین سنین، پوچھا کہ یہ چیخنا چلانا کیسا ہے کہا یہ بھونکنا ہے اہل نار کا پھر ایک دوسری قوم دیکھی جو اولٹی لٹکی ہوئی تھی اونکی باچھین پھٹی ہوئی تھین او نمین سے خون جاری تھا پوچھا یہ کون ہین کہا یہ وہ لوگ ہین جو افطار کرتے ہین قبل تحلت صوم کے رواہ ابن خزیمۃ وابن حبان اب ترک حج کا حال سنو حدیث علی مرتضی مین فرمایا ہے من ملک زادا وراحلۃ تبلغہ الی بیت اللہ الحرام فلم یحج فلا علیہ ان یموت ان شاء یھودیا وان شاء نصرانیا وذلک ان اللہ تعالی یقول وللہ علی الناس حج البیت من استطاع الیہ سبیلا رواہ الترمذی اس آیت شریف سے فرضیت حج کی ہر مستطیع سبیل یعنی مالک زاد وراحلہ پر ثابت ہوئی اور

اور حدیث سے کفر تارک حج کا باوجود استطاعت مذکور کے متحقق ہوا اور احادیث گزشتہ سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ حکم حج و نماز و روزہ و زکوۃ کا فرضیت اور کفر ترک مین ایک ہی ہے بلا کسی تفاوت کے پس جب کہ یہ بات معلوم ہو گئی تو اب اہل زمان پر یہ امر بھی مخفی نہین ہے کہ جو لوگ عموماً آپکو مسلمان کہتے ہین اونمین اکثر کا یہ حال ہے کہ وہ ان اعمال کو بطور فقہاء کے بھی بجا نہین لاتے ہین پھر اسکا کیا ذکر ہے کہ طریقۂ علماء آخرت پر اونکو ادا کرین اگر یہ لوگ طریقۂ علماء ظاہری پر ان اعمال کو بجا لاتے تب بھی رتبۂ فائزین سے نازل رہتے چہ جای اسکے کہ یہ نماز و روزہ حج و زکوۃ انکا مطابق احکام فقہ کے بھی نہین ہے کیونکہ سو طرح کے قصور و فتور اونمین طریقۂ علماء ظاہر پر واقع ہوتے ہین اور یہہ لوگ کچھہ اوسکی پروا نہین کرتے ہین

ای فسق و فجور کار ہر روزۂ ما — دی پرز حرام کاسۂ و کوزۂ ما
میخند د روزگار و میگرید عمر — بر طاعت و بر نماز و بر روزۂ ما

ہم اللہ پاک سے جسکی توحید الوہیت و ربوبیت کا ہمنے سچے دل سے اعتراف کیا ہے اور حضرت کے رسول ہونے پر شہادت صادقہ دی ہے سوال کرتے ہین کہ ہمکو توفیق بجا آوری ان اعمال فرائض کی اوسیطرح پر بخشے جسطرح کہ ہمارے سلف ائمہ و صلحاء خلف کو بخشی تھی اور جو آفات ہماری نماز و روزہ و زکوۃ و حج مین خطرات و وساوس و حدیث نفس سے عارض و لاحق ہوتے ہین اور شیطان لعین جو ہماری رگونمین ہر دم خون کیطرح دوڑتا پھرتا ہے ہمکو اوسکے مکائد و مصائد سے امن کلی عطا فرما کر اپنی رحمت کاملہ سے ہمکو مصداق اس آیت شریف کا بنادے ان عبادی لیس لک علیہم سلطان اسجگہہ مین اپنی اولاد کو نصیحت و وصیت کرتا ہون کہ وہ بعد تحصیل مقدار ضروری علم فقہ سنت کے علم حدیث و تفسیر پر عبور کرین بعدہ کتب اہل معرفت کی سیر کرکے اہلیت علم باطن کی بہم پہنچائین فقط پوست پر قناعت نکرین جستجوی مغز مین بھی رہین اور جہانتک ہو سکے اخلاق قبیحۂ مذمومہ کو خصال محمودۂ حسنہ سے مبدل کرین کہ یہ ایک ادنی درجہ ہے مدارج آخرت سے رہے وہ مراتب علیا جو علماء سلف امت و اولیاء ملت کو حاصل تھے اونکی تمنا کرنیکا اگرچہ مضائقہ

نہین ہے لکن بملاحظۂ حالات زمانہ حصول اون منازل کا اور وصول اون مقامات تک ایک امر
محال نظر آتا ہے گو نزدیک اللہ پاک کے کوئی چیز دائرۂ امکان سے باہر نہین ہے جو کچھہ قصور ہے
وہ سب ہماری ہی طرف کا ہے مراد علم فقہ سنت سے اسقدر سمجھہ لو جسقدر ہے جوکہ رسالۂ نہج مقبول
و بنیان مرصوص و عرف جادی و ہدیۃ المہدی و مسک الختام و روضۂ ندیہ و فتح العلام
مین درج ہے اتنا علم فقہ کا اس زمانہ مین طالب علم کو واسطے دریافت مہمات احکام
و امہات مسائل کے کفایت کرتا ہے اور مراد علم حدیث سے عبور کرنا کتب صحاح ستہ پر
مع مشکوۃ شریف و بلوغ المرام و منتقی کے ہے پس بس اور مراد علم تفسیر سے عبور کرنا تفسیر
ابن کثیر و فتح القدیر و فتح البیان پر کافی ہے اور مراد علم معرفت سے درس کتاب احیاء العلوم
و رسالۂ قشیری و ریاض الصالحین و ریاض المرتاض و طبقات شعرانی و انتصار و ذخیرۃ الخیر
و عوارف و تعرف و نحوہا ہے اسکے بعد مرتبہ عمل کا ہے جس کسیکو اسقدر دستگاہ علوم مذکورہ
مین حاصل ہوگی اوسپر مطالعہ کرنیسے بقیہ کتب ہر سہ علم مشار الیہ آسان ہو جائینگے وہ اپنے
دین مین غالبًا محتاج دریافت مسائل و احکام کا کسی دوسرے شخص عالم و عارف سے نہین ہوگا
اور وقت عمل کے اوسکو تمیز حق و باطل و صحیح و سقیم امور کا بخوبی حاصل ہوگا اور اگر ہمت اس
مقدار قلیل سے بھی کوتاہی کرے تو ہمارے رسائل اردو بھی کفایت کرتے ہین کیونکہ ہر رسالہ
اپنے باب مین جامع ہے ہر سہ مراتب دین کو وہ مراتب یہ ہین ایمان اسلام احسان رسالۂ
دعایۃ الایمان واسطے سمجھنے معنی کلمۂ طیبہ کے بس ہے اور رسالۂ فتح المغیث واسطے دریافت
کرنے احکام اسلام کے معہ اخوات خود وافی ہے اور رسالۂ لسان العرفان مع اخوات خود معنی
احسان کے سمجھاتا ہے اسیطرح بقیہ رسائل اردو مسائل نماز و روزہ و حج و عقائد و نکاح
وغیرہ امور شرعیہ کے لئے شافی ہین - آج یہ رسالہ سلخ شوال سنہ ۱۳[illegible] ہجری روز شنبہ کو
ایک ہفتہ مین تمام ہوا ختم اللہ لنا بالحسنی والحمد للہ الذی بنعمتہ تتم الصالحات فقط

تمت

صحت نامہ رسالہ ضوء الشمس

صفحہ	سطر	خطا	صواب
٦	١٦	آسمان	+
١٠	٧	سنجرہ	سنجرہ
〃	١٦	خرب	فرب
〃	١٩	البہقی	البیہقی
١١	٢١	تعلموہ	تعلموا
١٣	٥	احدا	واحدا
〃	١٢	تدکیر	تذکیر
١٤	١٨	وغیرہ	وغیر
٢٠	٣	بنّا	بنا
٢٦	٧	الذکر	الذکری
٣٢	١٩	الاخیار	الاخبار
٣٣	١١	درم	ورم
〃	١٤	تاسرہ	ناسرہ
〃	١٥	فرا	قرا
٣٦	١٢	ذکری	لذکری
٤٠	٢	چاہتا	جانتا
٤١	٣	باالبر	بالبر
٤٧	١٣	ایک	ایک ٩
٤٩	١٠	ایک	ایک ١١

صفحہ	سطر	خطا	صواب
٥٤	٦	مہدیٰ	مہدي
〃	١٢	اپنے وقت	اپنے اپنے
٦٢	٢١	اوسمین	اوثمین
٦٣	٣	ثابت	تائب
٦٦	٢٠	یضع	بضع
٧٠	١٥	ادعیہ	ادعیہ
〃	٢٠	اہلہ	آلہہ
٨٠	٦	طرفے	طرف سے
٨١	٩	اسکی	اوراسکی
〃	١٧	کہتا	کہنا
٩٢	١١	اوردریا	اورریا
٩٥	٢٠	گو	گویا
٩٦	١٢	ضریا	ضربا
١٠١	١	یشق	بشق
١٠٨	٨	ج اسرار	اسرارج
١٠٩	١٩	بجبر	بجز
١٢٥	٧	ترکبو	ترکبوا
١٢٧	٨	لادی	لاوی

تمت بالخیر

